سلسلۂ مکتباتِ فارسیہ زیر سرپرستی اعلیحضرت حضور نظام عالی مقام خلد اللہ ملکہ

یسئلونک عن ذی القرنین قل سأتلوا علیکم منہ ذکرا

مرایں نامہ راز اتفاقِ صواب
شد آئینہ ہائے سکندر خطاب

مثنوی

آئینہ سکندری

حضرت امیر خسرو دہلوی

بہ تصحیح و تنقید جناب مولانا محمد سعید احمد صاحب فاروقی

باہتمام محمد مقتدی خاں شروانی

مطبع انسٹی ٹیوٹ علی گڈھ میں طبع ہوئی

سنہ ۱۳۳۶ھ
۱۹۱۷ء

انتساب

یہ سلسلہ نہایت فخر و مباہات کے ساتھ حسب اجازت
اعلیحضرت بندگان عالی متعالی ہز ہائنس آصف جاہ
مظفر الممالک نظام الملک نظام الدولہ
نواب میر سر عثمان علی خاں بہادر
فتح جنگ جی سی ایس آئی، جی سی بی خلد اللہ
ملکہ و سلطانہ و ادام اقبالہ کے نام نامی و اسم
گرامی کے ساتھ منسوب و معنون کیا جاتا ہے۔

فہرستِ مضامین

مضمون	صفحہ

متن

مضمون	صفحہ
حکایتِ دو وزیر	۹۰
شکستِ و اسیری و آزادی خاقان	۹۱
نصیحت بہ قوی بازواں	۱۰۳
حکایتِ موش و اشتر	۱۰۶
عزیمتِ سکندر سوے یاجوج و ماجوج	۱۰۷
در نصیحتِ گرد کنندگانِ دینار و درم	۱۲۴
حکایتِ حریصے	۱۲۷
بزمِ آرائی سکندر	۱۲۸
ستایشِ جوہریانے کہ از فعلِ ایشاں متاعِ انفعال نریزد	۱۴۱
حکایتِ دو تراشندہ	۱۴۵
داستانِ ادواتے کہ خداوندانِ ہر ونی از برائے حال و استقبال وضع کردند	۱۴۶
صفتِ دیرِ دیوانہ	۱۵۸
حکایتِ سگے	۱۶۱
آب زدنِ سکندر آتشِ زرتشتیان	۱۶۲
نصیحت بہ اصحابِ یمیں	۱۶۸

اِصطلاحات متعلّق اختلافِ نُسخ

قؔ : نسخۂ قلمی کتب خانۂ آصفیہ حیدرآباد دکن

مؔ : نسخۂ مطبوعۂ قیصریہ دہلی

سؔ : نسخۂ مملوکۂ آنریری سکرٹری صاحب مدرستہ العلوم علی گڑہ

(آ) مصرعۂ اوّل (۲) مصرعۂ ثانی

نوٹ : متن کے صفحہ ۳ سطر ۷ میں بجائے خاتم کے خاتمے صفحہ ۱۸ سطر ۸ میں بختیاراں کی جگہ بختیاراں صفحہ ۴۱ سطر ۴ اومابعد بجائے نخل کے نخل صفحہ ۱۶۵ سطر ۵ ومابعد بجائے بیزید کے بیزید اور صفحہ ۱۰۲ سطر ۱۲ میں بجائے جبہ کے جبہہ پڑہنا چاہیے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُقدّمہ

اَلحمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلمین وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلیٰ رَسُولِہٖ مُحمّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصحَابِہٖ اَجمَعِین

کلیات خسرو کی ترتیب کے سلسلہ میں عالی جناب نواب حاجی محمد اسحٰق خاں صاحب نے مثنوی آئینۂ سکندری (تصیح اور تنقید کے لئے) اس ذرۂ بے مقدار کو عنایت فرمائی۔ بہ تعمیل ارشاد میں نے اس مثنوی کا تین نسخوں سے مقابلہ کیا۔ ایک نسخہ مطبوعہ دہلی سے جو خود غلط چھپا ہوا ہے۔ دوسرے ایک قلمی نسخہ سے جو کتب خانۂ آصفیہ حیدرآباد سے مستعار آیا تھا۔ تیسرا نسخہ نواب حاجی محمد اسحٰق خاں صاحب کے کتب خانہ کا تھا۔ جو نسخہ احقر کو صحت کے لئے دیا گیا تھا وہ مولانا احمد حسن صاحب شوکت کا صحیح کیا ہوا تھا۔ اس لئے اس کی تصیح میں کچھ زیادہ دقت نہیں اُٹھانی پڑی۔ مگر مولانا نے پہلے نسخوں سے مقابلہ کرکے ایک لفظ جو اُن کے نزدیک صحیح تھا قایم رکھا تھا دوسرے کو نظرانداز کردیا تھا۔ مگر میں نے اُس کو حاشیہ پر نسخہ کرکے لکھدیا ہے۔

اب تنقید شروع کرتا ہوں۔ مگر قبل اس کے کہ اس مثنوی پر کچھ لکھا جائے اس امر پر غور کرنا ضروری معلوم ہوا کہ خمسہ یعنی پانچ کتابوں کے ایک سٹ[ل] کے تصنیف کرنے کا خیال کس جگہ سے لیا گیا ہے۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا نظامی گنجوی علیہ الرحمۃ (جو ایک علمی خاندان کے شخص اور خود بھی نہایت عالم فاضل ہیں) انھوں نے کتب مقدسہ توریت و انجیل ملاحظہ کی ہونگی جن میں سب سے اول حضرت موسیٰ کی پانچ کتابیں (پیدائش، خروج، احبار، گنتی، استثناء) ہیں۔ چونکہ مسلمان تمام انبیا و رسل کو مانتے اور اُن کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں اور اُن کے طریقوں کو متبرک سمجھکر اختیار کرتے ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح سنت ابراہیمی، سنت موسوی، سنت عیسوی

[ل] مولوی ریاض حسن صاحب نے جن کو یہ تنقید معائنہ کے لئے بھیجی گئی تھی حسب ذیل ریمارک کیا ہے۔
کسی تذکرہ یا خود حضرت نظامی کی کسی مثنوی سے اس کا پتہ نہیں چلتا کہ نظامی کو ابتدا ہی سے خمسہ لکھنے کا خیال تھا۔ برخلاف اس کے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نظامی نے ہر ایک مثنوی کسی بادشاہ کی فرمایش سے لکھی یہ محض اتفاقی امر ہے کہ ان مثنویوں کی تعداد پانچ تک پہنچ گئی۔ ان مثنویوں کے سٹ کو خمسہ کا لقب حضرت نظامی کے بعد دیا گیا۔ آتشکدۂ آذر میں لکھا ہے بعضے فضلا و عرفا و شعرا این پنج کتاب را کہ امروز از خیالات شیخ درمیان ست جمع نمودہ مسمیٰ بخمسہ نمودند۔ دولت شاہ اور بعض ارباب تذکرہ کا خیال ہے کہ مثنوی حکایت ویس و رامین بھی شیخ کی تصنیف ہے اگر یہ صحیح ہے تو ان کی مثنویوں کی تعداد چھ ہو جاتی ہے۔

محمد ریاض حسن دانش و خیال

اس کی نسبت خاکسار کی گزارش ہے کہ ہر مثنوی کا کسی بادشاہ کی فرمایش پر تصنیف ہونا اس کے منافی نہیں کہ یہ خیال دل میں موجود ہو۔ ممکن ہے کہ یہ منصوبہ اُن کے ذہن میں ہو اور اُس کے معلوم ہونے پر ایک ایک مثنوی موجودہ وقت اکابر کے نام سے معنون کی گئی ہو اور اس امر کو فرمایش سے تعبیر کیا گیا ہو۔ بہرحال یہ ایک قیاس ہے نہ کہ واقعہ جس کی تائید اُن اشعار سے ہوتی ہے جو درج کئے گئے۔ اور دوسرا استدلال میرے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ سید صاحب کو دولت شاہ اور دیگر غیر محتاط تذکرہ نویسوں کے غیر محقق اقوال سے دھوکا ہوا۔ مثنوی ویس و رامین مولانا نظامی گنجوی نہیں بلکہ نظامی عروضی سمرقندی کی ہے اس لئے مولانا گنجوی کی مثنویوں کی تعداد پانچ ہی رہتی ہے۔

سعید احمد فاروقی

کو بھی تقریباً اُسی نظر سے دیکھا جاتا ہی جیسا کہ سنت محمدی کو اور اُس کو اختیار کرنا اور اُس پر چلنا ایک مذہبی امر خیال کرتے ہیں اس لئے قرین قیاس ہی کہ خمسہ موسوی کو دیکھکر پانچ کتابیں (سکندر نامہ، مخزنِ اسرار، ہفت پیکر، شیریں خسرو، لیلیٰ مجنوں) تصنیف فرمائی ہوں۔ ان کے مضامین میں بھی کچھ کچھ مناسبت باہمی ضرور ہی۔ اور جب سکندر نامہ کے خاتمہ کو دیکھتے اور اس میں مندرجہ ذیل اشعار پڑھتے ہیں کہ

چو دریائے ثالث منطشوئے خاک	زثالث ثلاثہ جہاں گشتہ پاک
بہ تربیع و تثلیث گوہر فشاں	مُربع نشین و مثلث نشاں
فرنگ و فلسطین و رہبان و روم	پذیرائے فرمانِ مہرش چو موم

تو یہ امر یقین کے درجہ تک ترقی کر جاتا ہی کہ مولانا کو ادیانِ سابقہ اور خصوصاً مذہب عیسوی سے ضرور سابقہ رہا ہی جس کی اصطلاحیں اُنھوں نے نظم فرمائی ہیں اور تبرکاً و تیمناً خمسہ موسوی کے اتباع میں یہ پانچوں کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ان پانچوں کتابوں نے شہرت عام اور بقائے دوام کا تمغہ حاصل کیا۔ قوم نے اُن کو نہایت عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ بادشاہوں، امیروں، عالموں نے ہر زمانہ میں حد سے زیادہ پسند کیا۔ اور فارسی شعرا کے خیال میں تو آسمان سخن میں آفتاب ہو کر چمکیں اور تمام شعرا ہمعصر اور مابعد نے فارسی سخن طرازی کا منتہائے کمال سمجھکر اُن پر کتابیں لکھنی شروع کیں جس طرح شعرائے عرب میں جس کو دعوائے سخن ہوتا تھا وہ اپنے قصائد درِ کعبہ پر آویزاں کرتا تھا، اسی طرح شعرائے مابعد فارسی میں سے جس جس کو اپنی سخن طرازی کا دعویٰ ہوتا

تھا وہ خمسہ نظامی کے مقابلہ پر کتابیں لکھتا تھا بعض نے پورے خمسے لکھے اور بعضے ایک ایک دو دو کتابیں لکھکر رہ گئے۔ منجملہ اُن کے حضرت امیر خسرو اور مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہما کے خمسے مشہور ہیں۔ امیر خسرو کی کتابیں اس وجہ سے کہ وہ اہل زبان نہیں ہیں بلکہ ہندی نژاد ہیں اور پھر بھی اہل زبان کے بہترین شعراء کی صف میں نظر آتے ہیں نہایت قابل قدر ہیں۔ خصوصاً جبکہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ السنۂ جدیدہ کے باوجود ہزاروں اسکولوں، سیکڑوں کالجوں، متعدد یونیورسٹیوں اور لاکھوں پڑھنے والوں کے ایسے لوگ کس قدر پیدا ہوئے جو اہل زبان کے نزدیک وہی رتبہ رکھتے ہوں جو امیر خسرو کا ایران میں مانا جاتا ہی تو امیر خسرو کا رتبہ ہماری نظروں میں اور بھی بلند ہو جاتا ہی۔ اہل ہند نے طوطی ہند کا خطاب اُن کی شیریں کلامی پر اُن کو دیا اور وہ اُن کو طوطی ہند کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ چنانچہ عرفی لکھتے ہیں ؎

بروحِ خسرو ازیں پارسی شکر دادم

کہ کامِ طوطیِ ہندوستاں شود شیریں

اسی طرح شعراء اہل زبان نے بھی اس کو قبول کیا ہی اور سب ان کو اعلیٰ درجہ کا شاعر مانتے ہیں۔ چنانچہ مشہور ہی کہ سلطان شہید نے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ سے ہندوستان کے تشریف لانے کی خواہش کی تو سعدی نے تحریر فرمایا کہ خسرو غنیمت ہے اس کی تربیت کی جائے۔

امیر کے خمسہ کی نسبت تقریباً اس پر اتفاق ہی سا ہی کہ جتنے خمسہ نظامی کے جواب

یں لکھے گئے سب سے بہتر ہی۔ مگر دولت شاہ سمرقندی اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ امیر بالیسنغر امیر خسرو کے خمسہ کو نظامی کے خمسہ پر ترجیح دیتے تھے مگر خاقان مغفور الغ بیگ نظامی کے معتقد تھے اور وہ اس ترجیح کو قبول نہیں کرتے تھے۔ بارہا ان دونوں بادشاہوں میں اس بارہ میں مذاکرہ ہوا۔ اُس زمانہ کے اہلِ علم وفضل ترجیح کو پسند کرتے تھے۔ چنانچہ اُس کی عبارت بجنسہ درج کی جاتی ہی "امیرزادہ بالیسنغر خمسۂ امیر خسرو را بر خمسہ نظامی تفضیل دادے و خاقان مغفور الغ بیگ انار اللہ برہانہٗ قبول نہ کردے و معتقد نظامی بودے و درمیان این بادشاہ بکرات آں تعصب رو دادہ و خاطر جوہر یانِ بازارِ فضلِ ایں روزگار کہ عمر شاں بخلود ابد پیوستہ باد راہ ترجیح منودندے"۔ گویا ان بزرگوں کے نزدیک امیر خسرو علیہ الرحمۃ کا خمسہ نظامی کے خمسہ سے فایق تھا جو ہر ہندی نژاد کے لئے باعث افتخار رہی۔

مولانا شبلی مرحوم شعر العجم میں خمسہ نظامی کی ترجیح کے قایل ہیں۔ بہرحال اس میں شبہ نہیں ہی کہ خمسہ نظامی پر جتنی کتابیں تصنیف ہوئی ہیں اُن میں سب سے بہتر خسرو کی پنج گنج ہی۔ یہ فخر ہندوستان کے لئے کچھ کم نہیں ہی کہ اُس کا ایک سپوت فرزند ایک غیر زبان کی شاعری میں اُس زبان کے بہترین شعرا کے ہم پلّہ خیال کیا جاتا اور اُن معدودے چند اساتذہ میں شمار ہوتا ہی جن کی تعداد ہر زمانہ میں اور ہر ملک میں بہت ہی کم ہوتی ہی۔

اس خمسہ کی ایک کتاب آئینہ سکندری بھی ہی جو ترتیب تصنیف کے اعتبار سے چوتھی کتاب ہی جیسا کہ خود اسی کتاب کے سبب تالیف میں اُنھوں نے لکھا ہی ؎

چو دربازکردم نخست از قلم | زمطلع برانوار دادم علم
وزاں انگبیں شربت انگیختم | بہ شیریں وخسرو فرو ریختم
وزاں جا فرس پیشتر تاختم | بہ مجنوں ولیلیٰ سرافراختم
کنوں بر سریر سخن پروری | کنم جلوۂ ملکِ اسکندری

اس کتاب میں خسرو کے قول کے موافق جیسا کہ وہ اخیر کتاب میں لکھتے ہیں چار ہزار چار سو پچاس شعر ہیں ؎

گر آری ہمہ بیتش اندر عدد
چہار الف و پنجہ شد و چار صد

مگر موجودہ کتاب میں ۴۱۱۴ شعر ہیں جس میں ۳۳۹ کی کمی ہے۔ ضرور ہے کہ کاتبوں کی غفلت سے اس قدر شعر متروک ومعدوم ہو گئے۔

کلام شستہ اور صاف ہے۔ استعارات اور تشبیہات کا بھی کہیں کہیں استعمال کیا گیا ہے اور جہاں کیا گیا ہے خوبی کے ساتھ کیا گیا ہے۔ متعدد جگہ اشعار کا مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مقابلہ پر لکھے گئے ہیں۔ معراج کا آغاز، بادشاہ کی تعریف کیفوی چینی کا فخریہ وغیرہ سامنے رکھنے سے یہ خیال درجۂ یقین کو پہنچ جاتا ہے۔ اس میں لزوم مالایلزم کے طور پر ایک التزام یہ بھی رکھا گیا ہے کہ جن قصوں کو مولانا نظامی نے نظم کیا ہے وہ ترک کر دیئے گئے ہیں جس سے میدان نہایت تنگ ہو گیا ہے۔ سکندر کے پُر اثر کارنامے جو دنیا میں بے نظیر مانے جاتے ہیں مثلاً زنگیوں کی لڑائی، دارا کی جنگ، چین، ہندوستان

روس وغیرہ کے واقعات وہ سب مولانا نظامی پہلے ہی ختم کر چکے ہیں حضرت امیر کی غیور طبیعت نے اُس کو دوبارہ لکھنا پسند نہیں کیا اور صرف وہی واقعات لکھے ہیں جو حضرت نظامی نے ناقابل التفات سمجھکر چھوڑ دیئے یا جو حضرت امیر نے اپنے زور قلم سے پیدا کر لئے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں ؎

زدانا ہر آں دُر کہ ناسُفتہ ماند ۔۔۔ فشانم بہ نوعے کہ دانم فشاند
ہنر پرورِ گنجہ گویائے پیش ۔۔۔ کہ گنجِ ہنر داشت زاندازہ بیش
نظر چوں بریں جامِ صہبا گزاشت ۔۔۔ ستد صافی و دُرد برما گزاشت
من ارچہ ازاں مے گراں تر شوم ۔۔۔ کجا با حریفاں برابر شوم
خیالے کہ در شرحِ ایں داستاں ۔۔۔ رقم داشت از سکۂ راستاں
چہ گویا خردمندِ آفاق بود ۔۔۔ نخواند آں ورق کز خرد طاق بود
چو ایں مہرہ درعقدِ بازو نہاد ۔۔۔ بسنجید و پس در ترازو نہاد
زرا زے برافگند سرپوش را ۔۔۔ کہ ناگفتہ باور نشود گوش را
سخن کز خرد بر نیارد علم ۔۔۔ مکش در قلم بلکہ درکش قلم
چو خواہی کہ گم گرد د انگشت پیچ ۔۔۔ باندیشہ گو و میندیش ہیچ
طرازِ ہنر قصۂ خام را ۔۔۔ نبشتن ہمنگ ست دشنام را
سیاہاں کہ گلگونہ بر رو کنند ۔۔۔ بخندیدنِ مردماں خو کنند
چو کردم بسنجیدن اندیشہ چُست ۔۔۔ چہ نا باور افسانہ و چہ درست

چو گوہر ہمہ سُفت گوہر پذیر	من از مہرہ سفتن ندانم گزیر
ترا ہر چہ در روے نماید محال	گمنہ بر کسے نہ کہ بست این خیال

مندرجہ بالا اشعار سے صاف اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے۔ خود مصنف کو تسلیم ہے کہ جو صاف اور بہترین واقعات تھے وہ نظامی نے چُن لئے اور تلچھٹ اور نیچے کی گاد رہ گئی اُس سے ان کا کیونکر مقابلہ ہو سکتا ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کا یہ بھی خیال ہے کہ ایسے واقعات لکھنے سے نہ لکھنا بہتر ہے۔ آخر میں لکھتے ہیں کہ موتی نظامی نے چُن لئے تو سوا خرمہرہ کے ترتیب دینے کے کوئی علاج نہیں۔ اگر جو کچھ میں نے لکھا ہے محال ناممکن معلوم ہو اور ناپسند ہو تو اُس کا وبال اُس شخص پر ہے جس نے یہ خیال کیا کہ سکندر نامہ کا جواب لکھا جائے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب طوعاً و کرہاً بطور تعمیل حکم کے مجبوراً لکھنی پڑی۔ آغاز داستان میں لکھتے ہیں ؎

دگر ہر چہ ناگفتہ ماند از نخست	کنوں یک بیک گفت خواہم درست
وگرنہ لطافت ندارد بسے	کہ مر گفتہ را باز گوید کسے

یاجوج ماجوج کی جنگ کے بیان میں شروع ہی میں پھر اس مضمون کو اس طرح فرماتے ہیں ؎

سخن گوے پیشینہ جادوے پیش	کہ جادوگری کرد زاندازہ بیش
بشر حیکہ بست ایں ورق راطراز	ازیں بیش بیروں نیفگند راز
چو زیں نکتہ راہِ معانی کشاد	نم از چشمۂ زندگانی کشاد
. . .	ارشیشۂ شویم چہ آید بروں

چو تاراج شد زلّہ بر خوانِ میر | من از ریزہ چینی ندارم گزیر
جو دہقاں کند خرمن از دانہ پاک | بود عاقبت قوتِ موراں بخاک
گل از بوستاں بادہ نوشاں برند | خس و خاک ہیزم فروشاں برند

خاتمۂ کتاب میں پھر بطور معذرت کے کچھ اشعار لکھے ہیں جن میں سے چند ذیل میں لکھے جاتے ہیں ؎

وگر بازگیری تو پیوندِ خویش | مرا خود عزیزست فرزندِ خویش
پسر گرچہ کورست ازیں خانہ دور | بچشمِ پدر شب چراغ ست و لوز
ہنر گرچہ آوازِ خر خندہ را | بود ارغنوں گوشِ خر بندہ را
برو بادبخشایشِ دادگر | کہ بر من بہ بخشش گمارد نظر
ہنر جوئے، در عیب جوئی مکوش | ترا نیز عیب ست بر خود بپوش

ان پوری داستانوں کو پڑھنے کے بعد امیر کی انصاف پسندی اور عجز و انکسار کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ سوائے ایک سخن گسترانہ تعلّی کے "زُلزلہ در گورِ نظامی فگند"، کبھی نظامی کی برابری کا دعویٰ نہیں کیا۔ ہر جگہ عزت اور ادب سے ذکر کرتے ہیں بلکہ اُن کی اُستادی کا اقرار کرتے

زندہ است بہ معنی اوستادم

اور کسرِ نفسی سے لکھتے ہیں ع

کجا با حریفاں برابر شوم

کیا عجب کہ وہ تعلّی کا شعر بھی الحاقی ہو۔ لیکن خاکسار کے نزدیک اس مثنوی میں سوائے

رزمیہ داستان کے جن میں امیر کے پاس کچھ مواد (میٹریل) باقی نہیں رہتا دوسرے اصناف میں کوئی خامی نظر نہیں آتی اس کی مثال ایسی سمجھئے کہ کسی مستری کو گو وہ کیسا ہی ہنرمند اُستاد ہو سامان نہ دیا جاوے اور تاج گنج جیسی بے نظیر عمارت تعمیر کرنے کی فرمایش کی جائے اس لئے ہم کو اس تمام کتاب میں اُس کی ہر داستان پر نظر ڈالنا ہے تاکہ یہ تحقیق ہو جائے کہ دولت شاہ سمرقندی اور دیگر اساتذہ سخن فہم نے جو رائے خسرو علیہ الرحمۃ کے کلام کی نسبت قایم کی ہے وہ کہاں تک ٹھیک اُترتی ہے۔ اس کتاب کے مضامین مندرجۂ ذیل عنوانوں میں تقسیم ہو سکتے ہیں :-

حمد، نعت، معراج، مدح بادشاہ، رزم، بزم، مناظر قدرت، اخلاق و نصایح تصوف و فلسفہ اور متفرقات -

پس اس تنقید میں ان ہی عنوان کے ذیل میں حضرت امیر خسرو اور مولانا نظامی کے اشعار پیش کئے جاتے ہیں جس سے ناظرین خود ہر ایک کے مرتبہ اور درجہ کا اندازہ کر سکیں گے

حمد باری عز اسمہٗ

حمد و نعت ایک ایسا عام مضمون ہے جس سے کسی مسلمان مصنف کی کتاب شاذ و نادر خالی ہوتی ہے۔ نثر میں ابتدا انھیں سے ہوتی ہے اور نظم میں بھی اکثر شعرا نے کچھ نہ کچھ حمد و نعت ضرور ہی لکھی ہے۔ اس عام توارد کی وجہ صرف اسلام ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں جا بجا ذکر الٰہی کی تاکید فرمائی ہے۔ حدیث شریف میں صاف طور پر مذکور ہے کہ کوئی

مہتم بالشان چیز جس کا خدا تعالیٰ کے نام سے آغاز نہ ہو وہ ابتر ہوتی ہے اس لئے تمام مصنفین اسلام نے اس حدیث شریف کے اتباع سے برکت حاصل کرنے کے لئے اپنی تصانیف کو اسی سے شروع کیا ہے گویا حمد و نعت ایک قومی شعار ہو گیا جیسے ہر مصنف نے تبرکاً و تیمناً اختیار کیا۔ اور علوم متعارفہ کی طرح یہ امر عام ہو گیا کہ اسلامی کوئی تصنیف اس سے خالی نہ ہو۔ بزرگان سلف تو خطوط بھی اسی سے شروع کرتے تھے مگر زمانہ نے اس قومی اور اسلامی خصوصیت کو بہت کم کر دیا ہے۔ ان دونوں بزرگوں نے بھی اپنی اپنی کتابوں کو خدا تعالیٰ کی تعریف سے شروع کیا ہے۔ دونوں کے (نیز فردوسی کے) کچھ کچھ اشعار ذیل میں لکھے جاتے ہیں

فردوسی

نیابد بدو نیز اندیشہ راہ
کہ او برتر از نام و از جایگاہ
سخن ہرچہ زیں گوہراں بگذرد
نیابد بدو راہ جان و خرد
ازیں پردہ برتر سخن گاہ نیست
بہ ہستیش اندیشہ را راہ نیست

خسرو

نہ چوں من بمقدار بیش و کمی
کہ گنجی در اندیشۂ آدمی
ز تو بے خبر عقل و دانش تباہ
تصور بکامت تو گم کردہ راہ
بحالت سخن را ورق سوختہ
کم و بیش را دیدہ بردوختہ
فلک را تو بستی گرہ در جہات
تو راندی قلم بر خطِ کائنات
ز صنع تو کارے بہر کارگاہ
غلط را نہ در کارگاہِ تو راہ

نظامی

اساسے کہ در آسمان و زمیست
نہ اندازۂ فکرتِ آدمیست
شود فکرت اندازہ را رہنموں
سر از حدِ اندازہ ناید بروں
چو پایاں نہ دارد حدِ کائنات
نماند در اندیشہ دیگر جہات
نیندیشد اندیشہ بیروں ازیں
کہ ہستی نہ بلکہ بیروں ازیں

خدا تعالیٰ کے جہان کو بدون کسی کی امداد کے پیدا کرنے کو دونوں حضرات نے اس طرح ظاہر کیا ہے:

خسرو	نظامی
بصد زیور آراستی روزگار	جہاں را بدیں خوبی آراستی
کہ محتاج آلت نہ گشتی بکار	بروں زانکہ یاری گرے خواستی
کنی جملہ ہستی بہ آئین و ساز	بہرچہ آفریدی و بستی طراز
نیاید بہ نیروئے غیرت نیاز	نیازت نہ اے از ہمہ بے نیاز

عالم کے بہترین صورت میں پیدا کرنے کے متعلق دونوں حضرات نے حسب ذیل لکھا ہے:

خسرو	نظامی
ہر آں چہ آفریدی دریں جوی ژرف	چناں برکشیدی و بستی نگار
نہفتی درو کیمیائے شگرف	کہ بہ زاں نیارد خرد در شمار
ز ملکِ تو یک ذرہ بیکار نیست	چناں بستی ایں طاقِ نیلوفری
خرد را دریں بارگہ بار نیست	کہ اندیشہ را نیست زو برتری

خدا قادر مطلق، منعم حقیقی اور حی لایموت ہے:

خسرو	نظامی
سرے کز تو اُفتد کہ آرد ستاد	سرے کز تو گردد بلندی گرائے
درے کش تو بندی کہ داند کشاد	بہ افگندنِ کس نیفتد ز پائے

نظامی	خسرو
کسے را کہ قہرِ تو از سر فگند	تنِ روشن و جانِ پنہاں ز تو
بپا مردیِ کس نگردد بلند	ہمہ کس ز جاں زندہ و جاں ز تو
نبود آفرینش تو بودی خدائے	ہمہ زود میرد و تو جاوید پائے
نماند ہمہ ہم تو مانی بجائے	کہ ہرگز نمرد و نمیرد خدائے

نعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

مسلمانوں میں عام عقیدہ ہے کہ تمام عالم جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے پیدا ہوا ہے۔ اس مضمون کو دونوں حضرات نے بیان کیا ہے۔ ہر ایک بجائے خود قابل تحسین ہے:

نظامی	خسرو
محمدؐ کاز ل تا ابد ہر چہ ہست	محمدؐ شہِ لاجوردی سریر
بہ آرایشِ نامِ او نقش بست	کزو گشت ہستی عمارت پذیر
چراغے کہ پروا ز بینش بدوست	سپہرے کہ بینی چو رخشندہ باغ
فروغِ ہمہ آفرینش بدوست	ز نورِ وے افروخت چندیں چراغ

معجزۂ شق القمر کی طرف بھی دونوں بزرگوں نے اشارہ فرمایا ہے:-

نظامی	خسرو
ستوں شد خردمند از پشتِ او	حمایت نشیں چرخ در مشتِ او
مہ انگشت کش گشت ز انگشتِ او	مہ از داغدارانِ انگشتِ او

خسرو

درِ چرخ را ماہ قفلِ زرست
کلیدِ وے انگشتِ پیغمبرست

معجزۂ شق القمر کی طرف حضرت امیر کا اشارہ نہایت لطیف ہے۔

معراج

معراج کا بیان بھی دونوں حضرات نے لکھا ہے۔ مولانا نظامی علیہ الرحمۃ کے سامنے جملہ روایات کا میدان وسیع موجود تھا جن میں سے اُنھوں نے دلچسپ اور مناسب روایات لیکر دادِ سخن دی۔ لیکن خسرو کے اس التزام نے کہ جو امور نظامی لکھ چکے ہیں نہ لکھے جائیں میدان کو نہایت تنگ کر دیا اس لئے وہ اس امر سے کہ ایک نمونہ اُن کے سامنے موجود تھا کچھ زیادہ فائدہ نہ اُٹھا سکے۔ تاہم بُراق اور سوار کی تعریف اور حضوری خاص کا موقع دونوں میں مشترک ہے جس سے دونوں کے کلام کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے۔

۱۔ اس بیان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقابلہ پر لکھا گیا ہے۔ نظامی علیہ الرحمۃ کا پہلا شعر ہے:

شبے کاسماں مجلس افروز کرد
شب از روشنی دعویِ روز کرد

اس میں یہ دقت پیش آئی کہ مجلس افروز کردن اگر مصدر مرکب لیا جائے تو مفعول باقی نہیں رہتا اور اگر افروز کرد کو علیحدہ کیا جاوے تو ذریعہ جس سے روشن کیا جائے نہیں

بیان کیا۔ شارحین کو بھی اس میں تاویلات کرنی پڑیں اس لئے خسرو نے اسی شعر کو
صاف کر کے اپنا بیان اُس سے شروع کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

فلک ماہ را چوں شب افروز کرد
شبِ تیرہ پیرایۂ روز کرد

شعر صاف ہو گیا، گنجلک جاتی رہی۔

صفت بُراق

خسرو

بُراقے ز فکرت سبک گام تر
ز خورشید و مہ روشن اندام تر
سوئے دولتِ بے حسابش کشید
رکابی شد و در رکابش کشید

نظامی

بُراقے شتابندہ زیرش چو برق
ستامش چو خورشید در نور غرق
سہیلے بر اوجِ عرب تافتہ
ادیم یمن رنگ ازو یافتہ
بریشم تنے بلکہ لو لو سمے
روندہ چو لو لو بر ابریشمے
ازاں خوش عناں تر کہ آید گماں
ازاں تیز رو تر کہ تیر از کماں
شتابندہ تر و ہمِ علوی خرام
ازو باز پس ماندہ ہفتاد گام

نظامی

بعالم کشائی فرشتہ وشے
معالم کشائے کہ عالم کشے

نظامی نے براق کو مرکبِ مجسم فرض کرکے اُس کی مناسبات نہایت خوبی سے چسپاں کی ہیں۔ مگر کلام سے براق کا مجردات میں سے ہونا عیاں ہے۔

صفت سوار

خسرو	نظامی
سوارِ سبکرو بعزمِ درست	پیمبر براں ختلی رہ نورد
شتابندگی را کمر کرد چست	برآورد ازیں آبِ گردندہ گرد
براں رخشِ رخشندہ بر شد چناں	ہم او راہ داں۔ ہم فرس راہوار
کہ در لامکاں برکشیدش عناں	زہے شاہ مرکب۔ زہے شہسوار
	چو زیں جایگہ عزم دروازہ کرد
	بدستش فلک خرقہ را تازہ کرد

ستاروں، سیاروں اور آسمانوں سے گزر کر جو حالت پیش آتی ہے اُس کو دونوں نے اس طرح بیان فرمایا ہے:

خسرو	نظامی
سوئے عالمے شد کہ عالم نماند	ز دیواں گہِ عرشیاں در گزشت
دوم درمیاں سایۂ ہم نماند	بدرج آمد و درج را در نوشت

نظامی	خسرو
جہت را ولایت بہ پایاں رسید	ہمائے شد و اوجِ عزت پرید
قطیعت بہ پرکارِ دوراں رسید	ہمائے کہ کس سایۂ او ندید
زمیں زادہ بر آسماں تاختہ	چناں کرد بر شاخِ قرب آشیاں
زمین و زماں را پس انداختہ	کہ خود ہم نگنجید اندر میاں
مجرد روی را بجائے رساند	چو از ہستیِ خویش نامید گشت
کہ از بودِ او ہیچ با وے نماند	دراں نیستی ہستِ جاوید گشت
چو شد در رہِ نیستی چرخ زن	بزد بر غرض ناوکِ سخت کوش
بروں آمد از ہستیِ خویشتن	زہ از قاب قوسین آمد بہ گوش
دراں دائرہ گردشِ راہِ او	حجابِ خیال از میاں برگرفت
نمود از سرِ او قدم گاہِ او	نظارہ بنورِ نہاں برگرفت
رہی رفت بے زیر و بالا دلیر	بروں آمد از پردۂ بودِ خویش
کہ در دائرہ نیست بالا و زیر	نگہ کرد بے پردہ مقصودِ خویش
حجابِ سیاست بر انداختند	بمنزل خراماں شد از بارگاہ
ز بیگانگاں حجرہ پرداختند	بپایش درم ریز خورشید و ماہ
کلامے کہ بے آلہ آمد شنید	فروزاں چو شمعے ز نورِ حضور
لقائے کہ آں دیدنی بود دید	ملائک چو پروانہ بر گردِ نور

نظامی	خسرو
	عروسانِ فردوس در انتظار
چناں دید کز حضرتِ ذوالجلال	کہ روبند از پائے نازک غبار
نہ زاں سو جہت بد نہ زیں سو خیال	

یہ فیصلہ کرنا مجھ جیسے ہیچمدان کا کام نہیں کہ دونوں میں کس کا کلام فایق ہے البتہ یہ عرض کیا جاتا ہے کہ خسرو کے کلام میں فنا فی الذات کی جھلک زیادہ پائی جاتی ہے۔

ثبوت معراج

معراج کے متعلق شبہات رفع کرنے کے لئے مولانا نظامیؔ نے صرف ایک شعر لکھا ہے کہ

تنِ او کہ صافی تر از جانِ ماست
اگر شد بیک لحظہ آمد رواست

یعنی حضور کا تنِ مبارک ہماری روح سے بھی زیادہ صاف تھا اگر ایک دم میں گیا اور واپس آیا تو کوئی بیجا نہیں مگر خسرو نے ذیل کی ایک پوری حکایت لکھی ہے۔

شنیدم کہ رندے کژ اندیشۂ	ہمیں زد بہ پائے خرد تیشۂ
از انجا کہ در دل کژی پیشہ داشت	بمعراج پیغمبر اندیشہ داشت
کزاں رہ کہ فکرت سر انداز گشت	دمے چون تواں رفتن و باز گشت
دریں وہم ناپختگاں صبح و شام	جگر پختہ کردے بسودائے خام
مگر چاشت گاہے ز پہنائے دشت	تماشا کناں سوئے آبے گزشت
بہ تن شُستئے جامہ ز تن دور کرد	شب تیرہ در چشمۂ نور کرد

چو در آب زد غوطه آمد بروں | زنے دید خود را بہ شہرے دروں
یکے آمد و کار پرداختش | یکد بانوی جفتِ خود ساختش
بر آں گونہ در عقدِ فرخ جمال | شدش ہفت فرزند در ہفت سال
یکے روز ہم بر قرارِ نخست | ہمے بر لبِ جوئے اندام شست
چو باز از تہِ آب سر بر گرفت | تماشا بہر جانبے بر گرفت
چہ بیند ہماں اوّلیں غسل گاہ | کہ آں راہ گم کردہ گم کرد راہ
سلاح و سلب ہمچناں در کنار | زماں را ہماں جا تنگہ بر قرار
خجل گشت از اندیشہ خامِ خویش | ز سر ساخت برگِ سر انجامِ خویش
بشرع اندر آویخت زیں پائے لغز | بروں کرد ما خولیا را ز مغز

نظامی کے الفاظ "تنِ او کہ صافی تر از جانِ ماست" اور خسرو کی اس حکایت سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہی کہ دونوں حضرات معراج جسدی کے قایل ہیں۔

مدح پادشاہ

دونوں بزرگوں نے اپنے اپنے زمانہ کے سلاطین کی تعریف لکھی ہی۔ تمہید گریز اور صفات کچھ کچھ نقل کی جاتی ہیں تمہید سے معلوم ہوتا ہی کہ نظامی کی مدح کو سامنے رکھکر چربہ اُتارنے کی کوشش کی گئی ہی اور جہاں تک ممکن ہوا ہی اُس کو نباہا ہی۔ سخن شناس ناظرین خود اس کا اندازہ لگا دیں کہ کہاں تک اس میں ان کو کامیابی ہوئی اور کس کس موقعہ

خسرو	نظامی
خراماں شو اے خامۂ گنج ریز	علم برکش اے آفتاب بلند
بدر سفتن الماس را دار تیز	خراماں شو اے ابرِ مشکیں پرند
بہر حرفے آرایشے ساز کن	بنال اے دلِ رعد چوں کوسِ شاہ
بہر نکتہ گوشِ فلک باز کن	بخند اے لبِ برق چوں صبح گاہ
سخن را چناں پایہ برکش بماہ	بیار اے ہوا قطرۂ ناب را
کہ بوسد بہ جرات کفِ پائے شاہ	بگیر اے صدف دُر کن آں آب را
	بر آ اے دُر از قعرِ دریائے خویش
	بتاجِ سرِ شاہ کن جائے خویش

کس پرزور اور بلاغت آمیز طریقہ پر نظامی علیہ الرحمۃ نے اپنے بادشاہ کی تعریف شروع کی ہے آفتاب کو حکم دیتے ہیں کہ بلند ہو تا کہ ابر پیدا ہو اور ابر سیاہ کو جو برسنے والا ہوتا ہے حکم دیتے ہیں کہ حرکت کرکہ اُس کے تصادم سے رعد پیدا ہو۔ اب ہوا چلتی ہے بارش ہوتی ہے مینہ کے قطرے صدف میں جاکر موتی بنتے اور موتی تاج شاہی میں منسلک ہوتے ہیں۔ حضرت امیر خسرو قلم کو حکم دیتے ہیں کہ دُرِ مضامین سلک مدح کے لئے پر جس کا ایک ایک حرف سانچے میں ڈھلا ہو جس سے آسمان کے کان کھل جائیں اور سخن کو اس درجہ بلندی پر پہنچا دے کہ بادشاہ کے پیر کو بوسہ دینے کے قابل ہو جائے جو تسلسل اسباب کا نظامی نے ایک بلیغ پیرایہ کے ساتھ بیان کیا ہے وہی تسلسل

اسباب خسرو نے بھی قایم رکھا ہی۔ حضرت امیر سخن سے اپنے ممدوح کی پابوسی کراتے ہیں اور حضرت نظامی قطرۂ آب کو تاج شاہی میں جگہ دیتے ہیں۔

صفتِ ممدوح

نظامی	خسرو
چو آبِ فراتِ آشکارا نواز	صفاتش در اندیشہ بیش از کمال
چو سرچشمۂ نیل پنہاں گداز	نوالش بہ اندازہ بیش از خیال
گر انعامِ آں بر شمارد کسے	گہ معدلت سوئے درویش و شاہ
بداں تا کند شکرِ نعمت بسے	بیک چشم بیند چو خورشید و ماہ
ز شکر وے آں نعمت افزوں بود	بگاہِ عطا زاں کفِ بحر جوش
وے نعمتے بیش ازیں چوں بود	زرِ صامت از ریختن در خروش
رسد شرق تا غرب احسانِ او	عجب صامتے بیں کہ فریاد کرد
بہر خانہ نعمت از خوانِ او	عجب تر کہ فریاد از داد کرد

خسرو نے ممدوح کی فیاضی نہایت لطیف پیرایہ میں ظاہر کی ہے۔ کہتے ہیں کہ انعام و اکرام کے وقت روپیہ دیتے ہیں تو شمار کے وقت جو آواز ہوتی ہے گویا روپیہ فریاد کرتا ہے کہ سخاوتِ سلطان مجھکو خزانہ میں آرام نہیں لینے دیتی۔ پھر فرماتے ہیں فریاد کس چیز سے یعنی داد سے کرتا ہے، حالانکہ فریاد بیداد سے ہوتی ہی۔ داد کے لفظ نے جان ڈال دی۔

صفت اسپ

نظامی		خسرو	
کجا گام زد خنگ پدرامِ او	زمیں یافت سرسبزی از گامِ او	جنیبت چو در زیر راں آورند	تزلزل بہفت آسماں آورند
بہر دائرہ کو زدے ترک و تاز	زپرکارِ خطش گرہ کرد باز	سمندش چو برابر جولاں زنند	ہمہ تیر بر پشتِ مرغاں زنند
بداں بقعہ کو بارگی تاختہ	زمیں گنجِ قاروں برانداختہ		

رزم

آئینۂ سکندری ایک رزمیہ مثنوی ہو جس کا اصل موضوع رزمیہ داستان ہونا چاہیے
مگر خسرو کی غیرتِ طبع بلند آواز سے کہتی ہو کہ

وگرنہ لطافت ندارد بسے
کہ مرگفتہ را باز گوید کسے

اس لئے اُن تمام داستانوں کو (جو بجائے خود تعجب خیز و عبرت انگیز ہیں) ترک کرکے
صرف اُن ناقابل التفات واقعات کو لے کر چمکانا پڑا جن کو نظامی نے سلکِ سخن
میں منسلک کرنا بھی عار سمجھا تھا۔ مثلاً سکندر و دارا کی لڑائی ایک نہایت عظیم الشان
واقعہ ہو کہ دنیا کی اُس زمانہ کی سلطنت کا سب سے بڑا تاجدار (جس کی پُر عظمت

داستانیں دنیائے اسلام کے ہر بچہ بچہ کی زبان پر تھیں اور جیسے فردوسی کی سحر بیانی نے رفعت و بلندی کے بلند ترین درجہ پر پہنچا دیا تھا) چند گھنٹے کے اندر اپنے ہی ماتحت صوبہ کے سردار کے سامنے اُس کے رحم کے بھروسہ پر چند منٹ کی مہلت مانگتا ہے کہ چند منٹ توقف کر اور جب میری روح پرواز کر جائے اُس وقت سر یا تاج جو چاہے لے لینا۔ یہ واقعہ بذاتہٖ ایسا دردناک نظارہ پیش کرتا ہے کہ معمولی طور پر بھی بیان کر دیا جائے تو بڑے سے بڑے سنگدل انسانوں کو بھی رقت ہو سکتی ہے پھر اُس کو نظامی جیسے خدائے سخن کا بیان کرنا جس نے حقیقت میں اس خوبی سے بیان کیا کہ اس کی نظیر فارسی شاعری نہیں لا سکتی۔ اس کے مقابلہ پر اُن واقعات بیے جن سے نظامی نے اپنے قلم کو آلودہ کرنا پسند نہیں کیا ایسی نظم کا متمنّی ہونا جو سکندر و دارا کے بیان کے سامنے پسند آسکے ایسا ہی مشکل ہے جیسا کہ کسی ماہر سے ماہر انجینیر سے یہ توقع کرنا کہ وہ معمولی بھٹّہ کی اینٹوں سے تاج گنج کے مقابلہ کی عظیم الشان عمارت علی گڑھ میں تیار کر دے گا۔

اس کے علاوہ مولانا نظامی نے یہ مثنوی اپنے دلی شوق سے پوری اُمنگ کے ساتھ کافی وقت میں تصنیف فرمائی۔ اُن کو سوائے شعر و شاعری کے اور کوئی بھی شغل نہیں تھا۔ اور امیر کو بہت بڑا وقت ہندوستانی درباروں کے کارہائے منصبی میں صرف کرنا ہوتا تھا اور یہ مثنوی یعنی آئینۂ سکندری اپنی دلی خواہش سے نہیں بلکہ کسی امیر یا بادشاہ کی فرمایش سے نہایت کم زمانہ میں بطور تعمیل ارشاد کے تصنیف فرمائی۔

نیز نظامی اہل زبان ہیں اور اہل زبان میں بھی ایسے بلند پایہ کہ اُن کو خدائے سخن تسلیم کیا گیا اور امیر ہندی نژاد اور ترکی الاصل ہیں لہذا اصل اور نسل دونوں اعتبار سے غیر ایرانی ہیں۔

نیز باوجود خدائے سخن ہونے کے نظامی پارسی معبود یزدان و اہرمن کی طرح صرف ایک صنف سخن (یعنی مثنوی) کے مالک ہیں۔ برخلاف اس کے امیر خسرو تمام اصناف سخن (مثلاً قصیدہ، غزل، مثنوی، نصائح اور تصوف) میں ہر صنف کے اساتذہ کے ہم پلہ مانے گئے ہیں۔

ان تمام امور پر نظر کر کے اس قدر یقینی ہے کہ پر اثر واقعات نہ ملنے کے سبب خسرو اگر کوئی رزمیہ داستان اس زور کی نہیں لکھ سکے جیسے کہ نظامی کی مثنوی میں موجود ہیں تو وہ معذوری کے قابل ہیں کہ "شمشیر نیک ز آہن بد چوں کند کسے"
اس کو امیر خود لکھتے ہیں ؎

چونگذاشت اوے بشیشہ دروں
من از شیشہ شویم چہ آید بروں

تاہم جس جگہ گنجایش ملتی ہے وہاں وہ بھی دوسروں سے کم نہیں رہتے۔ ذیل میں چند مختلف قسم کے مضامین متقابل لکھے جاتے ہیں جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ حضرت امیر کس پایہ کے شاعر ہیں۔

۱۔ تمہیدات۔ نظامی علیہ الرحمۃ کی تمہیدات اعلیٰ درجہ کی مانی گئی ہیں۔ حضرت

امیر نے بھی بعض جگہ جنگ کے آغاز سے پہلے تمہیدیں لکھی ہیں اس لیے دونوں کے کلام سے ایک ایک تمہید پوری نقل کی جاتی ہے اور اس کے متعلق بعض خصوصیات جو ذہنِ ناقص میں آئیں عرض کی جاتی ہیں:

نظامی	خسرو
رسیدند لشکر بجائے مصاف	بگردوں شد از نائے زرّیں خروش
دو پرکار بستند چوں کوہِ قاف	بدریائے لشکر در افتاد جوش
خسک برگذرگاہِ کیں ریختند	ہزاہز در آمد بہر دو سپاہ
نقیباں خروشیدن انگیختند	روا رو برآمد بخورشید و ماہ
یزک بر یزک سو بسو در شتاب	علم سر ز عیوق بر تر کشید
نہ در دل سکونت نہ در دیدہ خواب	سناں چشمِ سیّارہ را بر کشید
ز بسیاریِ لشکر از ہر دو جائے	زلرزِ زمیں زیرِ قلبِ گراں
فرو بستہ کوشندہ را دست و پائے	در اندامِ گاو آرد گشت استخواں
دو رویہ ستادند در جائے جنگ	غبارِ زمیں کلہ بر ماہ بست
نمودند در پیشدستی درنگ	نفس را درونِ گلو راہ بست
مگر درمیاں صلحے آید پدید	چناں گشت روئے ہوا گردناک
کہ شمشیرِ شاں بر نیاید کشید	کہ سیارہ گم کرد خود را بخاک
چو بود از جوانے وگردن کشے	زموجِ سلاح و زگردِ زمیں
ہماں جانب آبے ہماں آتشے	گلیں آسماں شد ـ زمیں آہنیں

خسرو	نظامی
بداں بند بربست برآبِ تیغ	پدید آمد از بُرد باری ستیز
کہ بے بند عالم نگیرد چو میغ	دلِ کینہ ور گشت بر کینہ تیز
رسیدہ ز تیغ آبِ شاں تا کمر	ازاں پس کہ بر کینہ رہ یافتند
ہماں آب بدخواہ را تا بسر	سر از جستنِ مہر بر تافتند
سپہ از زرہ موج میزد بہ اوج	درآمد بغرّیدن آوازِ کوس
چو دریا کہ بادش درآرد بہ موج	فلک بر دہانِ دُہل داد بوس
بدریائے آہن جہاں گشت غرق	شغب ہائے آئینۂ پیل مست
ہوا پر ز میغ و زمیں پر ز برق	ہمے شانہ بر پشتِ پیلاں شکست
ز تروین و پیکانِ سبز و سفید	چناں آمد از نائے ترکی خروش
جہاں گشت پر سوسن و برگِ بید	کہ از نائے ترکاں برآورد جوش
زبانگ ہیونانِ گیتی نورد	برآورد خرمہرہ آوازِ شیر
شدہ پر صدا گنبدِ لاجورد	دماغ از دمِ گاؤدم گشت سیر
خرامیدنِ بادپایاں بہ گشت	طراقے کہ از مصرعہ خاستہ
تزلزل درافگند در کوہ و دشت	بروں رفت زیں طاقِ آراستہ
عرق کردنِ توسناں در شتاب	روارو برآمد ز راہِ نبرد
ز طوفانِ آتش رواں کرد آب	ہزاہز درآمد بمردانِ مرد

خسرو	نظامی
شرارہ کہ زد نعلِ ہنگامِ رو	زمیں گفتی از یکدگر بر درید
ستارہ بروں ریخت از ماہِ نو	سرافیل صورِ قیامت دمید
نماندہ اماں زیرِ پیروزہ کاخ	غبارِ زمیں بر ہوا راہ بست
اجل راشدہ دستگاہے فراخ	عنانِ سلامت بروں شد ز دست
نفیرِ زہ از چاشنیِ کماں	ز بس گرد بر تارکِ ترک و زیں
شدہ ہر زماں چاشنی گیرِ جاں	زمیں آسماں۔ آسماں شد زمیں
بلا زیں بناوک بر اندختہ	فرو رفت و بر رفت راہِ نبرد
چو طفلاں نرنے بارگی ساختہ	نمِ خوں بماہی و بر ماہ گرد
گرہ بر گرہ دستِ پیکاں زناں	ز سمِ ستوراں دراں پہن دشت
زرہ بر زرہ پشتِ روئیں تناں	زمیں شش شد و آسماں گشت ہشت
ز رخشیدنِ خشتِ زہرآ گوں	جگر تاب شد نعرہائے بلند
شدہ زہرۂ مردِ بد زہرہ خوں	گلو گیر شد حلقہائے کمند
ز ہر سو سنانہائے خارا گذار	ز تابِ ہوس در جہاں بستہ میغ
فرو بستہ راہِ سلامت بہ خار	جہاں سوخت از آتشِ برقِ تیغ
ز تیر و سپرہا کہ پُر کار بود	ز بس عطسۂ تیغ بر خون و خاک
بیاباں نیستان و گلزار بود	دماغِ ہوا پر شد از جانِ پاک

خسرو

بزیرِ سپر تیغ رخشاں بتاب
چناں کز تہ برگِ نیلوفر آب
درخشندہ شمشیر ہائے بنفش
ز دیدہ بصر مے ربود از درفش
خروشیدنِ کوسِ روئینہ کاس
فلک را پر از رخنہ ہا کردہ طاس
سپاہ از علمہا شدہ سایہ دار
دلیراں بر آشفتہ دیوانہ وار
بہر سینہ نو شدہ کینہ ھا
گریزاں شدہ رحمت از سینہ ہا
جدا گشتہ دلہا ز پیوندِ خویش
پدر تشنہ خونِ فرزندِ خویش
دو لشکر نگویم کہ دو کوہِ قاف
رسیدند در جلوہ گاہِ مصاف

یہ داستان قریباً ایک ہی موقع کی ہے اور دونوں میں سکندر خود لڑتا ہے، آئینہ سکندری
میں خاقانِ چین سے اور سکندر نامہ میں دارا سے۔ دونوں شہسواران سخن نے یوم

جنگ کی صبح کا سماں بیان فرمایا ہے اور یہاں پوری پوری داستان اس لئے
لکھ دی گئی ہے کہ ناظرین کے سامنے رطب و یابس ہر قسم کے شعر ہر اُستاد کے موجود ہوں
جس سے موازنہ کرنے میں آسانی ہو۔

سکندرنامہ کے مندرجۂ ذیل اشعار میں عمدہ تمہید قائم کی گئی ہے:

رسیدند لشکر بجائے مصاف — دو پرکار بستند چوں کوہِ قاف

خسک بر گزرگاہِ کیں ریختند — نقیباں خروشیدن انگیختند

یزک بر یزک سو بسو در شتاب — نہ در دل سکونت نہ در دیدہ خواب

ز بسیاریِ لشکر از ہر دو جائے — فروبستہ گوشندہ را دست و پائے

دو رویہ ستادند در جائے جنگ — نمودند در پیش دستی درنگ

مگر در میاں صلح آید پدید — کہ شمشیر شاں بر نیاید کشید

چو بود از چو لنے و گردن کشے — ہماں جانب آبے ہماں آتشے

پدید آمد از بردباری ستیز — دلِ کینہ ور گشت بر کینہ تیز

از اں پس کہ بر کینہ رہ یافتند — سر از جستنِ مہر برتافتند

لشکروں کا دونوں طرف سے حلقہ باندھنا، دشمن کی آمد روکنے کے لئے گوکھرو بچھانا، پہرہ
داروں کا مقرر کرنا، کثرتِ لشکر سے آمد و رفت کا سلسلہ بند ہو جانا۔ ہر ایک کا پیش قدمی
میں پس و پیش کرنا، صلح کا خواہشمند ہونا عمدہ پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بعد فوج کے
اِدھر اُدھر پھرنے، جنگ کے خوف و ہراس اور اپنی اپنی شیخیاں بیان کرنے سے جو حالت پیدا ہوتی

ہے وہ دونوں میں مشترک ہے۔ جن بعض بعض اشعار کا مضمون متحد یا قریب قریب ہے اُن کے متعلق ذیل میں کچھ عرض کیا جاتا ہے:

خسرو کا پہلا و دوسرا شعر اور نظامی کا بارھواں اور پندرھواں شعر درج ذیل ہیں:

نظامی	خسرو
چناں آمد از نائے ترکی خروش	بگردوں شد از نائے ترکی خروش
کہ از نائے ترکاں برآورد جوش	بدریائے لشکر در اُفتاد جوش
روا رو برآمد ز راہِ نبرد	ہزاہز درآمد بہر دو سپاہ
ہزاہز درآمد بمردانِ مرد	روا رو برآمد بخورشید و ماہ

یہ دونوں شعر ہم معنی اور قریباً مساوی درجہ کے ہیں۔ خسرو نے کرنائے کی آواز کو آسمان تک پہنچنے، لشکر میں جوش پیدا ہونے، دونوں فوجوں میں حرکت اور بڑھو چلو کی آواز بلند ہونے کو صفائی اور روانی سے بیان کیا ہے۔ نظامی نے اسی مضمون کو دوسرے طرز پر بیان کیا اور نائے ترکی و نائے ترکاں کی مناسبت لفظی سے اپنا خاص رنگ پیدا کر دیا ہے۔ دوسرے شعر میں بھی مردان مرد کی حرکت ملاحظہ طلب ہے۔ خسرو کا تیسرا شعر بھی اعلیٰ درجہ کا ہے اس کے مقابلہ پر نظامی کا مندرجۂ ذیل شعر آسکتا ہے۔ گو مضامین دونوں کے مختلف ہیں مگر اپنے اپنے رنگ میں بےنظیر ہیں۔

نظامی	خسرو
زمیں گفتی از یکدگر بردرید	علم سر ز عیوق برتر کشید
سرافیل صُورِ قیامت دمید	سناں چشمِ سیارہ را برکشید

خسرو کا چوتھا اور نظامی کا بیسواں شعر یعنی:

خسرو	نظامی
بہ لرز زمیں زیر قلبِ گراں	زسمِ ستوراں دراں پہن دشت
دراندامِ گاو آرد گشت اُستخواں	زمیں شش شد و آسماں گشت ہشت

مقابل ہو سکتے ہیں۔ ایک میں مبالغہ کی حد تحت الثریٰ تک دوسرے میں فلک الافلاک تک پہنچائی گئی ہے۔ دونوں کے مضامین میں مخالف سمتیں اختیار کی گئی ہیں۔ نظامی علیہ الرحمۃ کے شعر میں کثرتِ شین نے کسی قدر ثقالت پیدا کر دی ہے تاہم مبالغۂ غلو کی عمدہ مثال ہے۔ امیر رحمہ اللہ کے شعر میں سالم جسم میں لشکر کی دہل سے اُستخوان کا پس کر آرد ہو جانا بہ نسبت آسمان کے آٹھ ہو جانے کے (جس میں گرد کے اجتماع سے کسی قدر دھوکا ہو جانا بھی ممکن ہے) زیادہ مبالغہ ہے گو اُس کا وجود بھی خیالی ہی ہے۔

خسرو	نظامی
غبارِ زمیں کلہ بر ماہ بست	غبارِ زمیں بر ہوا راہ بست
نفس را درونِ گلو راہ بست	عنانِ سلامت برون شد ز دست

امیر کے دونوں مصرعے ایک دوسرے سے متناسب ہیں چاند کے گرد گرد کا خیمہ قائم ہو گیا اور گرمی کی وجہ سے سانس لینا دشوار ہو گیا تھا۔ حضرت نظامی کے شعر کے دونوں مصرعوں میں باہم ربط معلوم نہیں ہوتا۔ پہلے میں غبارِ زمیں کا ہوا کی راہ میں حائل ہو جانا اور دوسری میں عنانِ سلامت ہاتھ سے نکل جانا دو جُدا مضمون ہیں جو تمام داستان کے تو مناسب ہیں لیکن باہم کچھ ربط نہیں رکھتے۔ امیر کا چھٹا شعر بھی اسی مضمون کا ہے کہ کثرتِ غبار کی وجہ سے سیارے بھی نظر آنے بند ہو گئے۔ اسی طرح حضرت امیر کا ساتواں اور گیارھواں شعر مولانا کے اٹھارھویں شعر سے مقابلہ ہو سکتا ہے۔ حضرت مولانا کے شعر:

زبس گرد بر تارکِ ترک و زیں   زمیں آسماں آسماں شد زمیں

میں زمین کا آسمان اور آسمان کا زمین ہو جانا ذرا دیر میں ذہن نشین ہوتا ہے۔ اور امیر کے ساتویں شعر

زموجِ سلاح و زگردِ زمیں — گلیں آسماں شد زمیں آہنیں

اسلحہ کی کثرت سے زمین کا آہنی اور گرد کی وجہ سے آسمان کا گلی ہو جانا اور دوسرے شعر

بدریائے آہن جہاں گشت غرق — ہوا پر ز میغ و زمیں پر ز برق

میں جہان کا دریائے آہن میں غرق اور گرد کی وجہ سے ہوا کا ابر آلود اور زمین کا برق آمود ہونا صاف طور پر عیاں ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ مندرجۂ ذیل اشعار خاص توجہ کے قابل ہیں:۔

رسیدہ ز تیغ آبِ شاں تا کمر
ہماں آب بدخواہ را تا بہ سر

آب تیغ کا سپاہی کے تا بکمر اور دشمن کے تا بسر پہنچنا خاص لطف رکھتا ہے۔

شرارہ کہ زد نعل ہنگامِ رو
ستارہ بروں رفت از ماہ نو

نعل کی رگڑ سے جو شرارہ پیدا ہوا اس کو ماہ نو سے ستارہ چھوٹنے سے تشبیہ دینا بھی نیا مضمون ہے۔

بلا زیں بناوک بر انداختہ
چو طفلاں زنے بارگی ساختہ

یہ مضمون بھی جدید ہی کہ بلا اُس کے ناوک پر سوار ہے جیسے طفل اسپ نے پر سوار ہوتا ہے اور جہاں یہ تیر لگتا ہی وہاں بلا نازل ہوجاتی ہی۔ ان کے علاوہ اور شعروں کا بھی مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔

صُبح

رزمیہ داستانوں میں نظامی علیہ الرحمۃ نے ہر صبح وشام کو ہر روز نئی صورت میں عجیب دلکش پیرایہ میں ظاہر کیا ہی جس سے اُن کی اُستادانہ قادرالکلامی اور قوتِ بیان کا اندازہ ہو سکتا ہی۔ امیر خسروؒ نے بھی ہر صبح اور شام کو نئے رنگ میں بیان کیا ہی دونوں کا کلام ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہی:

نظامی		خسرو
کہ چوں شاہِ چین زیں برابرش نہاد	(۱)	چو زنگیِ شب دید روئے سیاہ
فلک نعلِ زنگی بر آتش نہاد		در آئینۂ عالم آرائے ماہ
سپہر از کمیں مہرہ بیروں جہاند		زد آئینۂ ماہ را بر زمیں
ستارہ زکف مہرہ بیروں فشاند		بخندید ناگاہ صبح از کمیں
چو گیتی درِ روشنی باز کرد	(۲)	چو در گنبد آمد براقِ سپہر
جہاں بازیِ دیگر آغاز کرد		بہ آلائے زر زیں بیاراست چہر
بآتش بدل گشت مشتِ شرار		چناں خورد شبدیز ظلمات دم
کلیچہ شد آں سیمِ گاورس وار		کہ نعلش بیفتاد و مسمار ہم

صبح اوّل میں خسرو علیہ الرحمۃ نے اس مشہور حکایت کو کہ کسی حبشی نے آئینہ راستہ میں پڑا ہوا دیکھکر اُٹھا یا اُس میں اپنے روئے سیاہ کا عکس دیکھکر آئینہ کو پھینک دیا اور کہا کہ اسی لئے تجھکو پھینک دیا گیا ہی کس خوبی سے یہاں چسپاں کیا ہی۔

صبح دوم میں امیر نے سُورج کو بُراق فرض کرکے ظلمت کے رفع ہونے کو بھاگتے ہوئے گھوڑے سے تشبیہہ دی ع

کہ نعلش بفیتاد و مسمار ہم

سے اُس سراسیمگی اور گھبراہٹ کی جو عموماً خوف زدہ بھاگنے والے کو پیش آتی ہے تصویر کھچ جاتی ہی۔

نظامی علیہ الرحمۃ نے پراگندہ ستاروں کو مشتِ شرار و سیم گا ورس وار سے تشبیہہ دے کر سُورج کی شکل میں تبدیل ہوجانا عمدہ پیرایہ میں ظاہر فرمایا ہی۔

شام

جس طرح ہر روز اپنی خصوصیات کے اعتبار سے گزشتہ اور آیندہ دن سے ممتاز ہوتا ہی اسی طرح ان دونوں اُستادوں نے نیرنگیِ فلک کی مناسبت سے ہر صبح اور ہر شام کو نئی صورت میں جلوہ افروز کرکے دادِ سخن دی ہی۔ صبح کا سماں پیش ہوچکا اب شام کی باری ہی اُسے بھی ملاحظہ فرمائیے اور دونوں بزرگوں کی قادر الکلامی کی داد دیجئے۔

خسرو		نظامی
چو بکرِ فلک در عماری نشست شبِ تیرہ در پردہ داری نشست	(۱)	چو گلنار گوں کسوتِ آفتاب کبودی گرفت از خمِ نیلِ ناب
عروسانِ شب زیور آراستند فلک را بگوہر بر آراستند		نگہبانِ ایں مار پیکر درفش زر اندود بر پرنیانی بنفش
چو قلابِ سیم از کمیں زد ہلال بخوں غرق شد ترکِ چینی جمال	(۲)	چو گوہر بر آمود زنگی بتاج شہِ چیں فرود آمد از تختِ عاج
شہاب از سرِ نیزۂ دیو سوز شد آتش فگن در سلیمانِ روز		مہِ روشن از تیرہ شب تافتہ چو آئینۂ روشنی یافتہ
چو خورشید برقع بر خسارہ کرد فلک سرمہ در چشمِ سیّارہ کرد	(۳)	چو یاقوتِ خورشید را دزد برد بیاقوت جستن جہاں پے فشرد
کشید آسماں بہرمانِ کبود حریرِ معنبر بپوشید زود		بدزدی گرفتند مہتاب را کہ ایں برد آں جوہرِ ناب را

نامِ اوّل میں حضرت امیر نے آفتاب کے غروب ہونے کو معشوق کے عماری میں بیٹھنے سے تشبیہ دی ہے۔ پردہ ڈالنے اور مکان آراستہ کرنے کو (جو لوازمِ شادی سے ہے) کیسے صاف اور شستہ و رفتہ پیرایہ میں ظاہر کیا ہے۔ نظامی علیہ الرحمۃ نے گلنار گوں، نیلِ ناب، مار پیکر، پرنیانی بنفش جیسی چست ترکیبوں سے مینا کاری کا کام لیا ہے۔

شام دوم میں جناب خسرو نے چاند کے طلوع اور آفتاب کے غروب کو دو سپاہیوں کی فتح و شکست کے پیرایہ میں نہایت خوبی و روانی سے فصاحت کے ساتھ ادا کیا ہے۔ اور حضرت نظامی نے روشنی چاند کی آفتاب سے مستعار ہونے کی آئینہ روشنی یافتہ سے پاکیزہ تشبیہ دی ہے۔ لطف کلام ناظرین خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

واقعات نگاری

شاعر کا کمال واقعہ نگاری میں دیکھا جاتا ہے۔ واقعات دو قسم کے ہوتے ہیں اوّل موجودہ واقعات جو شاعر کی نظر کے سامنے گذریں اُن کے بیان کی خوبی یہ ہے کہ سُننے والے کی نظر کے سامنے واقعہ کا نقشہ کھچ جائے۔ اور اُس واقعہ کو دیکھکر جو اثر شاعر کے دل پر ہوا ہو وہی اثر شاعر کے کلام سے سامعین پر طاری ہو جائے دوّم وہ واقعات جو شاعر کے سامنے نہیں گذرے مگر لکھنے پڑتے ہیں اس میں شاعر کا یہ کام ہے کہ ایسے واقعات تلاش کر کے لکھے جو اس قسم کے موقعہ پر عموماً پیش آتے ہیں یا پیش آسکتے ہیں اور پڑھنے والوں کو یقین ہو جائے کہ حقیقت میں بھی یہ واقعہ اسی طرح گذرا ہوگا۔ گویا شاعر خیالات کا مصوّر ہوتا ہے۔ مصوّر کو جو خصوصیات تصویر میں دکھانی پڑتی ہیں شاعر کو وہی خصوصیات کلام میں نمایاں کرنی ہوتی ہیں اِس کتاب میں اسی قسم کے واقعات بیان ہوئے ہیں دونوں حضرات کا کلام درج کیا جاتا ہے۔

خسرو

نمودند بسیار جولان گری
کسے را نہ بُد از ہنر برتری
ز نیزہ بہ شمشیر بردند دست
ہم از ہر دو تن تارِ موئے نخست
بہ دشمن فریبی یلِ روم زاد
گریزاں شد از پیشِ چینی چو باد
بدنبالِ او چینیِ گرم کیں
زگرمی بہ ابرو برآوردہ چیں
چو نزدیک شد تا ز تیغِ چو برق
گریزندہ را زخم ریزد بہ فرق
در انداخت رومی کیانی کمند
کمرگاہِ چینی درآمد بہ بند
چناں کندش از بارۂ زورناک
کہ بر بود از باد و دادش بخاک
ہمی رفت پویان یلِ شیر گیر
بخاک اندروں شیرِ جنگی اسیر

نظامی

کمندے و تیغِ گرانمایہ خواست
عناں کرد سوئے بد اندیش راست
درآمد بر آں دیوِ دریا شکوہ
چو ابرِ سیہ کو برآید ز کوہ
بجنبید از جائے خویش آں نہنگ
کہ اقبالِ شاہش فرو بردہ چنگ
کمندِ عدو بند را شہریار
در انداخت چوں چنبرِ روزگار
چو در گردنِ دشمن آمد کمند
شتابندہ شد خسروِ دیو بند
بخم کمندش سر اندر کشید
کشاں ہمچناں سوئے لشکر کشید
بغلطید آں شیرِ نخچیر سوز
چو آہو برہ زیرِ چنگالِ یوز

دونوں شہسوارانِ سخن اس وقت ایک ہی میدان میں سرگرم جولاں ہیں۔ دونوں کا
انداز جدا ہے۔ خسرو کا کلام شستہ، رواں اور تصنع سے پاک ہے۔ دو مبارز سوارانِ جنگ آزما
ہیں جب دونوں اپنے اپنے داؤ پیچ آزما چکے تو ایک سوار دھوکہ دینے کی غرض سے
بھاگتا ہے دوسرے کو اس کی شکست کا یقین اور قتل یا اسیر کرنے کی حرص غالب
ہوتی ہے۔ جنگی احتیاطوں کو نظر انداز کر کے قتل کے لیے ہاتھ اٹھاتا ہے۔ دوسرا موقعہ
تاک کر کمند پھینکتا ہے اور اس کو اسیر کر لیتا ہے۔ یہ واقعہ صاف طور پر کلام سے
واضح ہوتا ہے اور عموماً ایسا ہوتا رہتا ہے۔ اس جنگ عظیم میں بھی متعدد واقعات سننے
میں آئے ہیں کہ اپنے حریف کو اس کے نظم حربی کے پراگندہ کرنے کے لئے میدان دیا
گیا اور پھر محصور کر لیا گیا۔ آخری شعر سے فتحمند کا خوشی سے دوڑنا اور اسیر کا گھسٹنا
خوب واضح ہو جاتا ہے۔ مولانا کے کلام میں یہ ہے کہ سکندر اپنی جگہ سے کمند اور تلوار وغیرہ
اٹھا کر چلتا ہے اور فوراً جا کر ایسے شجاع پہلوان کو جس کے مقابلہ سے رومی عاجز ہو گئے
تھے اسیر کر لیتا ہے اور وہ ہاتھ تک نہیں ہلاتا جب تواریخ سے پتہ چلتا ہے کہ بہادر روس
نے شہنشاہوں کے نہ صرف مقابلے کئے بلکہ بعض مرتبہ گرفتار و قتل بھی کیا ہے تو واقعہ
کی صحت قابل غور ہو جاتی ہے۔ خصوصاً جب یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ اس نے سکندر کو پہچان لیا
تھا یا نہیں لیکن الفاظ تیغِ گراں مایہ، دیوِ دریا شکوہ، کمندِ عدو بند، چنبرِ روزگار، خسروِ
دیو بند کی چست ترکیبوں اور مناسبات مقامی نے خاص رنگ پیدا کر دیا جو مولانا
کا خاص حصہ ہے۔ قریب قریب اسی مضمون کو فردوسی طوسی نے اس طرح نظم کیا ہے۔

چو از دستِ رستم رہا شد کمند | سرِ شہریار اندر آمد بہ بند
زپیل اندر آورد و زد بر زمیں | ببستند بازوئے خاقانِ چین

واقعۂ دوم

خسرو | نظامی

سوارے بروں آمد از رومیاں | بر آشفت قتّال ازاں شیرِ تند
سپر بستہ پس چُست کردہ میاں | کہ پائے سپہ دید زاں کارکند
بگرمی بر آہیخت چوں برق تیغ | بپوشید جوشن برافراخت ترگ
کہ برق از نفس آب گشتے چو میغ | چو سروے کہ تیغش بود بار و برگ
نگاور سیاہے بزیرش چو دود | در آمد بزیں چوں یکے اژدہا
برآوردہ سر بر سپہرِ کبود | سرِ بارگی کرد بروے رہا
بگردن زنے تاخت برہم ستیز | زریوند چوں دید کامد ہژبر
بینداخت بر گردنش تیغِ تیز | بغرید مانندِ غرندہ ابر
کیفوی تا زندہ خم خورد و جست | کشیدند بر یکدگر تیغ تیز
بزد نیزہ و پہلوش را شکست | زگرمی شدہ چوں فلک گرم خیز
گذارا شد از پشتِ رومی سناں | دو ترّہ دو پرکارِ مرکز نورد
زدستش بروں رفت یکسر عناں | یکے دیر جنبش یکے تیز گرد
| بسے گرد بر گرد بر تاختند
| بسے زخم چوں آتش انداختند

نظامی

نمے شد یکے بر یکے کامگار
زپیشیں در آمد بہ شب کارزار
ہم آخر یکے تیغ زد شاہِ روس
بر آں شخصِ آراستہ چوں عروس
بیفگندش از زین و بر روئے خاک
بر آوردہ زاں شیرِ شرزہ ہلاک

خسرو نے واقعہ کو مختصر اور سادہ الفاظ میں ادا کیا، اور نظامی علیہ الرحمۃ نے تشبیہات و ترکیبات سے واقعہ کو پُرشان بنا دیا۔ دونوں نے عمدہ طور پر ٹھیک تصویر کھینچ دی۔

بزم

رزم اور بزم دو مختلف قسمیں ہیں۔ مگر دونوں ماہرانِ سخن نے ان رزمیہ مثنویوں میں ایسے مواقع پیدا کر لئے ہیں جہاں اس صنفِ سخن کے اظہار کا موقع ملتا ہے۔ سکندرنامہ میں نوشابہ و کنیزِ چینی کا بیان اس کا بہترین نمونہ ہے۔ اُسی نمونہ پر کنیفوی چینی کی داستان جو مردانہ بھیس میں لڑنے آئی تھی سکندر نے خود گرفتار کر کے منظورِ نظر ٹھیرایا امیر خسرو نے نظم کی ہے۔ دونوں کے بعض بعض مواقع مثالاً پیش کئے جاتے ہیں۔

خسرو

(آمدن کنیفوی چینی در بزم)

جهاں سوزے از مہ شب افروز تر
ز خورشیدِ روشن جہاں سوز تر
بیک طرّہ صد شہر برہم زدہ
بیک غمزہ بر ملکِ عالم زدہ
درآمد خرامندہ باہمسراں
چو مہ در صفِ مشتری بیکراں

نظامی

(آمدن نوشابہ نزد سکندر)

پری چہرہ نوشابۂ نوش بہر
بفالِ ہمایوں بروں شد ز شہر
چو رخشندہ ماہے کہ در وقتِ شام
برآید ز مشرق چو گردد تمام
کنیزاں چو پرویں بہ پیرامنش
ز تارک دُر آمود تا دامنش

فخریہ

خسرو

(بزبانِ کنیفوی چینی)

سکندر کہ کرد آبِ حیواں ہوس
نظیرِ منش بود مقصود و بس
مگر شاہ زلفِ مرادر نیافت
کہ در عینِ ظلمات خنداں شتافت
چو در خلوتِ من نہانی رسید
بسرچشمۂ زندگانی رسید

نظامی

(بزبان کنیز چینی)

کہ از شادی امشب جہاں را نوی ست
ہمہ شادی از دولتِ خسروی ست
بہنگامِ گل خوش بود روزگار
بخندد جہاں چوں بخندد بہار
چو خورشید روشن در آمد بہ اوج
ز روشن جہاں زند نورِ موج

خسرو

گر از چشمہ راجع شد او را برات
من اندر دہاں دارم آبِ حیات
گر انداز داو شیر و آہو بہ تیر
من آں آہوم کو بود شیر گیر
گر او ہست کیخسرو جام جوئے
مرا جامِ گیتی نمائے ست روئے
گر از مجلسِ او یمن سے دہد
مرا لالہ و گل ز تن مے دہد
گر او پیل بندد بخمّ کمند
من از تارِ موئے کنم پیل بند
گر او حربہ بر ہم نبرداں زند
رُخِ من رہِ شیر مرداں زند
گر او اژدہائے ست و زریں دلیر
من آرم ز زریں اژدہا را بزیر
گر او گیتی از لشکر آرد بدام
خیالم بہ تنہا بگیرد تمام

نظامی

صبا چوں در آید بجولاں گری
زمیں رومی آرد صبا ششتری
گلِ سُرخ چوں کلہ بندد بہ باغ
فروزد ز ہر غنچہ خونِ چراغ
سکندر چو پیروزی آرد بجنگ
نہ زیبا بود آئینہ زیر زنگ
چو کیخسرو از می شود جام گیر
چرا جام خالی بود در سریر
ملک گر ز جمشید بالاتر ست
رُخِ من ز خورشید زیباتر ست
شہ ار شد فریدوں زرینہ کفش
بنقشش منم کاویانی درفش
شہ ار چوں سلیماں شود دیو بند
مرا در جہاں ہست دیوانہ چند
شہ ار کیقبادِ بلند افسر ست
مرا افسر از مشک و از عنبر ست

خسرو	نظامی
گر او ہست بر تختِ زر پائے بست	شہ ار ملکِ عالم گرفت ای شگفت
مرا در دلِ اوست جائے نشست	من آں را گرفتم کہ عالم گرفت
گر او را کلاہ است بر آسماں	کمندے من از زلف بر سازمش
مرا صد کلاہ است بر آستاں	نہ ترسم بگردن در اندازمش
گر او باز خواہد ز شاہاں خراج	گر او را کمندے بود ماہ گیر
من از سروراں سر ستانم نہ تاج	مرا ہم کمندے بود شاہ گیر
گر او گنج زر پختہ دارد تمام	گر او ناوک اندازد از دور دست
مرا نیز گنجی ست از سیم خام	مرا غمزۂ ناوک انداز ہست
گر اقبال و دولت ورا یاور اند	گر او حربہ دارد بہ خوں ریختن
مرا ہر دو چوں کمتریں چاکر اند	من از غمزہ خوں دانم انگیختن
گر او تخت گیرد ز کیں چوں شہاں	گر او قصدِ شمشیر بازی کند
من از بازوئے مہر گیرم جہاں	زبانم بہ شمشیر بازی کند
گر او دشمناں را بخوں خوردن است	گر او لخت از زر بدارد بدوش
مرا خونِ صد دوست بر گردن است	دو لخت ست نعلینِ من گرد گوش
گر او را یک آئینہ بر کف نشست	گر او حقہ ہا دارد از لعل پُر
دو آئینہ دارم من از پشتِ دست	مرا حقہ ہست از لعل و دُر

نظامی	خسرو
گر او را علم ہست بالائے سر	علمہائے او گرچہ بالا رس ست
مرا صد علم ہست بیرونِ در	مرا یک علم ہم زبالا بس ست
گر او شاہِ عالم شد از سروری	کمانِ وے ار صد شکار افگند
منم شاہِ خوباں بجاں پروری	یک ابروئے من صد ہزار افگند
	کمندِ وے ار صید بند دمدام
	من آنم کہ صیادگیرم بدام
	نگینِ وے ار لعلِ رُمانی ست
	نگینِ لبِ من سلیمانی ست

ان دونوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ کینفوی چینی اور کنیز چینی دونوں نے سکندر کی فرمایش پر گانا شروع کیا۔ کینفو کا نغمہ بہت طویل تھا۔ اوّل کا حصہ طوالت کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا۔ اُس کا آغاز اس طرح ہے کہ ؎

بہ آئینِ خوباں بہ شوخی و ناز
سروئے بر آورد عاشق نواز

ایک دو شعر لکھ کر نظامی کے مندرجہ صدر دوسرے شعر کی طرح ایک عام تمہید سے اپنا فخریہ شروع کرتی ہی کہ ؎

چو بشگفت گل خوش بود بوستاں ولیکن بہ ہمراہیِ دوستاں

چو بے صحبتِ ارجمنداں بود چمن دور ازیں جائے زنداں بود

چند شعر کے بعد کہتی ہے ؎

کسے را کہ من باشم اندر کمند چہ حاجت بہ بالائے سروِ بلند

اس کے بعد اپنا فخریہ نغمہ گاتی ہے جس میں ۳۵ شعر کے بعد مندرجہ بالا شعر یعنی ع

سکندر کہ کرد آبِ حیواں ہوس

آتا ہے۔ ان سب میں اس نے اپنے معشوقانہ کارنامے جتائے ہیں۔ مثلاً ؎

بیک حملہ بر پارسایاں زنم بدیگر رہ آشنایاں زنم

ہمہ خونِ خوباں بہ کش مے خورم ولے نوش بادم کہ خوش مے خورم

بہ تیرے کہ زیں چشم مست افگنم صفِ توبہ ہا را شکست افگنم

چو یکسو کنم مقنع از طرفِ گوش کلاہ از سر اندازم و سر ز دوش

منم قبلۂ روم و ابخاز ہم کرشمہ مرا زیبد و ناز ہم

بہشتی ست ایں قامتِ چوں نگار پر از سیب و بادام و نارنج و نار

وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام اوصاف جتا کر اور اپنے کو تمام خوبرویان جہاں سے فایق ثابت کر کے سکندر کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور کہتی ہے کہ سکندر آبِ حیواں کی طرف مجھ سے انسان کی تلاش میں گیا تھا۔ میری زلفِ معنبر کی خوشبو نہیں ملی تو ظلمات کی طرف رُخ کیا۔ مگر جب میرے خلوت خانہ میں پہنچ گیا تو چشمۂ زندگانی مل گیا۔ اب اس خیال سے کہ سکندر یہ نہ سمجھے کہ میں نے اُس کی اس درجہ قدر کی کہ اپنی محفل میں جگہ دی، وہ

اپنا تفوق اُس پر ثابت کرتی ہی اور رفتہ رفتہ کہتی ہے کہ اُس کی جگہ تخت زریں پر ہی اور میری جگہ اُس کے دل میں ہی۔ تمہید اور پھر اپنا تفوق دیگر خوب رویوں پر پھر خود سکندر پر کس عمدگی سے ثابت کرتی ہی۔ اور قلبِ شاہی میں اپنی جگہ حاصل کر لیتی ہی جو نہایت لطیف اور پاکیزہ پیرایہ ہے۔ کنیز چینی کا نغمہ اسی قدر ہی جو درج کیا گیا اول کے پانچ شعر عام ہیں یعنی ؎

کہ از شادی امشب جہاں را نویست	ہمہ شادی از دولتِ خسرویست
بہنگامِ گل خوش بود روزگار	بخندد جہاں چوں بخندد بہار
چو خورشیدِ روشن در آمد بہ اوج	ز روشن جہاں برزند نورِ موج
جہاں چوں در آید بجولاں گری	زمیں رومی آرد صبا ششتری
گلِ سُرخ چوں کلہ بندد بہ باغ	فروزد ز ہر غنچہ چوں چراغ

چھٹے شعر میں کچھ اشارہ نغمہ زن کی طرف معلوم ہوتا ہی ؎

سکندر چو پیروزی آرد بچنگ
نہ زیبا بود آئینہ زیرِ زنگ

دفعتاً ساتویں شعر سے اپنا تفوق سکندر پر جتانا شرع کر دیتی ہی ؎

چو کیخسروا زمے شود جام گیر
چرا جام خالی بود در سریر

جیسا کہ مندرجۂ ذیل اشعار سے ثابت ہی، بادشاہ کو پکڑ لینا، اپنی زلف کی کمند بنا کر

بے خوف سکندر کی گردن میں ڈال دینا (جس طرح جلاّد مجرم کے گلے میں پھانسی ڈال دیتا ہی) اور اپنی کمند کو شاہ گیر ظاہر کرنا (جس سے سوائے سکندر کے اور کوئی مُراد نہیں لیا جاسکتا) بیان کیا گیا ہے ؎

شہ ار ملک عالم گرفت اشگفت | من آں را گرفتم کہ عالم گرفت
کمندے من از زلف بر سازمش | نہ ترسم بہ گردن در اندازمش
گر او را کمندے بود ماہ گیر | مرا ہم کمندے بود شاہ گیر

اور ظاہر ہے کہ ایسے مطلق العنان اور فاتح سلاطین کے سامنے اس قسم کا طرز بیان اور پھر ایسی مجلس نشاط کے لئے زیادہ موزوں معلوم نہیں ہوتا بلکہ ادب اور رعبِ شاہی کے بھی مناسب نہیں ہی۔ بمقابلہ اس کے ع

مرا در دلِ اوست جائے نشست

سے ایک خاص دل ربایانہ انداز امیر خسرو نے نکالا ہی جو اس محفل طرب کے عین مناسب ہی۔ اُمید ہی کہ ناظرین کرام ان دونوں بیانوں کو مطالعہ فرمائیں گے۔ اور بھی اس پر لکھا جاسکتا ہی مگر بخوف طوالت نظر انداز کرتا ہوں۔

مختصر نویسی

مختصر نویسی بھی رزمیہ داستان کی خاص خوبی ہی یعنی بہت سے مضمون کو ایک شعر یا ایک مصرعہ میں ظاہر کر دینا اس مثال میں امیر کا مندرجۂ ذیل شعر پیش کیا جاسکتا ہی جس سے جنگ کا پورا خاکہ پیش نظر ہو جاتا ہی ؎

دراں وحش وصحرا درآویختند　　گرفتند وکشتند وخوں ریختند

یہ مضمون طویل ہوگیا اور دونوں اُستادانِ سخن کے کمالات علمی کا اندازہ کرنے کے لئے اس قدر مقابلہ بھی کافی ہے اس لئے آیندہ جو کچھ لکھا جائے گا وہ صرف خسرو کے کلام کا انتخاب ہوگا۔

اخلاق ونصایح

اخلاق ونصایح میں عموماً شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ کا طرز اختیار کرتے مگر چونکہ یہ مثنوی خصوصاً نظامی کے طرز پر لکھی گئی ہی اس لئے دونوں بزرگوں کے طرز کی جھلک نظر آتی ہی جس کا نمونہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہی۔ اس میں خسرو نے اپنے فرزند کو نصیحت کی ہی اور پرانے طرز کی نصیحت نہیں جو محض بے ثباتی دنیا ہی پر محصور رہوتی ہے بلکہ روزی کمانے، ہنر وپیشہ سیکھنے اور مذہب کی پابندی، سچّائی و راست بازی اختیار کرنے کی ترغیب دی ہی جو مفید اور کارآمد ہونے کے ساتھ اس وقت تک نئی روشنی کی عینک سے بھی عمدہ نصیحت شمار ہوسکتی ہی۔ چند اشعار ذیل میں درج ہیں ؎

انتخاب از مواعظ برائے پسر خورد سال

مرو گردِ ہر در کہ نانت دہند　　درِ کعبہ زن تا امانت دہند

بجہدِ صفا صیقلِ سینہ کن　　دلِ آہنینِ خود آئینہ کن

ورت دل سیہ ماند ورت صاف　　چو آئینہ از خود نمائی ملاف

بروزِ جوانی چو پیراں گرائے | بہ پیریت خود تن نہ جنبد ز جائے
رہے رو کہ در نیک نامی کشد | خیالے ہنر کاں بخامی کشد
بہر کاری از راستی کن شعار | کہ ہم رستہ گردی و ہم رستگار
وگر کارے از دیں فراتر بود | مکن گرچہ شمشیر بر سر بود
جوے بہرہ کردن ز کسبِ حلال | بہ از گنج بردن بہ غصب و وبال
حلال آں کسے را دہد بر کہ وے | بہ کشتِ ہنر آب ریزد ز خوے
ہنر کو مثل ہست در نار دود | ہنر مند را سر نیارد فرود
گدائے کہ ہست از ہنر بہرہ ور | بہ از بادشازادۂ بے ہنر
چو مستیے دہد سفلہ را دور باش | کند ہمنشینانِ خود را خراش
ہر آں شعلہ کز آتشِ تیز رست | بہ پیراہنِ خویش گیرد نخست

نصیحت بہ سکندر

جو نصیحتیں سکندر کو افلاطوں کی زبانی کی گئی ہیں وہ حقیقت میں ایسی نصیحتیں ہیں جو سکندر جیسے جلیل القدر بادشاہ کے قابل بھی ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند اشعار اس جگہ نقل کئے جاتے ہیں۔

تو بیدار باش آشکار و نہاں | کہ از پاست آباد خسپد جہاں
مکن ہر چہ عالم خورد غم ز تو | تو در خواب و بیدار عالم بتو
چو شہ راز دشمن یکے صد بود | کند خوابِ خوش دشمنِ خود بود

چناں خسپ روزے کہ خسپی بسے
کہ خواب پریشاں نہ بیند کسے

حکیم آں سخن را نہ بر ہرزہ گفت
کہ شد فتنہ بیدار چوں شاہ خفت

اگر شحنۂ شہر خفتد خراب
بیک گوشمالش برآور ز خواب

وگر سگ نکو پاسبانی کند
شکم پر کنش تا شبانی کند

بہ بزم آنکہ مست است ہشیار کن
طرب با حریفانِ بیدار کن

بہ پرتاب داری رسد زخمِ تیر
بود تیرِ اندیشۂ آفاق گیر

بداں ساں شو از کینہ در کینہ خواہ
کہ نے تیغ رنجہ شود نے سپاہ

مدہ تیغ را بر سیاست زباں
کہ آہستہ باشد بخوں مرزباں

بہ حالِ این مثل زندگانی دہ است
کہ جاں بخشی از جاں ستانی بہ است

چو فیروزیت باید اندر مصاف
بکن گرد خرگاہِ دلہا طواف

بہ تیمار خدمت گراں کن بسیچ
زبد خدمتاں نیز دامن مپیچ

اگر مرد بیدار پرور دنی ست
گراں خواب را نیز غم خوردنی ست

مشو سخت گیر از خدا دادہ
کہ گردد غلامِ تو آزادہ

ترا بارگاہِ بریشم طناب
خبر نہ از آں سوزشِ آفتاب

ترا باد پایاں ز اندیشہ بیش
میندیش از آں لاشۂ پشت ریش

ترا توشہ داں پر ز حلوائے تر
نظر کن بہ بے توشۂ راہ بر

مناظر

شاعری کا کمال اس میں دیکھا جاتا ہے کہ جس میدان یا موقع کا ذکر ہو وہاں کے حالات اس انداز پر بیان کئے جاویں کہ دیکھنے والے کو یہ گمان ہو کہ میں اس موقع پر ہوں اور اس کو دیکھ رہا ہوں۔ امیر خسروؒ نے اس مضمون کو جس طریقہ پر ادا فرمایا ہے اس کا نمونہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ جشن کے لئے جو باغ آراستہ کیا گیا تھا اُس کی کیفیت دکھائی گئی ہے۔ استعارہ و تشبیہات و صنائع لفظی سے بھی (جو ایشیائی شاعری کا زیور خیال کی جاتی ہیں) کچھ کچھ کام لیا گیا ہے۔

هم از اولِ بامداد آفتاب　　　بفرخنده طالع درآمد ز خواب

شده جلوه‌گر نازنینانِ باغ　　　رُخ آراسته هر یکے چوں چراغ

به لاله ز فردوس جام آمده　　　ز رضواں به گلبن سلام آمده

بنفشه سرِ زلف را خم زده　　　گره در دلِ غنچه محکم زده

زبس تری اندامِ زیبائے گل　　　شده پاره پاره سراپائے گل

هوا بر سر سبزه می ریخت سیم　　　مراغه همی کرد بر گل نسیم

بهر شاخ مرغ ارغنوں ساخته　　　بهر نغمه گلبن سر انداخته

غزل خوانیِ بلبلِ صبح خیز　　　تمنائے مے خوارگاں کرد تیز

زنالیدنِ قمریِ خوش نوا　　　کبوتر[1] معلق زناں در هوا

۱؎ قمری کی آواز پر کبوتر کی بازی کرنے کو عاشقانہ وجد ظاہر کرنے کے نئی ترکیب ہے جس سے ہندی کبوتر باز داد عمدہ حظ اُٹھا سکتے ہیں یہ رقص مدہوشی کی عمدہ اور نئی مثال ہے ۱۲

زبادِ بہاری ہوا مشکبو　　عروسِ جہاں زآبِ گل شستہ رو

بساطِ گل از سبزہ گلشن شدہ　　چراغِ گل از باد روشن شدہ

شدہ مشک بو غنچہ در زیر پوست　　چو تعویذِ مشکیں بہ بازوئے دوست

کشادہ گلِ لعل جلبابِ نور　　نظارہ کناں چشمِ نرگس ز دور

بروں کردہ سوسن زبانِ خموش　　ہمی کرد ہر دم تقاضائے نوش

بہر چشمہ منقارِ بط آب گیر　　چو مقراضِ زریں بقطعِ حریر

ازاں نغمہ کو غارتِ ہوش کرد　　مغنی ترنم فراموش کرد

زآوازِ دراج در رقص تدرو　　سبک گشت در خاستن پائے سرو

علمائے دُنیا پرست

نہ آن ست درویش مردِ خدائے　　کہ بہرِ درم پیشِ شہ شد بہ پائے

بسیلیش پشمینہ برکش ز دوش　　کہ پوشیدہ و زدیست پشمینہ پوش

مبیں کاں گلیم ست تن پوشِ او　　کہ آں دامِ مال ست بر دوشِ او

چو دامے کہ برداشت ماہی فروش　　ز بہرِ درم ہائے ماہی بدوش

ہم از دامِ ماہی دل ایں نکتہ بیخت　　چو ماہی کہ برداشت آبش بریخت

فقیرے کہ ناں از درِ شاہ جست　　بباید ز آبِ خودش دست شست

بہشتی بود شاہِ درویش خواہ　　کنشتی ست درویش در کوئے شاہ

آخر کا شعر ایک عربی قول سے ماخوذ ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ

نِعمَ الاَمیرُ علیٰ بابِ الفَقیر　　وَبِئسَ الفَقیرُ علیٰ بابِ الاَمیر

بے ثباتیٔ دُنیا

دو در دارد این تنگنائے دراز　　کہ در رفتن و آمدن ہر دو باز

ازیں ہر زماں نوبتے مے رود　　یکے آید و دیگرے مے رود

ہندوستانی رسم و رواج و تشبیہات

امیر خسرو نے بعض بعض جگہ خاص ہندوستانی رسم و رواج بھی نظم کیے ہیں اور بعض تشبیہیں ایسی ہیں جن سے ہندوستانیت ظاہر ہوتی ہے۔ چند امور ذیل میں نمونہ کے طور پر پیش کیے جاتے ہیں۔

زبس ابلہی ہندوانِ کلال　　بدست آب نوشند با صد سفال

یعنی ہندو باوجود صدہا برتن موجود ہونے کے ہاتھ یعنی اوکھ سے پانی پیتے ہیں۔

شد از رنگِ سرخی سرِ کوہسار　　چو پیشانیِ پیل شنگرف دار

یعنی صبح کو کوہستان میں شفق کی سرخی اس طرح ظاہر ہوتی ہے جیسے سیاہ ہاتھی کی پیشانی پر سندور لگاتے ہیں۔

زنالیدنِ قمریِ خوش نوا　　کبوتر معلّق زناں در ہوا

چو کیسو کنم مقنع از طرفِ گوش　　کلاہ از سر اندازم و سر ز دوش

نہفتہ بمجمر گلِ خویش را　　نظر بستہ چشمِ بداندیش را

فارسی میں بُرقع وغیرہ استعمال ہوتا ہے۔ اور ہندوستان میں عورتیں آنچل یعنی اوڑھنی کا سرا منہ پر ڈال لیتی اور جب کسی سے مُنہ کھول کر بات کرنا ہوتی ہے تو ایک طرف سے آنچل سرکا لیتی ہیں اس کو خسرو نے بیان کیا ہے جب میں ایک طرف سے (ایک کان کی طرف سے) آنچل سرکا لیتی ہوں تو سر سے ٹوپی اور دوش سے سر الگ ہو جاتا ہے

چو مارے بدست آورد مار گیر
نوازد چنیں خونی را بہ شیر

ہندوستانی سپیرے سانپوں کو پکڑ کر دُودھ پلاتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ایران میں بھی یہ رواج ہو۔

خاتمہ

آئینۂ سکندری کی نسبت جو کچھ لکھنا تھا وہ لکھ دیا گیا اس مختصر ریویو میں اس سے زیادہ نہیں لکھا جا سکتا۔ ہم کو اصل کتاب کے طرز بیان کی نسبت کچھ عرض کرنا ضروری ہے۔

غور کرنے سے یہ بات معلوم ہو سکتی ہی کہ امیر خسرو نے عموماً مثنوی میں نظامی کا اتباع کیا ہی۔ اُن کے طرز کو نمونہ بنا کر اپنی مثنوی تیار کی ہی اکثر اشعار کے مقابلہ سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ مقابلہ پر لکھے گئے ہیں۔ مثلاً نظامی کے مبالغہ غلو کی یہ مثال زبان زد عوام ہی کہ

زمین شش شد و آسماں گشت ہشت　　　ز سُمِّ ستوراں دراں پہن دشت

گو اس میں تکرار شین نے کسی قدر ثقالت پیدا کر دی ہی تاہم مبالغہ کی عمدہ مثال ہے۔ اس کے مقابلہ میں امیر لکھتے ہیں ؎

دراندام گاو آر دگشت اُستخواں　　　ز لرزِ زمیں زیرِ قلبِ گراں

اسی طرح جا بجا اشعار سے پایا جاتا ہے کہ وہ مقابلہ پر لکھے ہوئے ہیں۔

آئینۂ سکندری کی عبارت صاف اور رواں ہی۔ یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایک فوارہ ہے جس میں سے مضامین اُبلتے چلے آتے ہیں۔

زیادہ خود ستائی سے بھی کام نہیں لیا۔ جو امر بیان کرتے ہیں اکثر جگہ اُس کی علت بھی بیان کر دیتے ہیں جس سے بے ساختہ پن زیادہ مترشح ہوتا ہی۔ سکندر نامۂ نظامی کی تحریر مُرصّع اور بلیغ ہی۔ خصوصاً میدان رزم کا سماں اس خوبی سے باندھتے ہیں۔

کہ جنگ کا منظر آنکھوں میں پھر جاتا ہے اور طرزِ کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نہایت ماہرِ فن کاری گر نے نہایت قرینہ سے مینا کاری کا کام کیا ہے۔ بعض جگہ اتنے بلند ہو جاتے ہیں کہ نہ صرف یہ کہ مجھ جیسے کم فہم اشخاص کی سمجھ سے بلند ہو جاتے ہیں بلکہ شارحین کو بھی تاویلات ہی کرنی پڑتی ہیں۔ میں نے مکرر اور متعدد جگہ سے دونوں کے کلام کو پڑھا۔ سکندر نامہ پڑھتا ہوں تو بے اختیار دل چاہتا ہے کہ اس کو ترجیح دی جائے۔ اور جب آئینۂ سکندری پڑھتا ہوں تو اس کی خصوصیات اپنی طرف مائل کرتی ہیں۔ اس لئے ان میں سے کسی کے حق میں فیصلہ دینا ناظرین کلام کی نکتہ رس طبائع پر چھوڑتا ہوں اور دونوں بزرگوں کے حق میں (جو یکتائے روزگار ہیں) دعائے مغفرت کر کے ناظرین سے آمین کہنے کی درخواست کرتا ہوں۔ والسلام

علیگڈھ:

رمضان المبارک سنہ ۱۳۳۵ھ

خاکسار

سعید احمد فاروقی

بسم الله الرحمن الرحیم

این مرآتِ صفا که نمودارِ آئینهٔ سکندری ست مصقله
نامِ خالقِ صُوَر مصقّل گردانیده شد تا چون مواجههٔ صادق
وعکس نما رسد صورتِ حالِ او موجّه رُخ نماید ان شاء الله المصوّر

جهان پادشاها خدائی تراست	ازل تا ابد پادشائی تراست
گشایندهٔ چشمِ بینش توئی	نگارندهٔ آفرینش توئی
توئی اوّل و آخرِ جمله چیز	نه آغاز داری نه انجام نیز
ز تو بی‌خبر عقل و دانش تباه	تصوّر بکارِ تو گم کرده راه
۵ نه چون من بعدادِ بیش و کمی	که گنجی در اندیشهٔ آدمی
کمالت سخن را ورق سوخته	کم و بیش را دیده بر دوخته

۶- ق- زبان

ادب نیست الا عنانِ تو | پژوهیدنِ رازِ پنهانِ تو
دِرِ کار دانی تو کردی پدید | خرد را براں در تو دادی کلید
توئی پیکر آرائے مردم ز خاک | عمل دانِ گیتی بتقدیرِ پاک
تو دادی بدل گنجِ آمادہ را | تو کردی بلند آدمی زادہ را
۵ فلک را تو بستی گرہ در جہات | تو راندی قلم بر خطِ کائنات
ز خورد و بزرگ آنچہ دارد سرشت | نبشتے بر آنساں کہ باید نبشت
ز صنعِ تو کارے بہر کارگاہ | غلط رانہ در کارگاہِ تو راہ
ہر آنچہ آفریدی درین جوی ژرف | نہفتے درو کیمیائے شگرف
ز ملکِ تو یک ذرہ بیکار نیست | خرد را درین بارگہ بار نیست
۱۰ جہاں را تو کردی پدید از نہاں | زمین نیز در وے جہاں در جہاں
چناں این کہن نقطہ را خواستی | بہ پرکارِ حکمت بیاراستی
مسلسل چناں کردی اجرام را | کہ پی بگسلد پیکِ اوہام را
بصد زیور آراستی روزگار | کہ محتاجِ آلت نگشتی بکار
دروغ ست کین زہم کوتاہ بین | فلک را نہد کارسازِ زمین
۱۵ زمین و فلک چوں منت بندہ اند | بتسلیمِ خدمت سر افگندہ اند

---

۲ - س - بداں در - ۳ - ق و س - عملدارِ گیتی - ۴ - س - ہر دو مصراع مقدم و مؤخر ۱۲
۱۱ - س - شعر   ۱۳ - س - گہے خسل نے ماہ گاہے بہار

اگر صنعت از یاریِ چرخ زاد / چو چرخ آفریدی که یاریت داد

کنی جمله هستی به آئین و ساز / که ناید به نیروے غیرت نیاز

کمالِ تو کے ضبطِ گردوں شود / بدولاب دریا تهی چوں شود

اگر چرخ کوشد بصد گونه زور / بروں ناید از نقشِ یک پای مور

۵ کسے کو شد از پاے موری زبوں / توانائیش چوں تواں گفت چوں

ستاره که یک حرفِ تست از قلم / چه داند که در وے چه کردی رقم

نگینے که بر خاتمِ جاے ساخت / کجا نقشِ خود را تواند شناخت

همه ره نوردانِ ایں نه بساط / ق / که گاهے غم آرند گاهے نشاط

نه از خویش از یں گونه برگشته اند / که یک یک ز حکمِ تو سرگشته اند

۱۰ ز غیب آنچه پیدا شود هر نفس / قضاے خداوندیِ تست و بس

توئی راز دارِ ضمیرِ همه / بدر ماندگی دستگیرِ همه

سرے کز تو افتد که آر دستاد / دلے کش تو بندی که داند گشاد

تو ریزی بهر خاطر اندیشه / بهر دل تو تلقین کنی پیشه

۱۵ تنِ روشن و جانِ پنهاں ز تو / همه کس ز جاں زنده و جاں ز تو

همه زود میرد تو جاوید پاے / که هرگز نه مرد و نمیرد خداے



۳ - س - بود - ۱۱ - س - توئی راز داں

مناجات در حضرتِ ملک باری که حاجاتِ محتاجاں را نزدیکِ عینِ عنایتِ او حاجتِ عرض نیست

شکسته پناها چو ز احسانِ پاک | سرشتی بدستِ خود ایں مشتِ خاک
۵ کشیدی ز توقیعِ جودم طراز | که ره سوئے ایماں کشادیم باز
گرم کرده کافر بُت پرست | چه کردی معاذ الله ایں خاکِ پست
زبانِ من ار موے گردد بکام | نگوید ز شکرِ تو موئے تمام
چو دادی بگنجِ خودم دستگاه | مده دزد را سوئے آں گنج راه
مپرس آنچه بد کرده ام یا صواب | که در خوردِ پرسش ندارم جواب
۱۰ جفا پیشه را رستگاری ز تست | به آمرزشش امیدواری ز تست
به بخشائی ار بر همه عاصیاں | خداوندیت اندارد زیاں
وگر زاہداں را بسوزی بنار | هم از عدل بیروں نباشد شمار
همه کارِ تو نیست اِلّا که داد | ترا تهمتِ ظلم نتواں نهاد
به هستی چو راهم تو دادی نخست | ز من هر چه خیزد بتقدیرِ تست
۱۵ چو خود بستی ایں رقعه بر دامنم | عتاب ار چه گردد به پیرامنم
ز گیتی چنانم بر انجامِ کار | که فردا نمانم ز تو شرمسار

---

۱۴ — س: ز من هر چه آید

چناں دار بیدارم اندر جہاں ‌‌ ‌ ‌ ‌ کہ خفتہ نخوانند کارآگہاں

چناں بر سوئے خوابگاہم فراز ‌ ‌ ‌ ‌ کہ بیدار خسپم بخوابِ دراز

چناں زندگی دہ بجانِ عزیز ‌ ‌ ‌ ‌ کہ زندہ بمانم پس از مرگ نیز

شناسا چناں کن دلِ ریش را ‌ ‌ ‌ ‌ کہ بشناسد اندازۂ خویش را

۵ بہ نقصانِ خود چوں تواند شناخت ‌ ‌ ‌ ‌ کمالِ ترا نیز داند شناخت

گرم نعمتے داد خواہی نخست ‌ ‌ ‌ ‌ بشکرِ خودم دہ زبانی درست

ور از من کنی رختِ ایں خانہ دور ‌ ‌ ‌ ‌ شکیبائیم دہ کہ مانم صبور

چو دل در سر آرد پریشانیم ‌ ‌ ‌ ‌ درے باز کن در پشیمانیم

گرفت ار چہ جرمم سیاہ و سپید ‌ ‌ ‌ ‌ بعفوِ توام بیش ازاں ہست امید

۱۰ چو فردا خجل گردم از کارِ خویش ‌ ‌ ‌ ‌ مکن بستہ بر من درِ بارِ خویش

چہ باشد یکے ذرّۂ خاکسار ‌ ‌ ‌ ‌ کہ روزِ شمار آید اندر شمار

چو آوازِ صورم در آرد ز خواب ‌ ‌ ‌ ‌ زبارانِ رحمت بر ویم زن آب

مرا چشم تنگ و ہوس شاخ شاخ ‌ ‌ ‌ ‌ عطائے ترا برگ و نعمت فراخ

چہ دانم کہ در خفتن و خاستن ‌ ‌ ‌ ‌ چہ می باید از چوں توئے خواستن

۱۵ توام آں ہنر بخش از بخشِ خاص ‌ ‌ ‌ ‌ کہ آں خواہم از تو کہ یابم خلاص

من از حدِّ خود دم زنم چوں چناں ‌ ‌ ‌ ‌ تو اندازۂ بخششِ خود رساں

---

۵ یس: ہمہ نقصانِ خود چوں شناسندہ ساخت + کمالِ ترا نیز تواں شناخت ۔

زیادِ خودم سینه پر نور کن — فراموشیِ خود زمن دور کن
وجودِ مرا همتی ده بلند — کزین دخمه بیرون جهانم سمند
روم بی خود از خانه در کوی تو — به پرواز همت پرم سوی تو
نگون همتان راز تو نو زنیست — وگرنه زما ره بتو دور نیست
۵ ولی گر ز عونِ تو نبود شمار — چه خیزد ز صد همت و صد هزار
که در گنجد ار تو نگوئی بیا — درونِ سراپردۀ کبریا
بسوی خودم خوان و فریاد رس — که غوغای شیطان در آمد ز پس
درین بادۀ غول رهزن بسی ست — بمنزل شدن سخت حد هر کسی ست
بسا رهروان کاندرین گم شدند — که هم دیو و هم دیو مردم شدند
۱۰ تو دانی که این رهزنانِ هلاک — ز لاحولِ خسرو ندارند باک
چنان بر که چون من گرایم به تو — بدنبالِ پیغمبر آیم به تو

نعتِ آفتابی که صبحِ صادقِ والشمس وضحها از جبههٔ میمونِ او جمال نمود و ماهی که نورِ ساطعِ والقمر اذا تلٰها ۱۵ از غرّهٔ روز افزونِ او کمال یافت

رسولِ قوی حجتِ آشکار — بحکمت درست و بحکم استوار

۲- س- جیفه- ۳- س: ددم- ایضاً س: سزا دار همت، بس: نیاید زبس

محمد شه لاجوردی سریر — که زو گشت هستی عمارت پذیر

ز دروازهٔ شرع رایت فراز — ز گنج فلک گوهر آمای راز

به مهمانی پیشگاه الست — طفیلی خور خوان او هر که هست

خدایی که هستی پدیدار کرد — ز مهر وی این سکه پرکار کرد

٥ سپهری که بینی چو رخشنده باغ — ز نور وی افروخت چندین چراغ

ز باغ رخش هشت بستان گلی — در آن باغ روح الامین بلبلی

سلاطین زمین مسندش هر زمان — یزک بر یزک لشکر آسمان

کرم بین که زاحسان امت پناه — گنه ما کنیم او بود عذرخواه

زبردست را گوهر افکن به تیغ — نوازش گر زیردستان چو میغ

١٠ زمین را کفش کیسه دار جود — جهان را تنش کیمیای وجود

بحضرت کمر بسته بر عزم کار — میانجی به آمرزش کردگار

وجودش ز دریای رحمت نشان — که رحمت بران ابر رحمت فشان

زبانش یکی تیغ عالم پناه — که زو حک شده نامه‌های سیاه

فلک خاکی از پایش برداشته — هزاران چه در دو رخ انباشته

١٥ همه لوح محفوظ در شان او — سیاه و سپید جهان زان او

فرو هشته منشوری از مشکناب — برآورده نه خیمه زین یک طناب

---

۹ ـ س و ق: گردن افگن به تیغ ـ ایضاً: نوازش کن ـ ۱۵ ـ س ـ ملک خاکی

زگیسوی او نافه بو یافته | گل از روی او آبرو یافته
فرو خواند دیباچهٔ غیب را | رقم کرد توقیعِ لاریب را
حمایت نشین چرخ در مشتِ او | مه از داغ داران انگشتِ او
درِ چرخ را ماه قفلِ زر ست | کلیدِ وے انگشت پیغمبر ست
۵ هم از نورِ آن سخته مه تنگ‌کاف | صفِ بدر بشکسته و زمصاف
زمین و فلک یک غبارِ رهش | ازل تا ابد یک تماشا گهش
دم از راهِ درویش پرسی زده | قدم بر سرِ عرش و کرسی زده
بجائے که توسن برانگیخته | جناحِ ملائک فرو ریخته

صفتِ معراجِ مقتدائے که جماعتِ اسلام از محرابِ قابِ قوسینِ او ادنیٰ بشارت الصلوات معراج المومنین آورد تا هر موحدی را علاحده صاحبِ معراج گردانیده علیه الصلوات و التحیات و السلام

فلک ماه را چون شبِ افروز کرد | شبِ تیره پیرایهٔ روز کرد
رسید از فلک پیکِ فرخنده پے | فلک از دو چرخ در گردِ وے
براقے ز فکرت سبک‌گام تر | زخورشید و مه روشن اندام تر

سوی دولت بی حسابش کشید | رکابی شد و در رکابش کشید

سوار سبک رو بعزم درست | شتابندگی را کمر کرد چست

بران رخش رخشنده بر شد چنان | که در لامکان درکشیدش عنان

نخستین شرف بیت اقصاش بود | ز اقصی ولایت دراوناش بود

علی القطع ببرید در یک زمان | بمقراض لا پردهٔ لامکان

چو مه سجده کردش در افگندگی | هلال خودش خواند در بندگی

عطارد که مغزش ز خورشید تافت | ز دیدار او تربیت تازه یافت

همان زهره کز شرعش آگاه بود | کمانچه بکش کرده بگریخت زود

خور از مسند آورد رو بر زمین | رها کرد مسند به مسند نشین

بره گشت مریخ سرهنگ او | کله سوده بر نعل شبرنگ او

شتابنده برجیس از پیش خاست | متاع سعادت بدریوزه خواست

زحل روی مالیده چندان براه | که شد روی او روشن و ره سیاه

چو پا بر ثوابت نهاد استوار | شکوهش بود از ثوابت قرار

پس از انجم هشتمین انجمن | بعزم بهم گشت هنگامه زن

علم بر بهم فرش اطلس کشید | قلم بر جهات مسدس کشید

سوی عالمی شد که عالم نماند | دوئیم در میان سایهٔ هم نماند

همای شد و زاوج عزت پرید | همائی که کس سایهٔ او ندید

چناں کرد بر شاخِ قربِ آشیاں | کہ خود ہم نگنجید اندر میاں
چو از ہستیِ خویش نامید گشت | دراں نیستی ہستِ جاوید گشت
بزد بر غرض ناوکِ سخت کوش | زہ از قابِ قوسین آمد بگوش
حجابِ خیال از میاں بر گرفت | نظارہ بنورِ نہاں در گرفت
۵ بروں آمد از پردۂ بودِ خویش | نگہ کرد بے پردہ مقصودِ خویش
بمنزل خراماں شد از بارگاہ | ببالینش درم ریز خورشید و ماہ
فروزاں چو شمعے ز نورِ حضور | ملائک چو پروانہ در گردِ نور
عروسانِ فردوس در انتظار | کہ روبند از پاے نازک غبار
گلے را کہ برچید ازاں بوستاں | رہ آورد ی آورد بر دوستاں
۱۰ جمالی بخوباں ازاں باغ داد | برخسارشاں خالِ ما زاغ داد
خوشا وقت آں میہمانانِ باغ | کہ گشتند ازاں گل معطر دماغ
یکی راست گوئی کہ در کنجِ غار | نہاد از پئے کنج پا پیشِ مار
دویم دادے آں کہ از دستِ زور | بہ انگشتِ خود دیو را کرد کور
سیوم آں کہ قرآنش منشور داد | دو شمع از شبستانِ او نور داد
۱۵ چہارم دلا ور سوارے کہ دید | درِ خیبر از ذوالفقارش کلید
شدہ خانۂ شرع را از نخست | بداں چار ارکاں عمارت درست

---

۵ - س م: معبودِ خویش - ۱۰ - س: داغ ما زاغ داد - ۱۳ - م ق: دویم داد در عدل -

ریاحینِ دیگر گزین گل شنند | چو در گردِ ماه انجم روشنند
زہے برجِ آں ماہِ ناکاستہ | کہ باشد بریں انجم آراستہ
دلم جاے آں انجم و ماہ باد | مرا نورِ شاں مشعلِ راہ باد
زہے راہِ خسرو کہ در برتری | کند نورِ آں انجمش رہبری

۵ مدحِ شیخِ عالمِ اجل محی السنن نظام الملت فضیلی کہ قدمِ بشر حافی را از نعلینِ طریقت فرو پوشید و ادہمی کہ سرّی سقطے را از سرِّ صفا روشن کرد

دلم چوں بگوہر کشی خاص گشت | بدریای اندیشہ غواص گشت
۱۰ بہر غوطہ چنداں بروں ریخت دُر | کہ دریا تہی گشت و آفاق پُر
نثاری گزاں دُر برانگیختیم | بدرگاہِ پیغمبرش ریختیم
من افشاندم و آسماں برگرفت | عطارد ببوسید و بر سر گرفت
مرا گاہِ افشاندنِ آں نثار | بسے دخل شد لولوے شاہوار
دریغ آیدم کایں چنیں گوہرے | برم تحفہ در خدمتِ دیگرے
۱۵ ادب نایدم بشنا زیں در ضمیر | گزاں سازم آرایشِ مدحِ پیر

۱۳ - س ل ، ن : بسے خرج شد

پناهِ جهان دینِ حق را نظام — رهِ قدس را پیشوای تمام
بحجت مسیح در آخر زمان — بر اهلِ زمین حجتِ آسمان
جهان زنده از جانِ بیدار او — زمین روشن از روزِ بازار او
همه شب ز شبخیزیِ بی ریا — کمند افگنِ کنگرِ کبریا
۵ ز ظلماتِ شب کرده کحلِ بصر — بنظارهٔ غیب صاحب نظر
ز بس سجده کردن بمحرابِ دین — شده حاجبِ خاصِ روح الامین
قدم گاهش از پایهٔ عرش بیش — کفِ پایش از بوسهٔ خلق ریش
نمازش ورای از معراجِ برتری — نمود از معراجِ پیغمبری
بدان تا خرامد به بالا ز پست — نهاده قدم بر سرِ هر چه هست
۱۰ نگفته ز دیبا و اکسون سخن — شرف کرده از ژنده های کهن
زمین و فلک در ولایت حدش — ولی گوشهٔ بوریا مسندش
ز نعلین چوبی شده تخت گیر — یکی کرسیش گشته دیگر سریر
به بیماری دل طبیب ست فرد — کزو کرده درمان ببازارِ درد
بر اهلِ طلب در نمودارِ کار — بدستوریِ غیب فرمان گذار
۱۵ ضمیرش درِ قدس را پردگی — پناهنده را داده پردردگی
گرانسنگی او بهر دست برد — بسی بیضه دیو را کرده خورد

۵ - م ق: صادق نظر - ۸ - ق: نمازش ورای از پایهٔ برتری

گره مفلس و توشه دان پر ز دُر — شکم خالی و دل ز گنجینه پر
اگر پیش آفاق پر زر بود — ز ابر کفش در زمان تر بود
ز دنیا محیطی به پیرامنش — مبرا ز آلودگی دامنش
ز سرچشمهٔ غیبش آب دهان — به آب وضو شسته دست از جهان
۵ دم خلق او چون صبا جان نواز — نوالش همه وقت مهمان نواز
زبانش ز لوح سما رانده حرف — دلش عشق را گنجدانی شگرف
چو از سوزش دل دم خوش زده — بصد خرمن هستی آتش زده
ز نظارهٔ روی آن آفتاب — همه پاک چشمان و دیده پر آب
بر آلودگان چون زده موج پاک — فرو شسته ز آلایش آب و خاک
۱۰ برد بار خلق ارچه بسیار تر — کسی نیست از وی سبکبار تر
فلک گر بعهدش نگردد بخیر — فلک را عنان باز پیچد ز سیر
بجایی که ماند آن قدم تا بدیر — بلایی ز گردون نیاید بزیر
هر آن ناتوان کز درش زر یافت — اجل رحمت خویش ازو دریافت
براهی که آن پای دارد شتاب — بتعظیم بوسد زمین آفتاب
۱۵ صفا را ازو روشن آئینها — دمش روشنائی ده سینها
رسیده ز پروانهٔ آسمان — چراغی بظلمات آخر زمان

۶- م: ز لوح سما خوانده حرف - ۱۱- س: عنان فلک

جهان زو همه وقت پُر نور باد   زمین از درش بیت معمور باد

در علو درجت و منزلت شمس السلاطین علی العالمین

علاء الدنیا والدین خلد اللہ ظلاله علی الدنیا الی یوم الدین

۵ بنبی الامّیین صلی اللہ علیہ وسلم آمین آمین

خراماں شو اے خامۂ گنج ریز   بدر سُفتن الماس را داز تیز

بہر حرفی آرایشے ساز کن   بہر نکتہ گوشِ فلک باز کن

سخن را چناں پایہ برکش بماہ   کہ بوسد بحراتِ کفِ پایِ شاہ

۱۰ شہے کاسماں بر درش گاہ بار   ز بیر دین و جوزا فشاند نثار

علاء دین اسکندرِ تاج بخش   ز رفعت بگرد دل واں کرد رخش

محمد جہانگیر حیدر مصاف   کہ از پیش او پس خزد کوہِ قاف

چراغی بنورِ حق افروختہ   عدو را بہ پرو انگی سوختہ

صفاتش درِ اندیشہ بیش از کمال   نوالش باندازہ بیش از خیال

۱۵ بدہ گز قبا گرچہ گنجد تنش   نگنجد بہ عالم دلِ روشنش

جہانی است در قباے نہاں   دلِ روشنش خود جہان در جہاں

زبس کش بعالم نگنجید ذات | فلک پس خزیده ز ہر شش جہات
ز ہمت چناں ساختہ نرد باں | کہ بر رفتہ قدرش بہفت آسماں
شہاں بر درش خدمت آموختہ | نظر تیز بر پشت پا دوختہ
نگہہ گر کند سوے خورشید تیز | چو ذرات خاکش نہد ریز ریز
۵ وگر ذرہ را بخشد از مہر تاب | دہد پایہ بالاترش ز آفتاب
درم کز عطایش بر آراست چہر | سزد کآفتابی کند بر سپہر
سپہر از پئے نامش ایں کار کرد | کہ خورشید را شکل دینار کرد
خطے کاں توقیع او محکم ست | صکے بہر ملکیت عالم ست
ورق ہاے منشور او ہر زماں | جہاں راست از فتنہ حرز اماں
۱۰ ز نامش فلک معتقد زیر پوست | چو افیون کہ آرد کسی سوے دوست
چناں کند خار ستم را از راہ | کہ ہموار شد فتنہ را خواب گاہ
بکیں شیر دنداں کنون کم زند | مگر کو ز تب لرز بر ہم زند
سپاہش گرانی بریں سو فگند | کہ شد ہند پست و خراساں بلند
جنیبت چو در زیر راں آورند | تزلزل بہفت آسماں در زند
۱۵ سمندش چو برابر جولاں زند | ہمہ تیر بر پشت مرغاں زند
ز باران تیرش عدو در بلاست | کہ پیکان او ناودان قضاست

۱-ق ۲: صفاتش رسیدہ بہر شش جہات - ۸-س ۲: خطے بہر ملکیت ۱۴-س ۲: زیر ران آورد (ق) آسمان آورد

کشاید چو تیرِ جگرگاه را | رسد دولت تیر بدخواه را
ز تیرش گزد شد عدو کاسته | شده کیشِ پیغمبر آراسته
قیامت که فرد است روزش عیان | ز سهمش سر فرد افکند در میان
بدهر ار زند زورِ چنگال را | فراهم کند پار و امسال را
۵ کمانش چو زابرو اشارت کند | جهانی بیک تیر غارت کند
چو در روی هیجا ز پیکانِ تیز | ق به نیروی بازو شود خصم ریز
در و شانهٔ پیلِ کین جوی را | چه شانه که رو زن کند موی را
سپاهی چو طوفانِ آتش بتاب | کشد تیغِ شاهش بیک قطرهٔ آب
گرفته ری و روم تیغش بجنگ | ولی زنگ نه گرفته هرگز ز ننگ
۱۰ ز شمشیر آتش بدریا زده | ز نیزه ثری بر ثریا زده
بر زمش شگفته دلِ دشمنان | نه از باد سوری ز خارِ سنان
چو رمحش سنان بر سر افراخته | خله در دلِ انجم انداخته
سنانش به تیزی شده غمزه زن | بهر چشم زد برده دلها ز تن
بجائے که آن رمحِ والا بود | زمین تا فلک نیزه بالا بود
۱۵ ز بهرِ شکم‌هاے روئین تنان | ز مغزِ یلان چرب کرده سنان
ز زلفے که از پرچم انگیخته | بهر تارِ موصد دل آویخته
به تنها دریده صفِ خسروان | که هم بادشاه است و هم پهلوان

چو خارا شگافی کند آہنش | چہ پولادِ ہندی چہ روئین تنش
چہ مردی کند چرخ در دار و گیر | کہ تیرِ کہن دارد و ترک پیر
سلاطین فریخ شمشیر بند | علمدارِ او آفتابِ بلند
ز چترِ سیاہش کہ شد زیبِ تخت | چو طفل از شبِ عید ناخفتہ بخت
ہمای کہ بر چترِ او کرد جای | شدہ فرخ از سایۂ او ہمای
نہ ترسد ز زور آوران در گزند | مگر از ضعیفانِ ناز و در مند
زر از پادشاہانِ سخت انتقام | ستاند بہ شمشیر و ریزد بجام
بہ سختی کشد گنجِ شاہان ز بار | بہ نرمی کند بر گدایان نثار
بر آرد ز خاکِ سیہ زرِّ پاک | بہ بخشندگی باز ریزد بخاک
گہِ معدلت سوی درویش و شاہ | بیک چشم بیند چو خورشید و ماہ
بگاہِ عطا زاں کفِ بحر جوش | زرِ صامت از ریختن در خروش
عجب صامتے بین کہ فریاد کرد | عجب تر کہ فریاد از داد کرد
چناں باد بر سیم و زر جورِ شاہ | کہ فریادِ عدلی بر آید ز ماہ

در خطابِ زمین بوس آں پادشاہ کہ در لوحِ محفوظ جہاندارِ بیدارش خواندند و از قلمِ تقدیر امیرِ سرمدش نوشتند خلد اللہ ملکہ و خلد علائہ

جہاں خسروا تا بر سمِ کیاں | ق | نشستی بر اورنگِ فرخ بیاں

چنان عالم آرای گشتی زداد | که شد ملک را عهدِ شاهان زیاد
نماند از همه عرصهٔ خاک و آب | بعهدِ تو جز جانِ دشمن خراب
همه وقت پاسِ جهان کارِ تست | ترا پاسبان بختِ بیدارِ تست
بر آن کس که کینت دمد شاخ و برگ | گر امروز ریش ست فرداش مرگ
۵ دگر رحمت آری بمسکین و ریش | دهی روزیِ پارش امسال بیش
زمین آسمانت بخواندی ز شرم | ولی آفتابت شد آواز گرم
چو نوبت زنت گشت نوبت نواز | زغُلغُل در آسمان کرد باز
جنابِ تو از بختِ فیروزمند | چو اندیشهٔ بختِ یاران بلند
سری کو بد اندیشیت پیشه کرد | سرِ خویش در کارِ اندیشه کرد
۱۰ مخالف که از فتنه جنبید تنش | سرش دامِ شاهست بر گردنش
اگر فرصتی یافت خصمت ببین | وَ اُمْلِی لَهُمْ اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْن
زخاکِ درت رهرو روم و روس | شهان کرده گلگونه همچون عروس
رسد خاکِ پایت بچین و ختن | خرنده بجو سنجدش سنی‌بمن
دوان از دو دیده پسندیدگان | بخاکِ درت چون تهی دیدگان
۱۵ همه خسروان اندر ایوانِ تو | خله در دل از چوبِ دربانِ تو
درت بار داده به برنا و پیر | ندای مکارم زبانگِ صریر

---

۲ - بس: نماند از همه عرصه - ۱۱ - بس: اگر مهلتی یافت

چو بیند به مهر آسمانِ بلند | کند سنگ را گوهرِ ارجمند
توکت ز آسمان همت افزون بود | نگه کن که تا مهرِ تو چون بود
چو گنجور تو گنج در خشم کند | بعمداز در قفل را گم کند
زجودت کز و گم شد اُمیدوار | هم اُمید معزول و هم انتظار
۵ بود زهره بریادِ بزمِ تو شاد | چو مطرب که مهمانی آرد بیاد
بجامِ جم آراسته مشتِ تو | نگینِ سُلیمان در انگشتِ تو
صدف کو بدریا درون درکند | زباران دستت شکم پُر کند
بدورِ تو در دورِ عالم تمام | همه بادهٔ کامرانی بکام
ازان بادهٔ کآفاق را کرد مست | سیاست شده فرض بر هر که هست
۱۰ چو از خسرواں در پزیری سپاه | زخسرو همین نکته را داد راه
زهے کز نوازش گرہہائے شاه | بدانش ربود از عطارد کلاه
بسر بر کلاهِ چنیں زاخترم | بکس چوں فرود آید آخر سرم
زرِ من چو خورشید زاں تافته است | که از بذلِ شه چاشنی یافته است
برانم کزیں نقدِ کامل عیار | بگیتی زنم سکهٔ نامدار
۱۵ نمودار گنجینهائے کهن | کنم روشن از کیمیای سخن
چو اقبالِ تو می دهد یاریم | تماشا کن اکنوں هنر کاریم

۸ ــ س۲: به کامرانی بجام ــ ۱۳ ــ ق۲: ایمنی یافته است

امیدست کز بخشش کردگار — نمانم درین داوری شرمسار

خیالی برون آرم از شانِ خویش — که نبود نظیرش بدورانِ خویش

چو کامل شود پیکرِ این حریر — ز پیکرنگار از کرم درپذیر

چو رونق نهی در متاعِ کسان — کسادِ مرا نیز رونق رسان

۵ همیشه به نیکی و نیک اختری — بمان بر سرِ تختِ اسکندری

زبازوی تو شد ملک استوار — کمربندِ تو چون سکندر هزار

خضروار عمرِ فراوانت باد — می اندر قدح آبِ حیوانت باد

بیا ساقی آن چشمهٔ زندگی — که یابد ازو عمر پایندگی

مرا ده که من خضرِ پنهانیم — ثناگوی اسکندرِ ثانیم

۱۰ بیا مطرب آن نغمه زن زیر و رود — کزو آبِ حیوان درآید برود

برآور بدان گونه بانگِ رباب — که اسکندرِ خفته خیزد ز خواب

گفتار در مرتبه که هیچ حیوانِ سرنگون سار جز مردمِ سرافراز

۱۵ بلند آثارِ رنگین سخن نرسد و سبب گرو کردنِ گوهری

چند که از سلکِ نظامی یتیم مانده بود و تحفی از گلهای

طیبِ خویش که از حالِ نهی تا محل نهی و هنیه مانده است

۴ - ق ۲ - متاعِ مرا -

بروے آب آوردن و گردن مجالاتِ این قصہ را کہ بیشتر
ضبطِ عشق و تاریخ نست بعقلِ عقلی معقولِ لا مکان کردن

زہی سکۂ کیمیاے سخن	کہ یک جو درو نیست جای سخن
۵ گرامی کنِ گوھرِ آدمی	گرامی ترِ جوھرِ آدمی
بہر خانہ ز و صلح و جنگے دگر	بہر دل شتابِ دو رنگے دگر
بہارِ بصد نیکوئی خاستہ	عروسی بصد زیور آراستہ
رقم سنجِ وحیِ فرستادگاں	شرف نامۂ آدمی زادگاں
سخن گر نہ جانست بنگر بہوش	چرا مردمِ مُردہ ماند خموش
۱۰ اگر عمرِ جاویدخوانی ہمونست	وگر چشمۂ زندگانی ہمونست
بدو آشکارا نہانِ جہاں	بگوش آشکارا ز دیدہ نہاں
زچندین دہاں نکتہ بیروں فشاند	ہنوزش چو دیدیم ناگفتہ ماند
ازیں نقد کو صرفِ حالی نگشت	جہاں پرشد و کیسہ خالی نگشت
بچندیں صدف درِّ خورشید تاب	ز دریاے او چیست یکقطرہ آب
۱۵ کجا رہ بردکس ببازارِ او	کہ روشن کند قیمتِ کارِ او
خزینہ چو گنجور جاں را سپرد	کلیدِ خزینہ زباں را سپرد
نگشتی گر او در جہاں مرزباں	دہاں بستگاں را کہ دادی زباں

زباں کز چناں گنج دارد گہر — شب و روز با او و زو بے خبر

نگارے چنیں در وفاے ہمہ — وز و بے خبر مانن راے ہمہ

چہ بد عہدیِ مردمِ ناسپاس — کہ ملکِ چنیں را نہ حق شناس

اگر دانی اندازۂ کارِ خویش — نگوئی مگر شکرِ گفتارِ خویش

۵ عنایت نگر ز آستانِ الست — کہ گشت ایں ولایت مرا زیر دست

کرم بین و فضلِ الٰہی مرا — کہ داد ندایں ملکِ شاہی مرا

چو پایم بریں باغِ رضواں رسید — ورشس را بہ من داد رضواں کلید

کشادم درِ باغِ آراستہ — شدم باغ را سروِ نوخاستہ

بہر میوہ و گل کہ چیدم دراں — بخیلی نکردم چو تنہا خوراں

۱۰ کہ مستاں چو جامِ مصفا خورند — مروت نباشد کہ تنہا خورند

ربودم ز گلگشتِ ایں بوستاں — بسے سیب و نار از پئے دوستاں

بساطی فگندم بصحراے او — کہ با کوفت عقل از تماشاے او

منہ تہمتِ خوانِ نیک و بدم — کہ اجراے خور دستِ بختِ خودم

ابا کسم خوش نیاید بہ کام — کہ یا نیم پختہ است یا جملہ خام

۱۵ دگر پختہ شد نا فراہم ترست — کہ یا شور یا چاشنی کمترست

بغربالِ فکر آنچہ من بیختم — بہ اندازِ در وے نمک ریختم

۲- ق: کہ داد اندریں ملک شاہی مرا - ایضاً بسل پایہ

کسے کیں نمک خورد بر خوانِ من — فرامش نہ گشتش نمکدانِ من

بخوانِ کساں سرکہ کز کس بود — ترشروئیِ میزبان بس بود

مرا زیر پائی بدیں نیکوئی — چرا سرکہ ریزم بہ تند ابروئی

بزرگاں کہ در گردِ خوانِ من اند — بہ منزلِ ابد میہمانِ من اند

۵ خورش اندک و میہماں بیشمار — ہمہ خوردہ او ہمچناں برقرار

برآں کس مباد ایں حلاوت حلال — کہ خاشاک پوشد بر آبِ زلال

کسے کو کند سوئے انصاف پشت — بہشت آورد کامِ خود را درشت

سگے کو بمردار جاں پرورد — ہم از استخواں استخواں پرورد

نہ ہرگز زند لافِ گوہر کشی — کند پیشِ گوہر کشاں سرکشی

۱۰ بہ نزدیکِ دانا ندارد فروغ — بہر کوئی بر زن فغانِ دروغ

بچشمِ کساں کز بصر یافت نور — پدیدست مقدارِ ہر کس ز دور

شبے گر جہد گربہ بر ہفت بام — بعیاریش بر نیارند نام

دگر موش نقب افگند صد حصار — ہم از نامِ مردے نیاید شمار

دغا باز را پاک باز افسر است — کہ سر بر دگر دست بر دیگر است

۱۵ مرا زیں خزینہ کہ دارم بدہر — دروغ آفرینی ست از خلق بہر

چو زیں نقد ہر کیسۂ فن تہی ست — حسد بُردنِ دشمناں زابلہی ست

تو اے حاسد ایمن شو از سوختن — کزیں ن نشاید کلہ دوختن

دلم گر ز دو صد گنج دارد شگفت | بجنگ آفرینش نتوان فریفت

نه زیباست نزدیکِ کارآگهان | تحسین شدن شاد چون ابلهان

دمی خوردن و در تکبّر شدن | ز بادی چو مشکِ تهی پُر شدن

چو بینش و کی نیست در مغز و پوست | ق | ز نفرین بدخواه و تحسینِ دوست

۵ ندانم چرا مردمِ سنگ دل | ازین شاد گردد و زان تنگ دل

ولیک آنکه آبگینه بود طبع تیز | کز آسیبِ سنگی شود ریز ریز

چو بر خوشهٔ پخته بارد تگرگ | پراگنده گردد اندش بار و برگ

هر آن طعنه کز کم عیاران بود | به پیرامنِ پایه داران بود

توانگر ز رهزن بود بیمناک | تهی کیسه را از گره بر چه باک

۱۰ هنرمند بر بی‌هنر کم زند | هنرمند را زخم محکم زند

نگیرد کسے خورده بر ناتمام | که از آتش ایمن بود عودِ خام

مرا چند ازین هرزه پیراستن | بدریوزهٔ مجلس آراستن

شدن گرد هر کوی هنگامه جوے | چو هنگامه گیرانِ بیهوده گوے

مشعبد که خود را نداند عزیز | صد افسانه گوید به نیمے پشیز

۱۵ سخن گرچه شکّر فروشِ منست | امل چاشنی گیرِ نوشِ منست

دهن گرچه جان را گرامی نمود | چو خود را گرامی ندارم چه سود

۱۶- سن۲ دلم گرچه۔

سخن را ابزر گفتن از خوی تنگ | بود نرخِ یاقوت کردن بسنگ
دہاں را ابخاکِ رن انباشتن | بہ از گفتن و بس طمع داشتن
متاعِ سخن گوہرِ بے بہاست | چو پیشِ خسانش برم کہربا ست
چہ ریزم گہر در کنارِ کسے | کہ قیمت کند گوہرے را خسے
۵ خرِ ناتواں گر بود مُردنش | نہ بندند تعویذ در گردنش
چہ گویم کہ دانا بعالم نماند | کریم ار چہ ناداں بود ہم نماند
تہی مایگانِ کشادہ جبیں | بہ از تنگ چشمانِ باریک بیں
گر اُمیدِ بخشش ندارم ز کس | مرا بخشش از طبعِ بخشندہ بس
ترا گر خزینہ ز پیش و پس ست | خزینہ مرا سینۂ من بس ست
۱۰ ہُنرمند باشد ترازوے مرد | چہ سنجد ترازوے دُرِ خاکِ زرد
چہ داند کسے تا نکوبد درم | کہ تا چند دریاست در گوہرم
مخالف کہ ناید ببازارِ من | چہ رو بشکن کند قیمتِ کارِ من
کنند ابلہاں نسبتم را عیب | ہمشتِ دغل سنج ابلہ فریب
کسے کز حلاوت ندارد خبر | ہلیلہ نہد نامِ خُرما ے تر
۱۵ برون حنظل از سیب رنگین تر ست | درون ہیں کہ این زہر و آن شکر ست
نَے و نیشکر ہر دو دارند بند | ولی ہیزم ست این و آن شاخِ قند

۴۔ ق ۱: چو پیشِ خسانش بری کہربا ست۔ ۱۰۔ م و ق و س ۱: ہنر سنج باشد۔ ۱۲

مرا چون منی داند آیین و بهر — چو در بینی آن خود نباشد بدهر

وگر باشد از ملکِ عالم کسی — تهی کیسه تر باشد از من بسی

هنرمند کش برگ نبود فراخ — چه میوه دهد دیگری را ز شاخ

بشهر این مثل شهرهٔ عالم است — که هرکش هنر بیش روزی کم است

۵ مرا صد فغان زین هنرهای خام — که نزدِ خرد هست عیبِ تمام

همه روز عمرم بخفتن گذشت — شبِ من در افسانه گفتن گذشت

نه دل گشت بیدار از این خواب دیر — نه زین هرزه گوئی زبان گشت سیر

چو در عالمِ دل مرا بار نیست — که خفاش را با ضیا کار نیست

زبانی کزو در خوی خون زیم — نباشد گران نیز بس چون زیم

۱۰ چو زان می نیارم که جان خوش کنم — بدین سر که باری دهان خوش کنم

اگر دولتِ آن جهانم نبود — ز من این جهان را که آرد درود

چو نو کرده ام سکهٔ پیش را — چرا کم زنم سکهٔ خویش را

من و کنجِ تنهائی و گنجِ راز — دل از حرص و قفل از طمع بی نیاز

بر آراسته توشهٔ جان و تن — ز دریوزهٔ همتِ خویشتن

۱۵ ز خاشاک و خس رُفته صحنِ سرای — کشیده بدامانِ اندیشه پای

بدستوریِ طبعِ دریا نشان — دُر افشانم از کلکِ دریا فشان

از آن می که جان را نهانی دهم — بروحانیان دستگانی دهم

شرابی رسانم دلِ ریش را | که از مردن ایمن کنم خویش را
خضر زاں رحیقی که خود نوش کرد | حریفانِ خود را فراموش کرد
چو در چشمهٔ زندگی در کشاد | به اسکندرِ تشنه آبی نداد
کنوں بیں که از آبِ حیوانِ خویش | منش زنده کردم بدورانِ خویش
۵ چو در باز کردم نخست از قلم | زمطلع به انوار دادم علم
وزاں انگبیں شربت آمیختم | بشیرین و خسرو فرو ریختم
وزانجا فرس بلشیر تاختم | بمجنون و لیلی سر افراختم
کنوں بر سریرِ هنر پروری | کنم جلوهٔ ملک اسکندری
زد انا هر آں دُر که ناسفته ماند | فشانم بنوعی که دانم فشاند
۱۰ هنر پرورِ گنجهٔ گویائے پیش | که گنجِ هنر داشت زاندازه بیش
نظر چوں برین جامِ صهبا گماشت | ستد صافی و دُرد برما گذاشت
من ارچه بداں می گراں سر شوم | کجا با حریفاں برابر شوم
خیالی که در شرحِ ایں داستاں | رقم داشت از سکّه راستاں
چه گویا خردمندِ آفاق بود | نخواند آں ورق کز خرد طاق بود
۱۵ چو ایں مهره در عقدِ بازو نهاد | بسنجید و پس در ترازو نهاد
همه پیکرے جلوه کرد از سریر | که هر جا که باشد بود دلپذیر

۵- ق ۱: چو در بار گشتم نخست از قلم - ۱۲

زرازی برافگند سرپوش را — که ناگفته باور شود گوش را

سخن گر خرد بر نیارد علم — مکش در قلم بلکه درکش قلم

چو خواهی که گم گردد انگشت پیچ — باندیشه گو و مبندیش ایچ

طراز هنر قصهٔ حسام را — نبشتن بمشک ست دشنام را

۵ سیاهان که گلگونه بر رو کنند — بخندیدن مردمان خو کنند

مرا کین هوس در دل افگند جوش — دلم چون گزارد که مانم خموش

چو کردم بسنجیدن اندیشه چیست — چه نابا در افسانه و چه درست

چو گوهر همه سفت گوهر پذیر — من از مهره سفتن بدانم گزیر

ترا هرچه در وی نماید محال — گنه بر کسی نه که بست این خیال

۱۰ درین نکته بر من شمارد حکیم — محالات شعر ست رسم قدیم

در آیین تاریخهای کهن — فراوان بود بیش و کم در سخن

سکندر که فرخ جهانشاه بود — ق — بفرخندگی خاص درگاه بود

گروهی زدند از ولایت درش — گروهی نبشتند پیغمبرش

بتحقیق چون کرده شد باز جست — درستی شدش بر ولایت درست

۱۵ شگفتی که دانا برو باز بست — گر اعجاز نبود کرامات هست

گر افتد به پیغمبران داوری — زند سکه ز اعجاز پیغمبری

وگر قصه با اولیا سر زند — ز کشف و کرامات سر بر زند

چو این سکه در دین درست و راست | عنان ز استواری کشیدن خطاست
رهی کایزدی گشت بازار او | شگفتی نه باشد نمودار او
کسی کآید از بهر کاری پدید | بران قفل ناچار باید کلید
جهان با دشنه کایزدش یار گشت | بعالم کشائی پدیدار گشت
۵ همه زیر شش آن توسنی گشت رام | که آسان تواند رسیدن بکام
به خشکی رهش را خضر پاس داشت | به تری گرایش بالیاس داشت
وگر لشکرش ماند بی طعم و نوش | بیک خوشه شد کارساز سروش
ور آمد سر ظلمت زدائیش داد | یکی بادبانی رهائیش داد
ورش چاره مشکل افتاد پیش | حلش کرد ارسطوی فرزانه کیش
۱۰ وگر شد بدریا روان رهگرای | وکیل محیط آمدش رهنمای
وگر عقده ز اختران گشت سخت | کشاد از فلاطون فرخنده بخت
وگر حاجت آمد بدیو و پری | بلیناس نو کردش افسونگری
سرانِ زمین در ته دامنش | سروشانِ بالا به پیرامنش
حکیمانِ دانا و پیغمبران | خردمندیِ خود زیادت بران
۱۵ کسی را که چندین خدا داد دست | عجب چون بود گر کند هرچه هست

۱- س ۲: عنان تافتن ز استواری خطا است -- ۱۰- م و س ۱: بدریا دردن ۱۲

۱۵- ق ۱: چندین سبب داد دست ۱۲

اگر ماند عمری چو ماهی در آب — بود یا ورِ ره روانِ صواب
وگر یک زمان شد ز ماهی بماه — کرامت چو صدق است حجت مخواه

حکایت مردی که نزدیک غوطهٔ دمشق بحوض فرو رفت و مدّت ده سال گشت و حمل زاد و اولاد کرد و روزی در آبی غوطه زد و سر در غوطه گاه اوّل بر آورد

شنیدم که رندی کژ اندیشهٔ — همی زد بپای خرد تیشهٔ
از انجا که در دل کجی پیشه داشت — بمعراجِ پیغمبر اندیشه داشت
کزان ره که فکرت سر اندر گشت — دمی چون توان رفتن و باز گشت
۱۰ درین وهم ناپختگان صبح و شام — جگر پخته کردی بسودای خام
مگر چاشت گاهی ز پهنای دشت — تماشا کنان سوی آبی گذشت
به تن شوئی جامه ز تن دور کرد — شبِ تیره در چشمهٔ نور کرد
چو در آب زد غوطه آمد برون — زنی دید خود را بشهری درون
یکی آمد و کار بپرداختش — بکد بانوی جفتِ خود ساختش
۱۵ بر آن گونه در عقدِ فرخ جمال — شدش هفت فرزند در هفت سال
یکی روز جسم بقرار نخست — همی بر لبِ جوی اندام شست
چو باز از تهِ آب سر بر گرفت — تماشا بهر جانبی در گرفت

چو شنیدند [illegible] غسل [illegible] — که آن را [illegible]

[illegible] — [illegible]

خجل گشت [illegible] خویش — [illegible] خویش

[illegible] — [illegible]

[illegible] گرفت [illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] گردد [illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

اگر [illegible] — [illegible]

ولیکن [illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] زندگانی بود — [illegible] گرانی بود

بجز می که بر بوی بیهوشیش / نه سیر چندان که می نوشیش
زمستی همه می پرستی بود / چه حاجت بود می چو مستی بود
کجا یابم آن بادهٔ عقل سوز / که بی باده شب اندازم زرد روز
مگر بخشدم ساقیِ شوق جام / گزان چاشنی بهره یابم بکام
۵ بیا ساقی اندر قدح پی به پی / به عاشق نوازی فرو ریز می
میٔ کو به عشق آشنائی دهد / ز تشویشِ خویشم رهائی دهد
بیا مطرب آن پردهای حکیم / کز و گشت پوشیده عقلِ سلیم
نوازش چنان کن که جانِ نژند / شود رسته زین عقلِ ناسودمند

هذا ما التمس من بنیان المواعظ لابنی رکن الدین
۱۰ الحاجی بلغه الله مناسک الحقیقة واطال عمره

سخن بشنو ای گوهرِ کانِ من / مشو غافل از گوهر افشانِ من
متاعی که از رونقِ کار او / همه وقت تیز است بازار او
بچشمِ شناسنده هر گوهری / فزون ارزد از عبرهٔ کشوری
۱۵ ترا رایگان میدهد روزگار / چنین ضایعش چون گزاری بکار
نشاید که مانند سنگ و گیا / گدا مانی و خانه پر کیمیا
زبس ابلهی هندوانِ کلال / بدست آب نوشنده با صد سفال

مگس بہر آں دست مالد بدرد   کہ نارد زصد کاسہ یک لقمہ خورد

ازاں مار بر خویش پیچد برنج   کہ روزیش خاک ست بالای گنج

ولیکن ہنوزش نظر تیز نیست   چراغِ بصر بینش آمیز نیست

خطے کش بزرگاں ندانند باز   چہ دانند طفلانِ پوشیدہ راز

٥ دلی کش بلوزینہ بتواں نواخت   نشاطِ مفرح چہ داند شناخت

تو نشناسی ایں چاشنی را بکام   کز انجیرِ پختہ رمد مرغِ خام

ببازیگری کودکاں را براہ   نئے زرد بہتر ز عودِ سیاہ

ترا کز پئے شیر باید گریست   کجا دانی ایں آبِ حیواں کہ چیست

چو بالا رسانی بہ بالائے من   بود در روشنت نرخِ کالائے من

١٠ زمیراثِ من ہرچہ ماند بہ پس   بہیں یادگارت ہمیں ست و بس

بدیں نور جانت گوائی دہد   گرت شمعِ دل روشنائی دہد

ورت غافل افتد دل از کارِ او   جہانی پرست از خریدارِ او

گر از عشقِ گل زاغ را شور نیست   گل ست آخر ایں فاختہ کور نیست

تمنائے ہر کس بچیزی درست   کہ ہر مرغ را میوۂ درخورست

١٥ ہمہ آدمی نے بیک فن بود   کہ ایں باغباں و آں تبرزن بود

زیک نخل شد خار و خرما پدید   کہ ہم قفل از آہن بود ہم کلید

ورق کاہلِ معنی سیاہش کند   کلہ دوز توپی کلاہش کند

من این ماجرا را که بستم طراز — زهرت برون دادم از پرده راز

گر از چشمِ بینش نگاهش کنی — بیرزد که حرز کلاهش کنی

وگر بینشت را درو نور نیست — دکانِ کله دوز هم دور نیست

ولیکن یقین دانم از رای خویش — که هر زاد ماند بآبای خویش

۵ گر از خوانِ من نبودت توشهٔ — جوی باشد آخر ز هر خوشهٔ

چو یک جو بیک سال گردد منی — پس از روزگاری شود خرمنی

کنون دارم امید کین تخمِ پاک — بسی خوشه تر بر آرد ز خاک

اگر خواهد ایزد ز نقدِ بهی — جهان پُر کنی و نه گردی تهی

منت کین رقم برنگین میکنم — به پندار آن روزت این میکنم

۱۰ که چون گردی از عقلِ دانندهٔ شاد — بدین یادگار از من آری بیاد

درین داستان رهنمونی نخست — همان شد که دین را کنی باز جست

کنون کز چهارت فزون نیست سال — چو بستانِ خود نداری و بال

چو در چارده بدر گردی تمام — ز نقصانِ کامل نگهدار گام

خدائی که او مکه و شام کرد — ق — ترا حاجی از بهرِ آن نام کرد

۱۵ که هر صبح و شامی کنی بی‌گزاف — به پیرامنِ کعبهٔ دل طواف

حرم نشکنی در مقامِ وفا — گران سنگ باشی چو کوهِ صفا

چو تو پویه با نفسِ ابله زنی — نه حاجی که اعرابی رهزنی

مرو گردِ هر در که نانت دهند — درِ کعبه زن تا امانت دهند

رهی رو کت آنسو روائی دهند — وزان عالمت روشنائی دهند

نخواهی که افتی برنجِ دراز — مکن تکیه جز بر ستونِ نماز

قدم کوش تا در رهائی زنی — دم از سکهٔ پارسائی زنی

۵ بجهدِ صفا صیقلِ سینه کن — دلِ آهنینِ خود آئینه کن

ورت دل سیه ماند و روت صاف — چو آئینه از خودنمائی ملاف

برو مهره برچیں ز تسبیح خام — کزیں دانه ناید فرشته بدام

نخواهی دل از فتنه در کشمکش — لگام از سرِ نفسِ سرکش بکش

بدیں توسنِ مرکبِ هولناک — عنانش مده تا نیفتی بخاک

۱۰ هر آن دل که با نفس یاری کند — فرشته است کو سگ سواری کند

بروزِ جوانی چو پیران گرای — به پیریت خود تن نه جنبد ز جای

رهی رو که در نیکنامی کشد — خیالی مپز کان بخامی کشد

مریز از خود آن قطرهٔ سیل بار — که شد غرق در وی چو تو صد هزار

مپندار کان چند قطره نم است — که هر قطره گردابِ رنج و غم است

۱۵ نخواهی که پیش آید اندیشه — باندیشه رو پیشِ هر بیشه

۶- ق ا- ورت دل تبه ماند و رو گشت صاف- ۸- نخواهی تن از فتنه- ۱۰- م ا- هر آن کس- ۱۲-

۱۱- م ق س ا- بزدر- ۱۲ ۱۴- گرداب صد عالم است- ۱۲

۱۷- س ا- شود عاقبت- ۱۲

بهر کاری از راستی کن شمار | که هم رسته گردی بهم رستگار
بود گرچه مردم بسی کژخرام | هم آخر شود راستان را غلام
اگرچند باشد کمان سخت گیر | تواضع کند عاقبت پیش تیر
هم از راستان باشد این داستان | که کس کژ نرفت ست با راستان
۵ چو پیچی بفتراک نیک اختری | به نیک اختری کش چو پیکان پری
بهر فن که فرمایش آری بجای | جهت را نگهدار سوی خدای
وگر کاری از دین فراتر بود | مکن گرچه شمشیر بر سر بود
دران خانه کز دین جدائی ده است | ز سرسبزیت سبز پائی به است
بهر چه آزمائی دم چند را | خدا را نگر نی خداوند را
۱۰ چو پوئی بدنبال لشکرکشان | مباش آشتلم گیر چون سرکشان
بجای مران توسن جانانه را | که ویران کند کشت بیگانه را
نبرد از پی نام و غارت مکن | وگر چیره گردی جسارت مکن
گرت بهره سهلست وگر بیقیاس | فراموش کاری مکن در سپاس
زهر توشه کآید ز روزی رسان | مرادی به بی توشهٔ مرسان
۱۵ گره ساز کردن ز دل باز کن | ولی ز ابرو اوّل گره باز کن
مزن در کمانهای ابرو گره | کزینسان کمانی نیرزد بزه

---

۲ - س ۲ - شود عاقبت ۱۲ -

دهش کان ز ابروی پرچین دهد　　بود زهر اگر شهد شیرین بود

که دندان زند در ترش روی تند　　کزو باز گردد به دندان کند

برو تازگی گر ستانی زغس　　اگر هیچ ندهی همان روی بس

بخیلی که باشد خوش تازه روی　　بسی به ز بخشندهٔ تلخ روی

۵ دگر بالطف نعمت دهی　　دو نعمت بود کان دو یکجا دهی

بنعمت کسان را اسیر افگنده کن　　بدین خواجگی خلق را بنده کن

چو شیر از خورش کامرانی کند　　دد و دام را میهمانی کند

چو گربه نشاید شدن تنگ‌خوی　　که چون طعمه یابد شود گوشه‌جوی

به بیگانه بخش آنچه داری بدست　　که بخشد بفرزند و زن هر که هست

۱۰ نشاید جوانمرد خواندن خروس　　که باشد جوانمردیش با عروس

بود لابد آن خواجه دربند خویش　　که مهرش بود سوی فرزند خویش

بخویشان دل مردم افزون کشد　　که خون عاقبت جانب خون کشد

چو گردد دمی در رحم ریخته　　جدا کی شود چون شد آمیخته

به ارزن روش باردانی کنی　　کز آوازن شادمانی کنی

۱۵ دهل وار تا افغان بیهوده چند　　میان خالی و بانگ نام بلند

چو آب از لب دیگ جوشد برون　　بخاکستر اندر شود سرنگون

نخواهی که زیر افتی از جای خویش　　از اندازه بیرون منه پای خویش

بیک کام چون نردبانی جهی | سلامت بود گر جهانی جهی
تنِ آدمی را به نیروی ذات | قدم باید آنگه قدم بر ثبات
کسی کاستواری نه کارش بود | همه کار نااستوارش بود
درختا ز پی آن شود دیرپای | که پای سکونش نجنبد ز جای
۵ گران سنگ باید چو پولاد گشت | خس است آنکه بازیچهٔ باد گشت
هران باد کو سخت تر در شکوه | به نرمی زند بوسه بر پای کوه
گهِ خشم در بردباری شتاب | چو آتش نگیرد چه حاجت به آب
چو بالغز باد آتش آرد گلت | مرنجان دلی تا نرنجد دلت
بهر کاری انجام را بین نخست | پس آنگه کمر کن در آغاز چست
۱۰ نیندیشی اول چو در پیشها | سرانجام پیش آید اندیشها
بیاندیش و به کن که بهتر بوی | نیندیشی و بد کنی بد بوی
کند هر کسی پیشهٔ خویشتن | بمقدار اندیشهٔ خویشتن
بکوشش متاعی بچنگ آورد | که هر لحظه اش آب و رنگ آورد
کسی را به از شغل رای نیست | سفالینه را در گره جای نیست
۱۵ دو دانگِ خود از پیشه نه بجیب | که آن را هنر نام باشد نه عیب
جوی بهره کردن ز کسبِ حلال | به از گنج بردن به غصب و وبال
حلال آن کسی را دهد بر که وی | بکشتِ هنر آب ریزد ز خوی

هنر کو مثل هست در نار دود | هنرمند را سر نیارد فرود

گدائے کہ هست از هنر بهره ور | به از بادشا زادهٔ بے هنر

ترا آن هنر جست باید بذات | که بخشی پس از مرگ آبِ حیات

بر آن دل نه ای مشعلِ جانِ من | که شمعے در آری در ایوانِ من

۵ بر آن گو نه شو گوهرِ تابناک | که روشن کنی منزلِ من بخاک

ولیک آنکه آن نور بخشد فراغ | کزین سلکِ گوهر فروزی چراغ

نظاره کن این سلکِ گوهر ز دور | نه سلکِ گهر بلکه دریاے نور

چنین دُر که از بالغان بُرد هوش | بطفلی ترا در کشیدم بگوش

چو بالغ شوی در هنرهاے من | شناسی بهای گهرهاے من

۱۰ به از پندِ من دُرِ شهوار نیست | ولی دُر در زشت ست هموار نیست

مکن رو ترش گرچه تلخست پند | که تلخی بود طفل را سودمند

ز خوابِ جوانی چو گردی خراب | بدین گوشمال اندر آئی ز خواب

چو طفلان علم از گوشمالی مدار | ز پندِ پدر گوش خالی مدار

مران بر ورقهاے دیگر قلم | همین بس که از من بر آری عَلَم

۱۵ گیاهی که روید بصحراء کوه | بفرزندیِ ابر دارد شکوه

چو خواهی بشادی و تیمار ها | ق | صلاحِ خود اندر همه کارها

منه زین وصیت برون هیچ گام | وصیت همین ست و بس والسّلام

بیا ساقیا دردہ آں خونِ خام | کہ شد قرۃ العین مستانش نام
چناں گوشِ من پُر کن از بانگِ نوش | کہ بیرون دویدِ دانا ز گوش
بیا مطرب آں حجرۂ طفل وش | چو طفلاں برگیرد نوا از خوش
نوائے کہ تعلیم کرد از نخست | بزن چوب تا باز گوید درست

گفتار در وصفِ آفتابِ دولت کہ چوں پرتو گرم کند سنگِ سیاہ را یاقوتِ سبز و لعلِ آتشیں گرداند و اگر روی تابد دود از گوہرِ شب چراغ برآرد صبحہٗ اللہ لمقتبسین من نورہٖ الیٰ صبح الساعۃ

کلیدی دہ اے دولتِ کارساز | کہ سوی تو تواں درے کرد باز
بباغِ تو منزل گہے ساختن | می آوردن و مجلس آراستن
گلے چیدن از روی ہر شیوۂ | چشیدن ز ہر شاخِ تر میوۂ
خوش آں میوہ کز شاخسارت بود | گرامی گلے کز بہارت بود
چو در خانۂ بر فروزی چراغ | کنی یکدمش گرچہ زندانست باغ
دراز کوی کس باز تابی لگام | رسانی دمِ صبح گاہش بشام
بہ پیشانیِ مردم از تست نور | کہ از نورِ تو چشمِ بد باد دور

۱۳- س ۱- شاخسارے ۱۲ ۱۳- س ۲- بہارے بود ۱۲

مرا گر نیاری ز یک جرعه یاد | کسی را که ساغر دهی نوش باد
بیاموز در من رهِ رَدِّ تو | که تا چون توان آمدن سوی تو
مرا زین هوس بر لب آمد نفس | که سوی تو پیچم عنانِ هوس
دلی چون تو تنگ‌شائی از قفل بند | چه سود از هوس‌های ناسودمند
۵ به بخشش توان با تو کردن نشست | بکوشش کسی را نیابی بدست
چو کوشش کند مرد از بهرِ گنج | زیاده کند بر تنِ خویش رنج
خری کو سوی آسیا راه جست | همانجا ز جان بایدش دست شست
ولی جهدِ ما نیز هست از شمار | که بیکار کاهل نیاید بکار
چو کوشنده را بخت باشد فزون | بهنجارِ آن گردِ دش رهنمون
۱۰ کسی کو ز دولت کشاید قناع | بدلّالی بخت باشد متاع
ستم کش نه شد مقبل و شادکام | که نتوان ستد بختِ دولت بوام
نه هر پای در خورد گاهی بود | نه هر سر سزای کلاهی بود
سزای بزرگی نه شد هر یکی | بجز مردم اما نه هر مردکی
همه جانور سرنگون شد لباز | بجز آدمی کو بود سرفراز
۱۵ سر از گوهرِ خود شود تاج ور | که طاؤس را تاج روید ز سر
اگر مار را مهرهٔ تاجِ سرست | ولی مهرهٔ آدمی گوهرست

۱۳ - س ا. نشد هر کسے - ایضاً س ۲ - نه هر مردمے

اگر گوهرت نیست پرگو مباش | چو گوهر بود [illegible] باش

چو [illegible] انوشه [illegible] | [illegible]

ز [illegible] گیتی [illegible] | [illegible]

چو [illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible]

بر آن شاه کز [illegible] | [illegible]

کسی کو [illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible]

ولی [illegible] | [illegible]

۱۰ چو با پادشا بود [illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible]

شبان به که از شیر شوید زبان | چو [illegible]

چو در سیم و زر رنج و اهلیست | کسی کین [illegible] خوش [illegible] کسی

دلا کار دولت نه امکانیست | بجنت [illegible] امکان نیست

۱۵ به زاغ و زغن شو فریب آرمای | که در دام کس در نیاید [illegible]

بنزد همه دولت آن است و بس | که بر مال هستی بود دسترس

۵- ق دسترس دم. [illegible] ۱۲ - ق۲: چه فارغ که ست - ۱۳

کسی کش بدین مایه آسوده دل | غمین باند امروز فردا خجل
بود گرچه غم بیش چون زر کمست | اگر زر بود بیشتر زان غمست
کمان گرچه به شد چو بی آب گشت | وگر یافت آبی خود از تاب گشت
مرا دولت نیستی شد پسند | که این جای و آن جا بوم بی گزند
۵ چه کار آید آن هستی بی صفا | که بیش از دو روزی ندارد وفا
چرا نیستی را نگیرم بزور | که همراه من خواست بودن بگور
سگان را بمردار باشد قرار | کند آدمی قوت خود را شکار
نترسد چنان منعم از فوت مال | که از فوت درویش اهل کمال

حکایت درویشی که خرقه را سوی آسمان انداخت و بر آسمان

۱۰ بهوا گرفت و او خرقه را در هوا نه گذاشت

یکی روز محمود غازی بگاه | جنیبت برون راند در صیدگاه
خروش نقیبان جهان در گرفت | جهان در جهان موج لشکر گرفت
خشن پوشی از خاصگان حضور | همی کرد نظاره او ز دور
۱۵ ز غیرت چو صفراش در تاب کرد | بسوی هوا خرقه پرتاب کرد
چو گرد آن سلب پارسا را درو | معلق چنان شد که نامد فرود

---

۱۲ — س ایمچناں در گرفت۔ ایضاً س۲ کزاں موج لشکر جہاں در گرفت۔ ۱۲

نمودندش از عیب کامی ناسپاس — بمحنت مکن عاقبت را قیاس

درین بود کاسباب شاهی تمام — ز دنبال شه کرد سویش خرام

ملک پیش آورد تاج و سریر — ز درویش مسکین برآمد نفیر

حمایت ز درو ان راز جست — نزاری همان خسته را باز جست

۵ بدیده بسی رفت خاک نیاز — که از زن رفته را یافت باز

چه پنداری ای کت بصر در سرست — که درویشی از خسروی کمترست

نظاره بدل کن درین هر دو بیت — که تا فرق در هر دو دانی که چیست

داستان اوّل در آغاز روشنی آئینهای اسکندری و فرستادن سکندر لشکر چون ابر باران و سنانها چون قطرهای آب بر پولاد پوشان خاقان زدن و حملگی آئینهای چین را تیره و تاریک گردانیدن

قلم راند این نامه چون بهشت — چنین کرد دیباچه را سرنوشت

۱۵ که چون شد بخاک اختر فیلقوس — بپای سکندر جهان داد بوس

شد آراسته تخت شاهی بدو — شرف یافت مه تا بماهی بدو

زمانه ز بیدادی آزاد گشت — ز داد و دهش عالم آباد گشت

در عدل را کرد زانگونه باز | که همخوابهٔ کبک شد چره باز
چو پرداخت از دشمنان مرز و بوم | به کشورکشائی روان شد ز روم
نخست از سر تیغ آیینه رنگ | ز آیینهٔ زنگ بزدود زنگ
وز آن پس ببازوی آفاق گیر | ز دارای آفاق بستد سریر
۵ وز آنجا بر آتشیان دست سود | بر آورد ز آتش پرستنده دود
وز آنجا در اسطرخ رایت فراخت | به بخشش فرومایه را برگ ساخت
چو زان ناحیت مرکبش گشت دور | بنوشابهٔ بر روع افگند نور
چو چندی بران خاک شد جرعه ریز | سوی تازیان بارگی کرد تیز
بر آمد ز اوج یمن چون سهیل | ز دریای مغرب تهی کرد سیل
۱۰ علم بر در مکه برپاے کرد | سران عرب از زمین سای کرد
زمین بوسه زد کعبهٔ پاک را | به نوک مژه روفت آن خاک را
از آن جا سپه در سواحل کشید | عنان در طرفهاے مشکل کشید
مساحت کنان کوه و دریا و دشت | ز خاک عدن سوی کرمان گذشت
وزان عرصه در کامهٔ دوستان | در آمد به اقصاے هندوستان
۱۵ به تندی شتابنده شد سوی کید | بسی پیل هندوستان کرد صید
ز کید گرانمایه چون گشت دور | ربود افسر دولت از فرق فور

---

۱۳ - پس از سوی دریا و دشت

چو بر شد ز طاؤس هندوسرای | ز آهوی چین گشت نافه کشای
شدش رهبر دولت تیزبین | ز پایانِ هندوستان سوی چین
دوالِ کمر چست کرد و فگند | نه چین بلکه خاقانِ چین را به بند
چو خاقان بفرمان بری سر نهاد | قدم بر سرِ ملکِ دیگر نهاد
۵ زاقصای چین در زدن سر کشید | بسرحدِ اتراک لشکر کشید
برید از حد ترک پیوند را | بنا کرد شهر سمرقند را
ازان پس کشش سوی خوارزم کرد | شکیبا نشد بیشتر عزم کرد
بخاکِ خزر گشت منزل شناس | درو کرد شهری چو بلغار ساس
نواحی شناسانِ آن کارگاه | نهادند گردن بفرمانِ شاه
۱۰ چو فرمان گزاری بر ایشان گماشت | عنان سوی خفچاقِ وحشی گذاشت
بر آن سرکشان نیز شد چیره دست | بتدبیرشان کرد خسرو پرست
ازان جا بر آمد به آلان و روس | بشاهی زبون کرد شان چون خروس
چو آن ناحیت را مراعات کرد | ازان جا سفر سوی ظلمات کرد
ازان آب لب تشنه چون باز گشت | بخونریزِ یاجوج دمساز گشت
۱۵ چو زان رخنه سدِ سکندر کشید | برجعت سوی روم لشکر کشید
بدین گونه یکره ز شمشیر و جام | جهان قاف تا قاف بستد تمام

۱- س ل: هندی سرای - ۷- ق: ازانجا - ۸- م: بخاکِ خضر - ۹- ق: نواحی نشینانِ آن بارگاه ۱۰- س ل: ایزد پرست

دگر بارہ کز رودم رایت فراخت — بنوعی دگر گرد آفاق تاخت
بہ خشکی چو بنمود جولاں گری — رواں شد چو آبِ رواں در تری
عجب ہاے دریا چو نظّارہ کرد — بر آمدنِ مرگ را چارہ کرد
جہاں گر گی در تہ پاے خویش — بخشیی بر انجام بر جای خویش
۵ دروغ ست کاں پادشہ را بدا — نویسندہ سنّی سال گوید حیات
زعمری کزیں گونہ اندک بود — در و فتحِ آفاق در شک بود
چناں خواندم از قصّہ شانِ او — کہ پانصد فزوں بود جولانِ او
بشرح آنچہ زد کرد گویندہ یاد — نہ کرد از کیومرث و از کیقباد
ہر آنچہ از وی آمد بدورانِ خویش — نوشت ست دانا بدیوانِ خویش
۱۰ دلم چونکہ در بندِ ایں کار بود — بہ بیجا زگفت آنچہ ناچار بود
مثالی کہ بود از خطِ راستاں — نہفتم بہ یک بیت یک داستاں
دگر ہر چہ ناگفتہ ماند از نخست — کنوں یک بہ یک گفت خواہم درست
نخست آرم از رزمِ خاقاں سخن — کہ دیدم بتاریخ ہاے کہن
نظامی کہ گرد آں جریدہ نگاہ — درِ آشتی زد میانِ دو شاہ
۱۵ دگر گونہ خواندم من ایں راز را — دگر گون زدم لابد ایں ساز را
دگر نہ لطافت ندارد بسے — کہ مر گفتہ را باز گوید کسے

ا۔ س: سوئے آفاق۔ ۴۔ س، د، ق: نخیسی سرانجام۔ ۱۲

تباریخ شاهان پیشین و حال | چنان خوانده‌ام این حرف دیرینه سال
که دولت چو رو در سکندر نهاد | سران اندر درگاه او سر نهاد
در آفاق نام ظفر زنده کرد | بزرگان آفاق را بنده کرد
چو بر بیشتر خسروان چیره گشت | بشاهی و لشکرکشی خیره گشت
۵ رها کرد بر دیگران راه را | بخاقان چین راند بنگاه را
بر آهنگ چین خوشدل و شادکام | همی کرد منزل بمنزل خرام
چو قلبش در آن کشور افگند جوش | برآمد ز کشورنشینان خروش
گروهی بهر در حصاری شدند | گروهی پی زینهاری شدند
خبر شد بخاقان دریا شکوه | که سیلاب دریا درآمد بکوه
۱۰ بترسید و در دل شد اندیشناک | طلب کرد عصمت ز یزدان پاک
بملک ار چه خاقان جهان شاه بود | ز اقبال اسکندر آگاه بود
چو لشکر درآمد بصحرای چین | پر از چین شد از لعل اسپان زمین
بسرحد آن عرصهٔ جانفزای | سراپرده زد شاه کشورگشای
سکونت گهی فرخ آرام دید | طربخانهٔ درخور کام دید
۱۵ همه کوه پر آهوی نافه‌دار | همه دشت او گلشن لاله‌زار
زمین بسکه پر نافهٔ مشک بود | گل از بوی خوش صندل خشک بود

---

۸ - س ۲ گروهی دگر

ملک را خوش آمد هوای چنان — کمر بست بر ضبطِ جای چنان
طلب کرد مردی خردمند و چست — به اندیشه دانا بگفتن درست
بخاقانِ چین داد زاورنگ روم — پیامی که پولاد را کرد موم
که بر ما چو کرد ایزدِ کارساز — درِ کارسازی و اقبال باز
۵ بهر سو که توسن بر انگیختیم — ز بدخواه خون بر زمین ریختیم
چو بر خسروِ زنگ بستیم تنگ — بخونِ وی از تیغ شستیم زنگ
دگر سوی ایران فرس تاختیم — ز دارای دولت سر انداختیم
دگر در عرب مشعل افروختیم — دلِ منکرانِ عرب سوختیم
ور افتاد رغبت بهندوستان — گلِ فتح چیدیم ازین بوستان
۱۰ درین دم که بندِ قبا را بکین — ق — به بستیم بر چین و خاقانِ چین
اگر سر در آری بفرمان بری — به آزادی از تیغِ ما جان بری
وگرنه بدین هندیِ آبدار — برآرم ز ترکانِ چینی دمار
تو زان تیر نه مشتِ ترکان مپر — بدین تیغِ یکشتِ هندی نگر
به تیر ار ترا موشگافی ست خوی — من از تیغ سر می شگافم نه موی
۱۵ فراوانت تنها جهان خورده — می صاف بی میهمان خورده
کنون کت حریفیست شیر افگنی — حریفانه پیش آی با چون منی
نیوشنده بشنید و بر داشت راه — بخاقان رسانید پیغامِ شاه

جهاندارِ خاقانِ فرخنده بخت | دل آزرده شد زان نمودارِ سخت
همه روز با سینهٔ پُر هراس | رهِ ایمنی راهمی داشت پاس
چو آهوی چین شد ز گشتن ستوه | شکم بردو بنهاد بر تیغ کوه
شکم ناگهان گشتش از تیغ چاک | پُر از نافهٔ مشک شد نافِ خاک
۵ طلب کرد فرزانه را در نهفت | که تدبیرِ او با خرد بود جفت
کشاد از گره قفلِ گنجینه را | برون ریخت اندیشهٔ سینه را
که تا این زمان آسمانِ بلند | نیامد به سیّارهٔ ما گزند
کنون کآمد ابرے ز دریاے روم | که دریا شد از سیلش این مرز و بوم
درین عرصه ترسم خیال ریز د آب | که خورشیدِ ما ماند اندر نقاب
۱۰ دلت کز خرد یافت نام آوری | چه بیند صواب اندرین داوری
که دشمن چو با ما شود کینه جوی | بکوشیم یا باز تابیم روی
جهاندیده کار آزمائے کهن | زمین بوسه زد آمد اندر سخن
دعا کرد اول که با دت زغیب | همه آرزو هاے عالم بجیب
جهان زیرِ فرمانِ راے تو باد | فلک چون زمین خاکپاے تو باد
۱۵ زمن باز پُرسے که فرمود شاه | جوابے که دانم ندارم نگاه
بشرطیکه ز اندیشهٔ حرف سنج | سخن هر چه گویم نیائی برنج
زبان بند کردن ابجد قفل و بند | بسے به زِ گفتار ناسودمند

حدیثی که آن سودمندست و را | ترش گشتن از تلخ باشد خطاست
هر آن طفل کش تلخی ابن فزود | به پیری شود دشنش کان چه بود
طبیبی چه خوش گفت در خاک بلخ | که آب حیات ست دارو ی تلخ
شنیدم که این شاه نوخاسته | سری دارد از دولت آراسته
۵ بهر سو که لشکر به تاراج برد | هم اورنگ بر بود و هم تاج برد
کسی کش ترازو برابر نهاد | زهم سنگیش بر زمین سر نهاد
همین ست ما را نمودار بخت | که با بخت یاران نکوشیم سخت
حریفی به است ارچه در کارزار | ولیکن حریف آزمائی ست کار
ستیزه نه زیباست با زورمند | که بر پیل نتوان فگندن کمند
۱۰ نشاید شدن با توانا بزور | که پولاد سنگین ترست از بلور
فرستاده باید فرستاده | درون نقش بندی برون ساده
که دریابد این درد ما را علاج | دل خصم را باز جوید مزاج
دل آهن آسای دارای روم | بروغن زبانی کند همچو موم
گرش باشد اندیشهٔ آشتی | نیائیم ما هم ز هم داشتی
۱۵ در لطف را چاره سازی کنیم | همه برگ مهمان نوازی کنیم

۲- ق: هر آن- ایضاً- س: چو طفلی کش از تلخی

۶- س: بر زمین او فتاد- ۱۲- ق: دل خسته- ۱۲- ۱۴- م: نیائیم

ورش دل شود ناوک انداختن | ز دینار باید سپر ساختن
همه حال از بختیاری چنین | رضا بهتر از کین بکاری چنین
برآشفت خاقان ز گفتار پیر | شد از غصه گلگون رخش چون زریر
بدو گفت کای پیر شوریده مغز | خلابی نه دیده مکن پای لغز
۵ چه کم دیدی از ما بفرزانگی | در آئین مردی و مردانگی
که با خصم ناکرده دست آزمای | بسوی زبونی شوی رهنمای
اگر جنگ ناکرده طاعت کنیم | ز ملکی بگنجی قناعت کنیم
چو ترسان بود شه ز کین خواستن | چرا بایدش لشکر آراستن
عروسی بود نی شهی آنکه شاه | کشد گرد تخت از عروسان سپاه
۱۰ سنان بهر پیکار کردیم تیز | نه بهر نگون کردن اندر گریز
ز بردست ملک عالم عطاست | بشاهی زبونی نمودن خطاست
کسی کو کلاه کیان می نهد | سر خویش را درمیان می نهد
بشاهی زده پای بر تخت عاج | پس آنگه دهم چون زبونان خراج
چرا سر نیارم به تیغ هلاک | که نام بزرگان در آرم بخاک
۱۵ چه باشد یکی رومی خام و پست | که با پخته کاران شود هم نشست

---

۶ - ق: ز زور اماے - ۶ - ق: بهتدی
۱۵ - س: که با بختیاران

سکندر که می نازد از تخت سر | شد از سخت رایان چنان سخت تر
چو کارش بنقیاد با چون منی | ز آهن دلی گشت روئین تنی
چنان رامش در صف کارزار | که زین سوی عالم نگیرد قرار
سر خار چندان زند دور باش | که آتش شود بر سرش تور پاش
۵ خروسی که مردی کند با خروس | بچنگال شهباز گردد عروس
چو زینگونه لختی بدستور گفت | دل پیر با ایمنی گشت جفت
نیوشنده چون گوش ننهد به پند | خورد گوشمال از سپهر بلند
پس آنگه به آینده داد از ستیز | یکی مشت خاک و یکی تیغ تیز
بدو گفت کانجا بر این هر دو چیز | که هست اندرین هر دو رمزی عزیز
۱۰ بگو آنچه گوئی خطا و صواب | منت زین تبر باز گویم جواب
گر آهن هوس داری اینک بدست | وگر گنج و زر بایدت خاک هست
چو زین راز پنهانش آگاه کرد | رسول خودش نیز همراه کرد
شتابان ز خاقان و حمال راز | رسیدند پیش سکندر فراز
نموداری آورده بردند پیش | نمودند راز آن آورد خویش
۱۵ سکندر بخندید از آن داوری | دران نکته دید از فلک یاوری
به آینده شاه چین باز گفت | که تدبیر ما گشت با کام جفت

ا۔ شد از سست رایان چنین خیره سر + ۔ ق شد از سست پایان جهان سخت تر

زخاقانِ ما کین دو کالا رسید | نمو داری از فتحِ والا رسید
چو دشمن بما تیغ خود خود سپرد | کنون کے تو اند سر از تیغ برد
دگر آں کہ بر ما فرستاد خاک | نشانِ خود از خاکِ چین کرد پاک
گرفتم بفال ایں کہ بے خشم و کین | زمین را بمن داد خاقانِ چین
۵ قوی شد دلِ دولت اندیش ازیں | چہ باشد نشانِ ظفر بیش ازیں
فرستادہ زاں پاسخِ نغز و راز | سر و پای گم کردہ بی مغز باز
ہراساں بدرگاہِ خاقاں شتافت | فرو ریخت پیشش جوابی کہ یافت
بجوشید خاقان و شد خشمناک | خیالِ محابا ز دل کرد پاک
فرستاد فرمان کہ بر عزمِ کار | فراہم شود لشکر از ہر دیار
۱۰ در اقلیمِ ترکاں در افتاد جوش | بر آمد ز بازارِ عالم خروش
ز آبِ الق تا بدریاے چین | چو دریای چین شد ز لشکر زمین
چو گشت انجمن گردِ خاقاں سپاہ | ق | بدانگونہ کانجم بود گردِ ماہ
برافراخت رایت بر آہنگِ رزم | بکینِ سکندر قوی کرد عزم
بجنبید با قلبِ رزم آزمای | چو سیلابِ طوفاں کہ جنبد ز جاے
۱۵ سکندر خبر یافت زاں اژدہا | عناں کرد یکبار بروے رہا
بیاراست قلبِ جہاں سوز را | کہ از دین میخواست آں روز را

۲- ق ۱: خود را سپرد - ۱۰-۱۲ ق ۱: ز اطراف - ق و س ۱: رزم آزمای

بخصم آزمائی علم برکشید — همه دشت در زیر لشکر کشید
بشیر افگنی قصد بدخواه کرد — چو شیری که آهنگ روباه کرد
شتابان دو شه از دو سو بی درنگ — دل هر دو جوشان ز صفرای جنگ
چنین تا زمین در میان تنگ ماند — میان دو لشکر دو فرسنگ ماند
۵ اجل فتنه را کارسازی نمود — یزک بر یزک دست بازی نمود
فرود آمدند از دو جانب دو شاه — کشیدند تا آسمان بارگاه
چو مه لشکرآرای شد بر سپهر — زمین در میان کرد شمشیر مهر
برآورده شب چتر عباسیان — نگون کرد رایات شماسیان
طلایه برون آمد از هر دو سوی — بجاسوسی یکدگر گرم پوی
۱۰ فروماند غوغای لشکر ز جوش — بگردون شد از پاسبانان خروش
سکندر جهاندار لشکرشکن — همه شب چو مه بود در انجمن
همی کرد ز احسان اسکندری — بمقدار هر کس نوازشگری
بهر لشکرآرای و هر مرزبان — گهی تیغ میداد گاهی زبان
فرو رفته هر کس ز سودای خویش — در اندیشهٔ کار فردای خویش
۱۵ ز یاد سنان سینه می شد خراش — همی زد مژه خواب را دورباش
یکی رخت می بست بهر گریز — یکی تیغ و پیکان همی کرد تیز

۱۴ا — متن: فرمائے

یکی دامن از عالم افشانده بود | یکی در غمِ جانِ خود مانده بود
بسی مرد و نامردِ یابی بجنگ | که همسایهٔ موش باشد پلنگ
همه کس بازار جوید نبرد | ولی گاهِ مردی شناسند مرد
نه در کوی جنگِ سواران بود | که هنگامهٔ مشت خواران بود
۵ شهِ چین دگر سوی با اهلِ راز | به تدبیر فرد است دهٔ کارساز
خزینه ز گنجینه پرداختہ | درِ بارگہ را برانداختہ
ز زر تودها بر فلک بُرد سر | بیک سوی آهن بیک سوی زر
همی جست مردانِ پولاد سنج | باندازهٔ مرد میریخت گنج
چو از زر گران شد ترازوی شاه | به آهن قوی کرد بازوی شاه
۱۰ بدینگونه از شام تا صبحگاه | بزر آهنین کرد پشتِ سپاه
حشم را از زر ساخت باید زره | که اول بود فالِ فتح از گره
چو تو قفلِ خود را ندانی کشاد | درِ دیگری کے توانی کشاد
بیا ساقی آن جامِ شادی فزای | که بنیادِ غم را در آرد زپای
بمن ده که راحت بجانم دهد | زخون نابهٔ دهر امانم دهد
۱۵ بیا مطرب آن بربطِ خوشنوا | که بی‌مغز تیش مغز را شد دوا
بزن تا که بر باید از مغز هوش | بدل جانِ تو ریزد از راهِ گوش

۲- بسی : بینی - ۶ تن یابی ۱۲ ۱۲ چوں توانی

گفتار در دواد و توسن فتح که عنانش در قبضهٔ
قدرت فتاح مطلق مقید ست تا در طرفی که جولانش دهد
مجال سر پیچیدن نباشد و جهد مجاهدان تا در جهاد شمشیر
هندی را محرابی کنند و ذوالفقار هندی را تیغ

حطب سازند

چو فیروزی مرد گردد پدید | در چاره را زود یابد کلید
زمین را بهر سو که پیچد عنان | گل فتح چینند ز خار سنان
۱۰ بهر جا که شمشیر بیرون کشد | سر خصم زان آب در خون کشد
بچشم بد اندیش در کارزار | یکی صد نماید نه بل صد هزار
ولی مرد باید بجولان خویش | که بر گیرد اول دل از جان خویش
چو مردم ز سر نا هراسان بود | سر افگندن دشمن آسان بود
کسی کز سر خویش ترسد بجنگ | سر دیگری کی در آرد بچنگ
۱۵ کسی را که دل شیر مردی دلیل | اگر پشه باشد خورد خون پیل
نه بیش از کلنگ ست شاهین بزور | که سیلی زنانش رساند بگور

---

۸ — نسخه ج ، ۱۰ — سر: ببرید

ولی گر عدو گشت در خوف غرق — مگس را اندر سیمرغ فرق

غلیواز ازاں گشت مردارخوار — که مشکل بود زنده کردن شکار

چو از خون نه شد دست رنگین بجنگ — به آبِ حنا بایدش کرد رنگ

تو گر بر عدو دست و پاے نهی — نه هست او هم از دست و پائی تهی

۵ سر آنکه تواں ز آبِ بیگانه شست — که از خونِ خود دست شوئی نخست

چو در خیلِ بدخواه تیغ آبری — گر از جاں هراسی چه کالا بری

نه زیباست بر مردِ با ترس و بیم — زن گوز زر باش و خفتاں بسیم

خرِ مانده گر ریش نالاں بود — چو سودا ر زدیباش پالاں بود

چو کاهل بود ناقه در خاستن — نشاید بجلهاش آراستن

۱۰ بسا خود نمایانِ بیهوده گوی — که باشند در بزم گه رزم جوی

کسی را که مردی بود اندکے — اگر صد کند زاں نگوید یکے

ز نیروی می لاف گردن زنی — زنی داں نه نزدیکِ داں زنی

چو در کرده گفتن خجالت بود — بنا کرده گفتن چه حالت بود

چو تیغت ندارد زباں در مصاف — مکن زخمِ تیغ زباں ابلاف

۱۵ بشمشیرِ پولاد به دست برد — که از خنجرِ گوسپیں کس نه مرد

نگر گر پئے خود نمائی و نام — نگردی بخونریزِ خود تیز گام

گهِ جنگ پرهیز باید فزوں — ولیکن بخنداں که مانی زبوں

دلیری به هنجار کردن نکوست — چو کار او فتد کار کردن نکوست

به هنجار کن ساز هر پیشه‌ای — که ناید فن سوزن از تیشه‌ای

بجای که هنجار باید نه زور — شود شیر بیجان در دست مور

نه آسان توان رفت پیش دلیر — که دشوار دیدن توان روی شیر

۵ شتابنده کش نه باشد درنگ — ز بی سنگیش پا در آید بسنگ

درنگی که آن نیز بر جای نیست — عدو را قوی کردن از رای نیست

شتاب و درنگی هنگام خویش — سلامت دهد مزد انجام خویش

دلا در که نه بود سلاح آزمای — ز بی دستی خود در آید ز پای

چو کوشنده در کین بود خشم ریز — بود تازیانه بکف تیغ تیز

۱۰ چرا باید آن ترکش و تیغ بست — که دشمن به سیلی ستاند ز دست

بزرگی چه بینی بشاخ گوزن — که شیرش بناخن کند پست و زن

چو لشکر بود نصرت افزون بود — به تنهایی پیش صد چون بود

چو دستت سبک نیست در داوری — کند تیغ تو خصم را یاوری

سپه را بود تیغ و جوشن پناه — بود جوشن و تیغ شاهان سپاه

۱۵ فروزان شود گرچه آتش ز باد — چو یک شعله باشد نیارد ستاد

یکی تیر کاسانش دانی شکست — چو باده شود چون توانی شکست

---

۱۶ - ق: کے

ولیکن همه کوشش اندر قتال
زپیرایهٔ تیغ باید جمال

مشو شیر گیر از کمند و کمان
که بستاین می از شیشهٔ آسمان

برزم ار ز فیروزی آید شمار
کاجی ز کوهی برآرد غبار

وگر یار نبود ظفر بر تنی
سنان کارزند همه سوزنی

۵ دلیری که نصرت بود یار او
نیارد کسی تاب پیکار او

ازان روی شیرست هیبت فزای
که فیروزمند آفرینش خدای

نترسد ز نخچیر آهو کسی
ز را هم شوند ارچه یکجا بسی

زهی دولت مرد فرخنده عزم
که نصرت بود یار آدر و فیروزم

نیاید ز جهد این سعادت بجیب
که ناگه پدیدار گردد ز غیب

۱۰ حکایت پادشاهی که بنام سنجر کوس میزد و نوبتش
به نوبت گاه سنجر رسانید

شنیدم که سنجر ز بخت بلند
چو شد بر لبی ملک فیروزمند

ازانجا که رایت بر اختر کشید
سوی خسرو روم لشکر کشید

۱۵ رسید او هم از پیش بر عزم جنگ
مگر آبی اندر میان بود تنگ

برود اندر از گرمی آفتاب
بدان آتش تیز میدا و آب

۲- ق۲ پیرایه تیغ

رسید از صفِ سنجرِ سخت کوش | خروشیدنِ با دیانش بگوش
شہِ رومیان داشت فحلی بزیر | دونده چو آہو جہنده چو شیر
بہ تندی در دل اندکی سرخیال | کہ کوشنده را البتہ از کف عنان
بیک چشم زد تا کنارش ببرد | بہ بنگاہ خصم آشکارش ببرد
چو سنجر زبختِ برومندِ خویش | بداندیش را دید در بندِ خویش
ازاں فتح از بس کہ دل شاد کرد | بشکرانۂ فتحش آزاد کرد
تو مردانہ کن رخشِ ہمت رواں | گرت فتح باشد خود آید دواں
گرت ہست بازوی ہمت دراز | در آغوشِ تست آنچہ داری نیاز
وگر ہمت بر شکستن نشست | خود افگندی اندر صفِ خود شکست

کمند افگندنِ سکندر در خرگاہ کرّہ شموس یعنی کنیزک

چینیی دران طویلہ طویلش بستہ دربارگاہِ حشمتِ خویش آوردن و کشادنِ سلاح و نازکیش را معلوم گردانیدن و نوازش کردن و میدان یافتنِ آن ماہِ لطافت و جولانگی خویش را دست و پا نہادن و حیران شدنِ اسکندر در نزاد

۶- ق: ازاں پس کزاں فتح دل شاد کرد

اووا اورا از برای خویش خوش کردن

گهرسنج تاریخ اسکندری | چنین ریخت از نامهٔ دُرّ دری
که چون گشت عزم دو خسرو درست | که باید پرستش کمر کرد چست
۵ همه شب در اندیشهٔ کارزار | نمودند تا روز ترتیب کار
چو صبح از افق تیغ بیرون کشید | همه دامن چرخ در خون کشید
درافگند شبدیز ظلمات نعل | بپوشید خورشید خفتان لعل
سکندر جهانگرد کشورکشای | بآرایش لشکر آورد رای
صطرلاب سنجان موزون قیاس | باندیشه گشتند ساعت شناس
۱۰ بوقتیکه با فرخی یار بود | ق | نظرها بطالع سزاوار بود
برآمد بر آهوی توسن دلیر | چو خورشید رخشنده بر پشت شیر
بگردون شد از نای زرین خروش | بدریای لشکر در افتاد جوش
دگرسوی خاقان لشکرشکن | چو کوهی سر افراخت شد تیغ زن
هزاهز درآمد بهر دو سپاه | روارو برآمد بخورشید و ماه
۱۵ علم سر زعیّوق برتر کشید | سنان چشم پیکان را برکشید
بیابان همه بیشهٔ شیر گشت | جهانی پر از تیر و شمشیر گشت
زلرز زمین زیر قلب روان | در اندام گاو آرد گشت استخوان

۶ - س ۱: خور - ۱۳ - س ۲: آن پیلتن - ۱۷ - س ۱: قلب گران

غبارِ زمین کلّه بر ماه بست | نفس را درونِ گلو راه بست

جهان گشت روے هوا گردناک | که سیاره گم کرد خود را بخاک

زموجِ سلاح و ز گردِ زمین | گلین آسمان شد زمین آهنین

یلان بند بر بست برآبِ تیغ | که بے بند عالم نگیرد چو میغ

۵ رسیده ز تیغ آبِ شان تا کمر | همان آب بدخواه را تا بسر

سپاه از رهِ موج میزد به اوج | چو دریا که بادش درآرد به موج

بدریاے آهن جهان گشت غرق | هوا پُر ز میغ و زمین پُر ز برق

ز زوبین و پیکانِ سبز و سپید | جهان گشت پرسوسن و برگ و بید

ز بانگِ حیونانِ گیتی نورد | شده پُر صدا گنبدِ لاجورد

۱۰ خرامیدنِ بادپایان بگشت | تزلزل درافگنده در کوه و دشت

عرق کردنِ توسنان در تب و تاب | ز طوفانِ آتش روان کرد آب

شراره که زد نعلِ هنگامِ رو | ستاره برون ریخت از ماهِ نو

نمانده امان زیرِ پیروزه کاخ | اجل را شده دستگاهے فراخ

نفیرِ زه از چاشنیِ کمان | شده چاشنی گیرِ جانِ هر زبان

۱۵ بلا زین بناوک بر انداخته | چو طفلان زِ نے بارگی ساخته

گره بر گره دستِ پیکان زنان | زره بر زره پشتِ روئین تنان

ز رخشیدنِ خشتِ زهر آبگون | شده زهرهٔ مردِ بد زهره خون

ز هر سو سنانهاے خارا گزار | فرو بسته راهِ سلامت بخار

ز تیر و سپرها که برکار بود | بیابان نیستان و گلزار بود

---

۱۴ - ق۱ - بداں

بزیرِ سپر تیغ رخشاں بتاب — چناں کز تہِ برگِ نیلوفر آب
درخشندہ شمشیرہائے بنفش — زدیدہ بصر می ربود از درفش
خروشیدنِ کوس رویینہ کاس — فلک را ز زخمہا کردہ طاس
سپہ از علمہا شدہ سایہ دار — دلیراں بر آشفتہ دیوانہ وار
بہ سینہ نو شدہ کینہا — گریزاں شدہ رحمت از سینہا
جدا گشتہ دلہا ز پیوندِ خویش — پدر تشنہ خونِ فرزندِ خویش
دو لشکر نگویم کہ دو کوہ قاف — رسیدند در جلوگاہِ مصاف
سوئے میمنہ در صفِ رومیاں — زریوند گیلی کمر بر میاں
قباد از سوے میسرہ گرم پوے — برآوردہ یک رویہ تیغِ دو روے
دوالِ ملک دریزک پیش رو — دوالِ عناں کردہ در خوں گرو
بپرواز خیلِ فرنگ از جناح — بساقہ شدہ خونِ مصری مباح
بقلب اندر اسکندرِ نامدار — شدہ گردش از خشتِ آہن حصار
گروہے زپیوند واز خویشِ او — بجاں ایستادہ پس و پیشِ او
صفِ چینیاں نیز بر عزمِ کیں — بجوش آمدہ ہمچو دریائے چین
یزک دار در پیش تاتاریاں — بخوں تشنہ چوں چشمِ فرخاریاں
سوے راستاں کرد فغفور خاست — امیرِ ختن سوئے چپ گشت راست
قراخاں بساقہ شدہ سخت ساق — تبت را سوئے جناح اتفاق
بقلب اندروں شاہِ توراں گروہ — بگردش صفے بستہ ترکاں چو کوہ
چو گشت از دو جانب صف آراستہ — سلامت شد از راہ برخاستہ

سواری بگرمی چو سوزان درخش | ز صف سکندر برون راند رخش

فرنگیش نامی که در دار و گیر | سپاهی شکستی بیک چوبه تیر

کشان در زمین نیزهٔ هژده بند | بکوهی زده هژده پیچ کمند

پلنگینه پوشی که در روز جنگ | نه شیرش بچشم آمدی نی پلنگ

٥ بر آیین مردان بصحن نبرد | همی کرد جولان و میخواست مرد

نخست آفرین کرد بر کردگار | که فیروزی از ویست در حمله کار

پس آنگه دعای جهاندار گفت | که شمشیر او باد با فتح جفت

وزان پس زبان تیغ فولاد کرد | ز پولاد هندی سخن یاد کرد

که از موکب لشکر آرای روم | سوارے غریبم درین مرز و بوم

١٠ گرامی کشند دل بمهمان خویش | که نزل غریبی کند جان خویش

کسانیکه هستند ازین فن بلاف | در آیند بسم الله اینک مصاف

چو رومے بدینسان و مید آتشے | برون آمد از چینیان سرکشے

بتنگوی نامی چو غرنده شیر | نهنگی بدست اژدهاے بزیر

بحمله سوی رومی آورد روی | نترسید از رومی کینه جوی

١٥ عنان در عنان هر دو در تاختند | سنانها بیک دیگر انداختند

چو بودند هر دو هنرمند چست | خراشے نیامد کسے را درست

١- ق ا: درخشان - ١٢، ١٣- س ل: پلنگوے

نمودند بسیار جولانگری | کسی را نبود از هنر برتری
ز نیزه به شمشیر بردند دست | هم از هر دو تن تارِ موی نخست
بدشمن فریبی یلِ روم زاد | گریزان شد از پیشِ چینی چو باد
بدنبالِ او چینیِ گرم کین | ز گرمی بابرو درآورده چین
٥ چو نزدیک شد تا ز تیغِ چو برق | گریزنده را از خشم ریزد بفرق
در انداخت رومی کیانی کمند | کمرگاهِ چینی در آمد به بند
چنان کندش از بازوی زورناک | که بر بود از باد و دادش بخاک
همیرفت پویان یلِ شیرگیر | به خاک اندرون شیرِ جنگی اسیر
به اسکندر آمد سوارِ دلیر | شکارِ خود افگند در پیشِ شیر
١٠ ملک را خود آن فالِ فرخ نمود | که فتح اول از سوی او رُخ نمود
بسی گنج دادش بفرخندگی | غنی کردش از گنج بخشندگی
چو لشکر بدید آن نوازشگری | بکین لشکری گشت هر لشکری
برون آمد از میمنه پُردلی | پُر از آتش و بادش آب و گلی
بر جوشنی سبز چون نوبهار | بزیر ابلقی تند چون روزگار
١٥ حمائل در افگنده تیغی بدوش | حریریش بر سر چو پرِ سروش
کمان بسته و ترکش آراسته | جوان شیری از نیستان خاسته

٧- س ن: بر بودشش

چو آشفته دیوے بدیوانگی | در آمد بمیدانِ فرزانگی
خدا را چو در دل نیایش نمود | خداوندِ خود را ستائش نمود
بس از پیش دستی سخن پیش کرد | حدیثِ تنومندیِ خویش کرد
که لشکرشکن طردِ رومی منم | که در حملهٔ لشکری بشکنم
۵ بهم دوزم از شستِ پیکان کشای | بسی چینیان را چو چینی قبای
که دارد سرِ من بکین گستری | که تا بےسری بیند از همسری
چو زین گفتنِ پر تهی گشت مرد | سراندازی از چینیان گشت فرد
فرس اندر طرو چون اژدها | دلاور نگردش رسیدن رها
بیک ضربتش در عدم راه کرد | اجل را بدو راه کوتاه کرد
۱۰ دگر چینیی تاخت مردے بجنگ | بدانسان که بر صیدِ ماهی نهنگ
به تندی برآورد بالای دوش | یکی گرز تیش پهلو و هفت جوش
چو بر طرد شد تا شود مردکوب | گِه کوبش آهن برون شد ز چوب
بشمشیر تا دست یارد شتاب | ز شمشیرِ طردش گذشت از سر آب
برون تاخت دیگر سواری دلیر | برو نیز شد طردِ بازنده چیر
۱۵ قلم کردش از تیغ سر تا زین | نبشتش ز خون حدیثِ لم یکن
برینگونه تا هفده ترکِ دلیر | ز پولادِ هندی در آمد بزیر

۲- س ل، خدا را الغیبد دل -- ۱۳۱۰ - ق: دست دبازد

دگر چینیی تا گه نیم روز | نیامد برون تا شود کینه توز

فرستاد خاقان به نیروی خویش | دلاور سواری ز پهلوی خویش

نبرد آزمائی کنیفوی نام | کز آسیب او کوه گردی خرام

برون آمد آزاد سروی چو بید | چو بر پشت طاوس باز سفید

۵ ز هر هنر بسته به از هر لاف | سلاحی که کار آید اندر مصاف

بچشمش نیاورد طرد دلیر | کشیده کمان سوی او شد چو شیر

نیفگند تیر و نه بر جا رسید | ز پولاد جبّت و بخارا رسید

یل چینی از جوشش صفرای خویش | برون راند رخش سبک پای خویش

چنان زد سنان در تهی گاه طرد | که از باد پا او فگندش بگرد

۱۰ روان شد یکی دیگر از قلب روم | چو سردی ز پولاد نخلی ز موم

بیک ضربت نیزهٔ سینه دوز | بر او نیز شب گشت رخشنده روز

دلیر افگنی دیگرش گشت جفت | بیک جنبش او نیز در خاک خفت

چنین تا چهل مرد سخت کوش | ز یک مرد چینی تهی شد ز هوش

دگر هیچ کس را نیامد هوس | که در معرکه پیش راند فرس

۱۵ سکندر که دید آن چنان دستبرد | چو آتش برافروخت چون یخ فسرد

چو شمشیر خورشید شد در نیام | برون تاخت او هم سپهدار شام

٦- س۲: آن تند شیر - ۱۲- س۲: ز یک مرد چینی روان شد ز هوش - ۱۶- ق۱: لشکر

زشب سایه بر چرخ والا رسید — علم زیر شد سایه بالا رسید
دو لشکر زکوشش عنان تافتند — سوی بنگهٔ خویش بشتافتند
طلایه برون شد ز هر دو سپاه — شبیخون بدخواه را بست راه
سکندر که زانگونه فیروز بود — همه شب در اندیشهٔ روز بود
۵ که فردا کرا پیش آید بجنگ — که پهلو زند با دلاور نهنگ
حریفان در آن بازی اندیشه مند — که بر پیل با بیت بیذق فگند
وزان سوی خاقان ز بس چیرگی — شتابنده در خون بصد خیرگی
همی کرد بخشش سر اندازرا — همی داد دل مرد جانبازرا
اگر خفته و گرچه بیدار بود — همه شب در اندیشهٔ کار بود
۱۰ چو در گنبد آمد براق سپهر — بهرّا ز زرین بیاراست چهر
چنان خورد شبدیز ظلمات دم — که نعلش بیفتاد و مسمار هم
دگربار شیران بجوش آمدند — بشیرافگنی در خروش آمدند
کشیدند از قاف تا قاف صف — بکوشش نهادند جانها بکف
۱۵ دو خسرو میان دو قلب سپاه — چپ و راست گردان لشکر پناه
هماں پر دل دینه بر عزم کار — برانگیخت از صحن میدان غبار

۷- س۱: چیرگی - ۷- ق۲: شتابنده در کین
۷- س۲: بصد تیرگی

سنانش ز خونریز پیشینه لعل — به پولاد غرق از کله تا به نعل

چو خود را و خاقانِ چین در استود — بمردی مبارز طلب کرد زود

سواری برون آمد از روسیان — سپر بسته پس چست کرده میان

بگرمی بر آهیخت چون برق تیغ — که برق از نفس آب گشتی چو میغ

٥ نگاور سیاهی بزیرش چو دود — برآورد سر بر سپهرِ کبود

بگردن زنی تاخت بر همستیز — بینداخت بر گردنش تیغِ تیز

کنیفوی تا زنده خم خورد و جست — بزد نیزهٔ و پهلوش را شکست

گذارا شد از پشتِ رومی سنان — ز دستش برون رفت یکسر عنان

دگر خونفشانی بخون جوش کرد — همان شربتِ اوّلین نوش کرد

١٠ نبرد آزمای دگر حمله برد — هم از مردیِ مردِ مردانه مُرد

چنین تا درید آن هزبرِ جوان — بنه حمله پهلوی نه پهلوان

دگر در سرِ کین نیفتاد پیش — که با همسرِ خود نهد پای خویش

سکندر بر آشفت زان داوری — که گم گشتش از یاوران یاوری

ز لشکر دلی بشکند خون بود — دلِ لشکری بشکند چون بود

١٥ حریفی ار به شطرنج شد چیره دست — بباز ندهٔ چابک آرد شکست

بساطِ دلیری که بی رنج نیست — ببازی کم از نطعِ شطرنج نیست

٣- س۲: به بر بسته چین - ١٢- س۱: در سرِ کس

گر از یکه با شیر دنداں کشد | دل از سینهٔ شیر خنداں کشد
چو بازوی کوشندگاں گشت سست | مهینِ سواراں عناں کرد چست
به تندی بر دں حبت گاه ز دشتاب | برآں موجِ آتش چو دریاے آب
سرآنِ سپه پور رش انگیختند | همه در عنانش در آنگیختند
۵ بصد عذر گفتند کای تاج بخش | تو خورشیدِ ملکی مجیحن درخش
بسے دشمن و دوستاند در سپاه | بدین دوست ردے ز دشمن مکاہ
بود پادشاہم چو کوه از شکوه | قیامت شود چوں بجنبید کوه
اگر صد سر از پا بیفتد ز جاے | تو داری جهاں را بکیسر بپاے
وگر موے از فرقِ تو کم شود | خرابی به بنیادِ عالم شود
۱۰ یک امروز بنمای در کین درنگ | که فردا شود بر عدو کار تنگ
بدین داوری شاه را داشتند | عنانِ وی از دست نگذاشتند
چو در پردهٔ خواب رفت آفتاب | رواں کرد شب پردهٔ ارژنِ خواب
مکلل شد ایں نطعِ نیلوفری | چو دیبا براورنگِ اسکندری
دو لشکر سوے خانه گشتند باز | بساطِ وفارا نوشتند باز
۱۵ طلایه رواں شد بگردِ سپاه | تباقی به پیرامنِ بارگاه

---

۹ - سں. اگر صد سر از پا بیفتد زجاے + تو داری سراسر جهاں را بپاے

۱۵ - سں: بادشاه

همه بر شد از پاسبانان نفیر — شد از گوشه گیری فلک گوشه گیر

همه شب سکندر بجوش اندرون — ز خشم بد اندیش میخورد خون

همی گشت زان دشمن خیره جنگ — بسودا و صفرا ز رنگی برنگ

ز گرمی برانگونه کز برق میغ — همی کرد آشام زوبین و تیغ

۵ ز خجلت دلیران درگاه نیز — طمع بر گرفته ز جان عزیز

بر آن دل که فردا چه ساز آورند — که بدخواه را سر بگاز آورند

چو اسکندر صبح بر شد بلند — در انداخت بر کنگر مه کمند

شد از رنگ سرخی سر کوهسار — چو پیشانی پیل شنگرف وار

یکه نر سپهدار چین از غرور — زمین کرد چون عرصه گاه نشور

۱۰ بعزمی که بر فتح گشتش دلیل — شد از خانهٔ زین بصندوق پیل

سوی رزم گاه آمد آراسته — نهیب حریف از دلش خاسته

دگر جانب اسکندر شیر زور — بتندی چو شیران بنخچیر گور

نه بیم از خدنگ و نه باک از سنان — قضا را بتسلیم داده عنان

بجنبید و آمد بسوی مصاف — بسختی پی افشرده چون کوه قاف

۱۵ چو شد هر دو لشکر بترتیب راست — حریف از دو سو یکدگر مرد خواست

برون زد یکی چینی سخت کوش — سپر در پس و درع چینی بدوش

خرد پیر بود و بمبارز جوان — فرس پخته و خام برگستوان

زپولادِ چیں ناچخے دہ منی | بگردن براز بہرِ گردن زنی
در آمد بمیدان و جولاں نمود | نمودارِ دعویٰ فراداں نمود
بروں آمد از قلبِ رومی یلے | برآورده تا آسماں ہیکلے
بزور و توانائی آہرمنے | ببازوی پولاد روئیں تنے
۵ یکی حربہ در دستِ خاراشگاف | کہ بگشادی از نیفۂ کوہ ناف
رسید و ز واں حربۂ نامدار | بسر ناچخی نیز خورد استوار
ہم او را سر از ناچخ آمد بگرد | ہم ایں خفت برجای کاں حربہ خورد
فتادہ بیک جا دو رزم آزمای | بجا بودہ و ہر دو رفتہ زجای
ز رومی دگر جستہ ساز کرد | بصحرای کیں رفت و پرواز کرد
۱۰ عمودی بگردوں برافراشتہ | کہ بے ستوں بر ستوں داشتہ
براو تاخت چینی سواری چو پیل | زدہ جامہ در ماتمِ خود بہ نیل
فراگندی از زرق کشیدہ بتن | کہ ہم جوشنش بودی و ہم کفن
یکے نیزۂ بیدِ برگِ سپید | سناں بر سرش رستہ چوں برگِ بید
چو بر یکد گر در نبرد آمدند | ز لرزِ زمیں زیرِ گرد آمدند
۱۵ بہ سختی کہ زد رومیِ سخت زور | سرش را در آخر گہش کرد گور
برا ینگونہ دہ چینیِ تیز کیں | زجاں پاک گشتند چوں نقشِ چیں

۵ - س ل : نیمہ کوہ قاف - ۱۳ - ق ا : برکف

دگر تا شب از چینیان زبوں | بمردی سوارے نیامد بروں
سپر چوں برآب او فگند آفتاب | برآورد مه ناچخ خود زآب
شب تیره در صحن زنگار گوں | چو هندوی ناچخ زن آمد بروں
دو لشکر به لشکرگه آمد فراز | یکی سرنگوں دیگری سرفراز
۵ سکندر را زاں خیرگیهای بیش | شکیبا نشد و لختے آمد به خویش
چو شب پرچم خویش در خوں کشید | زمیں طاس خورشید بیروں کشید
شعاعی که رفت از افق تا بدور | برد نیزه بالا سنانهای نور
دو دریا دگرباره جوشنده گشت | بهر سوی سیلے خروشنده گشت
ازاں سیل کآفاق را درگرفت | کراں تا کراں فوج و لشکر گرفت
۱۰ زجولانگه رومیاں بیدرنگ | کتابون رومی بروں شد بجنگ
ملوکانه ترتیبے آراسته | پلنگے زکوه رواں خاسته
بکف کرده قلابی الماس گوں | کزاں پیل را در شیدی نگوں
بمیداں شد و چالش آغاز کرد | به تحسین خسرو زباں باز کرد
چو لشکر سکندر به آواز گفت | بنام آوری نام خود باز گفت
۱۵ قرا نام چینی سیلے پرستیز | اجل را زباں داده از تیغ تیز
همی خورد بر جان رومی دریغ | بگردش در آمد چو بارنده میغ

۱۱- سں وق ۲: گراں - ۱۵- سں ۱ قراخاں -

به تیغی که بر وی زد از زورِ دست | قزاگند بدرید و اندام خست
چنان در همی انداخت قلّاب را | که چون بُز در آویخت قصّاب را
بزخمی گریبان گهش چاک زد | ببالا بر آورد و بر خاک زد
قرارا چو در خود قراری نماند | دگر بیقراری فرس پیش راند
۵ ازان دست زخمِ گرز انگیخته | شد او نیز بر کنگر آویخته
دگر رهزنی کرد زان سو شتاب | شد او نیز زان زخمهٔ گرز بجواب
برینگونه تا سیزده پیلِ مست | بزخمِ گرزک دست در خون نشست
دگر راست بازی نکرد ایستاد | که گرز باز را کز تو اند نهاد
چو قلّابِ سیم از کمین زد هلال | بخون غرق شد ترکِ چینی جمال
۱۰ شهاب از سرِ نیزهٔ دیو سوز | شد آتش فگن در سلیمانِ روز
دو لشکر بمنزل شدند از مصاف | گروهی بخجلت گروهی بلاف
همه شب غنودند تا صبح دم | ازین سو بشادی ازان سو بغم
جهان را چنین فتنه با هر سریست | که رنجِ یکی راحتِ دیگریست
بط از بیم چون ساز د آواز را | نوای چکاوک بود باز را
۱۵ به تشویشِ جان رهها بقرار | ملک را تماشاگان را شکار
دگر روز کاشقر برون تاخت مهر | یک اسپه روان شد بروی سپهر

۱- ق: قلّاب دار - ۲- ق۲: که بز را بر آویخت قصاب دار-

کمانِ مهِ نو که شد جفتِ تیر — کشیدن نیاراست گردونِ پیر
دو خسرو دگرباره گشتند تیز — سلامت شد از چارسو در گریز
کشیدند صمصام مرد افگنی — ز روئین تنان شد زمین آهنی
همان پیلِ جنگی کتابونِ گرد — عنانِ نبرد اژدها را سپرد
۵ بدستش همان رمح قلاب دار — بخونریز هم تشنه هم آبدار
همان سر فگن تاخت از چینیان — که سر پیش ازان ور پیشینیان
به تندی فرس بر کتابون فگند — ز حمله تزلزل به هامون فگند
کتابون در افگند قلاب را — که بر سیلِ آتش زند آب را
چنان تیغ زد چینیِ تیزگرد — که خطی قلم گشت در دستِ مرد
۱۰ چو قلاب را قلبه زد چنان — که هم نیزه بیکار شد هم سنان
بزد بر کتابون چنان برقِ تیغ — کز و خون روان شد چو باران ز میغ
رگِ گردنش موج زد بر تنش — همه خونِ او کرد در گردنش
کتابون گلوی ز شمشیر چاک — ز توسن بغلطید در خون و خاک
خروشی از صفِ چین بر آمد بلند — دلِ رومیان خسته گشت از گزند
۱۵ مهِ رومیان چون چنان دید حال — که لشکر هراسنده شد زان خیال
بدل دادنِ لشکرِ ناشکیب — گران کرد بر خنگِ ختلی رکیب

---

۱۴ - س۲: تندزان ۱۵ - م و س۱: شه - ۱۵ - س۲: قتال

بخواهش گری نامدارانِ عهد / عنانش گرفتند و کردند جهد

که شاها تو شمعی مجه چون شرار / به پروانگی کار بر ما گذار

چو باشد بسی باشه پرواز را / چرا رنجه باید شدن باز را

گر از ما برآرد جهان رستخیز / از آن پس تو دانی و شمشیر تیز

۵ وگر جامهٔ دشمن افتد به نیل / به فیروزیِ شاه باشد دلیل

بسی زین نمط گردنانِ سپاه / سخن‌ران کردند ز اخلاصِ شاه

چو بود آتشِ لفظ را شعله تیز / فروزنده‌تر گشت از آن آب ریز

عنان بستد و داد پوینده را / قدم پیش زد راه جوینده را

چو شیران برآهیخت سبلت دلیر / دلِ خصم را داده زان موی شیر

۱۰ تبارک ز پولادِ مغفرش کُلاه / فرس خنگ و برگستوانش سیاه

بقامت یکی جوشنِ بی بها / کمندی بکف کرده چون اژدها

جوانمرد چینی که مغفر ربود / شکستِ خود از خاطرش دُور بود

نه کرد التفاتی بر آن شیرِ تند / که جوشِ دلش را تقاضا کند

بگردش درآمد سکندر بکار / بگردندگی گشت چون روزگار

۱۵ کمند آن چنان کرد بر تاب سخت / که کند از بُنِ آن خسروانی درخت

کشانش سوی لشکرِ خویش بُرد / هزیمت بقلبِ بد اندیش برد

۶- سل: پردلاں

برآمد یکی غلغل از رومیان | بخون جست کردند هر سو میان
چو خاقان چنان دید رفت از شکوه | بجنبید با لشکری همچو کوه
به تندی سوی رومیان حمله برد | بخونریزی و کین کشی پی فشرد
سکندر چو بدخواه را گرم دید | بکوشش نه هنگام آزرم دید
٥ سلیمان شد و باد را راند زود | چه با دیگه هم پو و هم باد بود
سلیمانیش بین چو خنجر کشید | فرو رفته خورشید را برکشید
صف روم را تیز آواز داد | فرس را بجولان عنان باز داد
دو دریای جوشان بهم باز خورد | قیامت در فتنه را باز کرد
سواران عنان در عنان تافتند | یلان روبرو تیز بشتافتند
١٠ زبس یکدگر چالش انگیختند | زمین و فلک باهم آمیختند
غو کوس کآرامش از دل ربود | در افگند غلغل بچرخ کبود
دهل زان تهی مغزی کاندر وست | سخن گفت با فتنه در زیر پوست
زجوشش درون مرد را پی به پی | زهر موی خون جست بر جای خوی
هزاران تیر باران که آمد فرود | پلارک همی گشت و جان می ربود
١٥ زباران تیر و زتیزاب تیغ | بناهای گل رخنه شد بی دریغ
دو روزن که پیکان زهر تن کشاد | دو دروازه مرگ در تن کشاد

١- س ٢. تو گفتی نهادند جان در میان -- ١٠- ق. زبس گرد کز خاکش انگیختند-

سبک مرگ مهماں شد از یکدرش ❊ بروں رفت جاں از درِ دیگرش
ز شمشیرِ چاک افگنِ تابناک ❊ برآمد ز هر جا بنی چاک چاک
طراقِ سر از گرزِ فولاد بند ❊ همی خواند اجل را به بانگِ بلند
مشبک شده سینها از سناں ❊ بلا زاں مشبک تماشا کناں
۵ ز غلطیدنِ کشتگاں در مصاف ❊ شده پشته بر پشته چوں کوهِ قاف
سراسر شده روی صحرای چیں ❊ زبس نقش بیجاں چو دیبای چیں
بهر سو ز آواز زاغِ کماں ❊ شتاباں شده کرکساں ز آسماں
ز تنهای صد پارهٔ و شاخ شاخ ❊ شده طعمهٔ گرگ و روبه فراخ
هراسندگان را دراں رستخیز ❊ شد از سیلِ خوں بسته راهِ گریز
۱۰ بکوشش دلیرانِ شمشیر گیر ❊ برغبت دواں پیشِ شمشیر و تیر
سکندر خود آشفت چوں اژدها ❊ عناں کرد بر صیدِ شیراں رها
بهر حمله کز خشم بر زد سری ❊ شگافی در افگند در لشکری
براں تن که زد خنجرِ کینه کوش ❊ رواں شد سرش پای کوباں ز دوش
بهر سو که شمشیرِ او کار کرد ❊ یکی را دو کرد و دو را چار کرد
۱۵ چو دشمن دوئی در سرِ خویش داشت ❊ زمانه سرش را هماں پیش داشت
چو خاقاں نگه کرد کاں پیل زور ❊ بسی شیر را کرد مهمانِ گور

۱۲- قا: زد بر ۱۳- قا: سخت-

به تندی بر آن پیل تن اند پیل | چو ابری که آید بدریای نیل
در انداخت خرطوم را پیل مست | که در شیر جنگی بر آرد شکست
دو دیدند فوج دلیرانِ روم | چو طوفانِ آتش بتاراجِ موم
گشادند از آن گونه بارانِ تیر | که از پیلبانان برآمد نفیر
٥ دو والی ملک نیزهٔ زد چنان | که شد غرق در کوهِ آهن سنان
شد آزرده پیلِ شکن یافته | به آزردگی راند رو تافته
در افتاد در لشکرِ خویشتن | شکست آن سپه قلبِ جا را شکن
چو دیدند رومی سران حالِ شان | در افتاد لشکر بدنبالِ شان
تعاقب نمودن نه از راه بود | که مرد اندک و روز بیگاه بود
١٠ سکندر دران معرکِ بی خلاص | بفیروزیِ بخت رُست از قصاص
زیاران گرش نامدی یاوری | کجا رسته گشتی دران داوری
چه کار آید آن یارِ ناساز گار | که هنگامِ سختی نیاید به کار
بدشوار یست یارِ شایان بود | به آسانیت خود فراوان بود
بهر کار بی یار مگذار گام | که بی یار کاری نگردد تمام
١٥ نه بینی که در کارگاهِ خراس | بیک سنگ نه توان علف کرد آس

---

٣ - س١: قوم ٥ - ق١: والی

٧ - س: آن همه ١٢ - س٢: مردمی

١٥ - ق٢: نتوانی جو کرد آس

چو کار اُفتدت حاجت آید بیار — مرا با تو چون کار نفتد چه کار

همه روز تا شب دران رستخیز — دو رویه همین رفت شمشیر تیز

چو خورشید بُرقع بر رُخساره کرد — فلک سُرمه در چشمِ سیاره کرد

کشید آسمان بسترِ آن کبود — حریرِ معنبر بپوشید زود

۵ دو لشکر ز خون ریز باز آمدند — به تدبیر در حیله ساز آمدند

یکی خسته را مرهمِ ریش کرد — یکی نوحه بر مردهٔ خویش کرد

یکی شب ز اندیشه غایت گذاشت — یکی در رهِ غائبان چشم داشت

یکی پرسشِ خسته را پی فشرد — یکی زنده باز آمد اما به مرد

سکندر چو باز آمد از رزمگاه — بخلوت گهِ خسروی کرد راه

۱۰ هزبرے که خود بستش اندر شکار — درون خواند تا پرسدش سرِّ کار

جوانمرد را بسته بردند پیش — سلاح و سلب هم بر آئینِ خویش

سلاحش به فرمود تا بر کشند — زره از تن و خودش از سر کشند

کشادند چون پوششِ ابرفام — بزیرش چه بینند ماهی تمام

بهشتی وشے رشکِ غلمان و حور — که در روے نظر خیره گشتی ز نور

۱۵ فریبنده بازی گرے چون پری — پری را دو دستش داده در دلبری

ز زنجیرِ زلفِ سمن سایے خویش — خود افگنده زنجیر در پاے خویش

۱۳- ق ا: دیدند

بناگوشش از برگِ گل تازه تر | زنخ از مشتری عالی آوازه تر
چو باغِ شگفته بفصلِ بهار | پر از لاله و سوسن و سیب و نار
غزالی ز هر غمزه شیر افگنی | از این شوخ چشمی و شنگ زنی
سر انداز چشمی چو ترکانِ مست | ز هر غمزه دو دشنه بدست
۵ کرشمه با غزالی خون گردنش | بسی بار خون او در گردنش
ز هر خنده شوری برانگیخته | ز هر بوسه جانی در آویخته
دهن تنگ و لبهای یاقوت رنگ | جهانِ نمک زو نمکدان تنگ
سکندر نگه کرد چون سوی او | فرو شد به نظارهٔ روی او
تماشای او دید و بیخویش گشت | کش از بیش دیدن هوس بیش گشت
۱۰ که از بیخودی لعلِ خندان گزید | که انگشتِ حیرت بدندان گزید
عجب ماند از آن دلبری تا بدیر | که آهو چگونه شد آن غمزه شیر
نه آهو غزالی چو خورشید بود | که روشنتر از جامِ جمشید بود
چو دریافت سر رشتهٔ عقل و هوش | طلب کرد گوهر ز گوهر فروش
بدو گفت کای شمعِ خوبانِ چین | غلط گفته ام کآفتابِ زمین
۱۵ بگو تا کی و نژادِ تو چیست | بدین نیکوئی کارسازِ تو کیست
اگر مردی این حسن و زیب از کجاست | بشاخِ گلت نار و سیب از کجاست

۹- س ا: او کرد ۱۴- ق ۲: غلطی کنم ۱۵- س ا: اوستاد

دگر زن شدی زن چنین گر بود | که از تاب او شیر در خوے بود
هزار آفرین بر چنان مادرے | کزو زاده شد چون تو نیک اخترے
ببوسیدن مسند خسروان | بنفشه شد آزاد سرو جوان
پس از پسته لختے شکر خند کرد | بساط دعا را پر از قند کرد
۵ که شاها سرت زیور تاج باد | فلک را ز تخت تو معراج باد
به فیروزی اقبالت آراسته | ز سهم تو جان عدو کاسته
ز من ماجرائے که در خواستی | جوابے ندانم به از راستی
من آن نازنین سرو نو خاستم | که در خاک چین قامت آراستم
پدر داشتم چون دلاور نهنگ | یگانه بچندین هنرهاے جنگ
۱۰ به پیکان چون موے خاراشگاف | ندیده کسے پشت او در مصاف
بر آن دست بردی که گاه نبرد | یکے صد کند زور بازوے مرد
نرینه نبودش چو فرزند هیچ | به تعلیم گوشش مرا داد پیچ
چنانم در آموخت آئین کار | که چون من نه شد دیگرے کامگار
برزمے که شد پیش همتاے خویش | مرا برد بهر تماشاے خویش
۱۵ چنان کردم اول تماشاے او | که آخر نگه داشتم جاے او
طریقے کزو در نظر داشتم | یکے را ز صد بهره بر داشتم

۱۳- ق وس۲: برمن۔

زبس چیره گرد از دلیر افگنی
چو من آهوے را بشیر افگنی

به اندرز فرمود کاے نیک بخت
ترا جلوه گه رخش زیبد نه تخت

تو مردی نه زن تا ز وسواسِ دیو
بجوئے زناں بر نیاری غریو

بجاے که باشند مردانِ دلیر
دلاور نر از نر بود مادن شیر

۵ گرت خواستگار آید از همسرے
ق اگر شاه باشد اگر چاکرے

نخواهم که ناکرده دست آزمائے
کنی گوهرِ خویش را دست سائے

کسے کت بمردی زبوں آورد
به تزویجِ خویشت درون آورد

من از پندِ آں کاردانِ کهن
جز از شیر مردے نگفتم سخن

چو او رفت دورانِ روشن گذشت
هنرهاے میراث بر من گذاشت

۱۰ بسا نامور کز تمناے من
بجالش گری گشت همتاے من

غرورش چناں کرد با خاک جفت
کز آسیبِ همخوابه در خاک خفت

کسے بر من از کینه زخمے نه ریخت
وگر ریخت یا کشته شد یا گریخت

ملک نیز دیدست در رزمگاه
که از چند تارک ربودم کلاه

تو خود چوں به پیکارِ من تاختی
کمندم بگردن در انداختی

۱۵ چناں بانگ زد بر من اقبالِ خاص
که جز جاں سپردن ندیدم خلاص

مرا ایں چه فرخنده بختی ست نیز
که گشتم چو تو خسروے را کنیز

---

۴ - ق و شل: بشیراں

چو پیوند پدر بود با گوهرم | ق | که بندندهٔ من بود شوهرم
کنون کایزد آن دُر بسلک تو بست | | بسلک دگر چون تواند نشست
اگر در خورم خاص کن در نظر | | وگر نه بتیغم ببیداز سر
وگر گرد رای تو زین تن گریز | | دگر کس نه بیند مگر تیغ تیز
۵ درین چارهٔ خاقان بسی پی فشرد | | میسّر نشد بامنش دست برد
چو روزی ترا بود حلوای من | | که یارو که گرد شکر خای من
هر آن لقمه کش دوردار گاز | | ز روزی خوران کی توان داشت باز
چه خوش گفت دانا که دیرینه بود | | که کس روزئی کس نیارد ربود
اگر چند کوشد نگهبان باغ | | خورد عاقبت میوه کنجشک وزاغ
۱۰ بسا جوزه کز باز بودش خلاص | | بمهمانی گربه شب گشت خاص
سکندر که هم در نخستین نگاه | | تمنّای دل برده بودش ز راه
برون داد با ماه ناکاسته | | جوابی بصد پوزش آراسته
که ای نازنین میهمان عزیز | | ز رُخ میزبان دلم گشته نیز
برینگونه کار است یزدان ترا | | چرا دل نه خواهد بصد جان ترا
۱۵ نکوئی و چندین هنر در برت | | که یارد خریدن بجز اسکندرت
به کدبانوی در شبستان گرای | | که رشی ترا بنده شد کدخدای

۱- س۳: گیرنده - ۷- ق۲: که روزی کسی چون توان داشت باز
۹- س۱: باشد - ۱۰- س۱: باشد۔

بگفت این و فرمود تا میهمان — شد از بارگه سوی خرگه روان

صراحی طلب کرد و در می نشست — صنم ساقی و شاه ساقی پرست

کسے را که ساقی چناں مه بود — گر از مے عناں تابد ابله بود

چو گردنده شد چند دورِ شراب — خرد خفت و رغبت درآمد بخواب

۵ صنم غمزه‌ها را در افسوں فگند — طلسمِ خود از پرده بیروں فگند

بر آهنگ رامش طلب کرد چنگ — بجادوگری در بر آورد تنگ

زهی زد که چوں جاے سازد بگوش — شنود زنده بیهوش و مرده بهوش

چو زاں نغمه شد شاه را گوش تر — دراں بیهشی گشت بیهوش تر

هزار آفریں کرد بر کردگار — که داند بدیں گونه بستن نگار

۱۰ چناں گشت دلدادهٔ آں پری — که می داشت خود را بافسونگری

همه شب بافسونِ آں خوش نوا — همی کرد اندوهِ دل را دوا

چناں دل سوی عیش رامش نمود — که رغبت سوی خوابگاهش نمود

چناں ماند بر روے گل ناشکیب — که یادش نیاید ز خرما و سیب

نصیبش ز چنداں بساطِ هوس — نشاطے و نظارهٔ بود و بس

۱۵ بیا ساقی آں بادهٔ تلخ دام — که شیرینیِ عیش ریزد بکام

بده تا بشیرینی آرم بکار — که تلخی بسے دیدم از روزگار

۱۵- س ل: فام --

بیا مطربا بر کش آوازِ تر — دماغِ مرا تر کن از سازِ تر

روان کن که خشک ست رودِ بآب — ازان دست چون ابرِ بارانِ آب

در فضیلتِ فرو خوردنِ خارِ خشم که لذتِ کاظمین الغیظ ۵ به کام رساند و ستایشِ حمولات که زبون نفس گشته مهار نشوند و چون ناقهٔ صالح از سنگ نه جنبد

زدولابِ چرخ آن کسان رست آب — که آسان بنا نه زنند در خون شتاب

چو دشمن زبون گردد احسان کنند — بقدرت جوانمردیِ جان کنند

۱۰ چو مجرم بخواری شود عذر خواه — برحمت کشند آستین بر گناه

توانا چو پیشِ تو شد ناتوان — مزن گرچه دشمن بود ناتوان

کرم کن چو دستِ تو بالا ترست — که بخشایش از خشم والاترست

بگاهِ گنه غصه را خنجر بند — که خود بی گنه ایمن ست از گزند

توامروز آن کن چو سود آرود — که بپسندی ار بر تو فردا رود

۱۵ بآمرزشِ مجرماں کن شعار — گر امید داری به آمرزگار

ترا چون زیزدان بزرگی عطاست — تعجیلِ رسمِ سیاست خطاست

۱۲- ق۲: زیبا- ۱۶- س۱: کردن

گر اول توقف کنی در قصاص ‏ ‏ توان کشتن آن را که ندهی خلاص
ولیکن چو قالب پراگنده گشت ‏ ‏ نیارد بعنبر ماین تو زنده گشت
چو از هم شد این خاکِ رنگین وچیت ‏ ‏ نگردد سفالِ شکسته درست
نگه کن که تا مادرِ مهر سنج ‏ ‏ بران طفلِ خود چند بردست رنج
۵ که جلادِ خونی بیک تیغِ تیز ‏ ‏ برآرد بیک لحظه زو رستخیز
کجا دید قصاب رنجِ شبان ‏ ‏ تبرزن چه داند غمِ باغبان
چه باید بود از کس اے کینه ساز ‏ ‏ متاعے که دیدن نیاریش باز
چه باید چنان پیکرے خواستن ‏ ‏ که نتوان از و موے آراستن
درختے که عمرے برآید بلند ‏ ‏ توان در یکے لحظه از بیخ کند
۱۰ مگو مرد صد کشتم اندر نبرد ‏ ‏ یکی زنده کن تات خوانند مرد
چو بر خود نداری روا نشترے ‏ ‏ مکش تیغ بر گردنِ دیگرے
نسوزد کسے را تپِ دیگران ‏ ‏ مگر پشتِ دستے که ساید بران
بهر جا نوردِ چشمِ جانی مزن ‏ ‏ چه جانی که خود تا توانی مزن
مکوشش اندران کز تنے خوں رود ‏ ‏ که جاں باز ناید چو بیرون رود
۱۵ بخوں ریز خلقے مشو فتنه دست ‏ ‏ ترا نیز خونے ست آخر بپوست
برزم آں کسے را شمر گرم خیز ‏ ‏ که با همستیزے شود در ستیز

---

۵ - ق و س۲: بشمشیر تیز ۷ - ق۲: دادن ۸ - ق۱: کاستن ۱۴ - ق۲: - باهیچو شیرے شود در ستیز
۱۶ - س۲: که با شیر شرزه کند رستخیز

زبون گشته را تیغ و خنجر زدن — بود بر رگِ مرده نشتر زدن

بدنبالِ آهو چه پوئی چو تیر — اگر شیر مردی پئے شیر گیر

گر عزت از خصم خوارت نمود — چو شد خوار اگر خشم رانی چه سود

عزیزاں که خشمِ ذلیلاں خورند — شتر وار خارِ مغیلاں خورند

۵ اگر چند مکرم بود غصه سنج — بداں گر فزوں خوردن آید برنج

اگر خنجر آشامدد دور باش — گلوی مشبعد نیابد خراش

چو مرد از هنر هست مطلق عناں — نه ترسد ز نخشایشِ دشمناں

چو مارے به بند آورد مار گیر — نوازد چنیں خونئے را الشیر

تحمل بهنگامِ صفرا خوش است — که صفرا بروں ریختن ناخوش است

۱۰ بلطف آنگهی کوش کائی بتاب — چو آتش نگیرد چه حاجت به آب

برآں نیکبختاں هزار آفریں — کز افتادگاں درگذارند کیں

ز رستم فزوں بود سهرابِ گرد — که درمانده را دست در خوں نبرد

ستورے که در حمله پوید فراخ — بر افتاده زخمے نیارد ز شاخ

سگے گت بخوردن در آید شتاب — چو پیشش نشینی نشیند ز تاب

۱۵ ستور و سگے کو زبوں هش بود — به از مردمے کو زبوں کش بود

برآں تیغ زن کو بود تیغ گیر — که زالی بود رستمی بر اسیر

چو در بند و زنجیر باشد تنے — زند گردنِ پهلوانی زنے

نه در شیر باں از دلیری ست شور | که با شیر زنجیری آید به زور
اسیرے که در بندت افگنده تر | چو آزاد گردی شود بنده تر
اگر صعوه را گذاری به کام | ازاں به که سیمرغ آری بدام
چو زر بخشی آمد همیں حد زیست | به بیں حسد بخشیدنِ جاں که چیست

۵ حکایت دو وزیر که یکی آتشِ خشمِ بادشاه را بدم تیز گرد و دیگری بآبِ دهاں فرو نشانده

یکے را از شاهانِ صاحب سریر | قوی دستے از دشمناں شد اسیر
به تدبیر گفت آنچه هشیار تر | که دشمن بکشتن سزاوار تر
۱۰ چو دستوری از رائے دستور جست | نه شد زهچتش بر سیاست درست
بر عزمِ دلِ فتنه زائے همه | سخن گفت بر عکسِ رائے همه
که در رسمِ شاهاں امید و بیم | قصاصِ عدو دستے شد قدیم
اگر خسرو ایں حکم دارد روا | بود خسروے چوں دگر خسرواں
وگر ز آفتے وارهاند سرے | نباشد ز شاهاں چو او دیگرے
۱۵ خردمند کیں داستاں یاد کرد | ملک از خوں کردنش آزاد کرد
بدیں یک سگالش بهنجارِ کار | هم ایں رسته گشت و هم او رستگار

۳ - م ا: - زدام - | ۱۴ - س۲: چو تو - ۱۶ - س ا: بهنگام

هزار آفرین بر چنان رهنمون | که پیشِ بزرگان نگوشد بخون

گرفتنِ سکندر سیمرغ خاقان را چون مرغِ حلبی و شکست

افگندن در جناحِ او و صیدرا در چنگال گرفته سوی

دستگاهِ شاهین باز شدن و آن را بحوصلۂ فراخ

فارغ البال گردانیدن و آزاد کردن

خجسته عمل رانِ این کارگاه	چنین پرده بردارد از بارگاه
که اسکندر از بختِ فیروزمند	چو آورد صیدی چنان در کمند
۱۰ بر و یش لبِ عیش پرخنده داشت	بران زندگانی شبِ زنده داشت
چو زنگیِ شب دید روی سیاه	در آئینۂ عالم آرای ماه
زد آئینۂ ماه را بر زمین	بخندید ناگاه صبح از کمین
روان کرد شه تختِ جمشید را	بمنزل رها کرد خورشید را
بجولان گه آمد صف آراسته	بکوشش چو خورشید شد خاسته
۱۵ وزان سوی خاقانِ شوریده مغز	ز نا آمدِ فتح در پای لغز
همه شب نیاسوده جانش به تن	ز سودای گم گشتۂ خویشتن
درین غم که تا کی شب آید بروز	که چون شمع خود را رهاند ز سوز

۱۷ - س ا :- بود

بزد کوس و بر پشتِ مرکب نشست | بصحرای رزم آمد از پویه مست
رسولی فرستاد بر شاهِ زم | که تنگ آمد از دستت این مرز و بوم
چنین تا یکی صبحدم تا بشام | سپه در زره بارگی در لگام
دوتا گشت پشتِ هیونان ز بار | فرو مانده بازوی مردان ز کار
۵ بخوردن بود سیری از شهد و شیر | خصوصاً که از تیغ و پیکان و تیر
دوتا گشت در کشتِ دهقان گیاه | گریزنده شد کاروانها ز راه
رعیت برون شد ولایت خراب | نه آسودگی ماند کس را نه خواب
زبردست چون سر در آرد بجنگ | سرِ زیردستان در آید بسنگ
چو آشوبِ شمشیر گیران بود | فرو مانده را خانه ویران بود
۱۰ بجایی که کوشند پیلان بزور | غبارِ فنا جا بر آید ز مور
دو توسن چو گیرند با هم ستیز | گیا را بود بر زمین رستخیز
تو ای تاجور کامدی در ستیز | بمردی کن این داوری نی بمکر
به پیکار اگر با منی کینه سنج | سپه را چه بیهوده داری برنج
چو کاری میانِ من و تست بس | چه جوییم فریادِ فریادرس
۱۵ بیا تا بهم دست بیرون کنیم | زره در خوی و تیغ در خون کنیم
بکوشیم تا بخششِ کردگار | کرا بر سر آرد سرانجامِ کار

---

۶ - ن دم: تنی - ۸ - دست یار د - ۱۳ - س. چون

زما هر دو تن هر که ماند بجای — بود بر سر رزم و چین کدخدای

چو نزد سکندر رسید این پیام ۰ — دران کامجوئی دلش یافت کام

برون راند چوگانی خاص را — شتابنده شبرنگ رقاص را

سوی حرب گه تاخت با ساز جنگ — بر آنسان که نخچیر جوید پلنگ

٥ میانجی بخاقان خبر گفت باز — که اینک ز رزم آمد آن رزم ساز

دلش بود گرچه ز اندیشه پاک — ازان پیش دستی شد اندیشناک

ولیکن چو خود خوانده بودش به پیش — چگونه عنان تابد از گفت خویش

روان شد بجولان گری ساخته — ز رخت بقا خانه پرداخته

چو پیلان جنگی دران لعب گاه[٥] — درآمد به شطرنج بازی دو شاه

١٠ نخست از کمان ناوک انداختند — ز یکدیگر آماج گه ساختند

چو بودند هر دو هنرمند و چست — نیامد بر آماج تیری درست

ز ناوک سوی نیزه بردند دست — ز هر دو دران نیز موئی نخست

بشمشیر گشتند دست آزمای — دران هم نه شد قابلی زخم سای

دو جنگی بدست آزمای شگرف — همه زندگانی درین کرده صرف

١٥ چو کردند چندان که بود از هنر — نگشتند فیروز بر یکدگر

به نیروی بازوی پولاد لخت — دوال کمرها گرفتند سخت

۱- سل: باشد - ۵- سل: چین - ۶- گرچه بود دست ۸- سل: مغان

چو پیلاں کہ خرطوم درہم زنند | بہ پیچید خرطوم را خم زنند
تباب و تواں درہم آمیختند | قیامت ز یکدیگر انگیختند
بسی دست بازی نمودند سخت | دو جانب بجنبید بیخ درخت
ہم آخر قوی دست شد شاہِ روم | ز جا در ربودش چو نخلے ز موم
۵ فرس تاخت بازو برافراختہ | ز بازوے کسے را ستوں ساختہ
خروش از صف رومیاں شد بابر | ز ترکانِ چینی تہی گشت صبر
در افتاد در قلبِ خاقاں شکست | بر آورد رومی بتاراج دست
سکندر بفرمود تا بیدریغ | سلاح افگناں را نرانند تیغ
بہ پیمانِ شہ زینہاری کنند | بر اں زینہار استواری کنند
۱۰ وگر کس بمردی برابر شود | نکوشند کز تیغ بے سر شود
بہ نیرنگ و ھنجار اسیرش کنند | چو در ناید آماجِ تیرش کنند
چو رائین بدینگونہ دمساز گشت | سپہ نامزد کرد و خود باز گشت
سرافراز گشتہ بکارِ جہاں | بدام او فگندہ شکارِ جہاں
بفیروزی آمد سوے بارگاہ | بفیروزہ گوں چرخ برزد کلاہ
۱۵ بفرمود تا جامہ داراں براز | فراگندِ مہماں کشادند باز
گرامی یکے جامۂ شاہوار ق | کہ نے پود او بود پیدا نہ تار

---

۳ - س ل: شاخ ہم - س ۲: بہ آخر

پس از شستنِ شخصِ خورشیدتاب — کشیدند بردی چو برگِ گلاب

چو گردِ سواری ز تن دور شد — تنِ خاکی آئینهٔ نور شد

ملک دست بگرفت و بالاش خواند — هم زانوی بر سریرش نشاند

دلش داد و سوگندها خورد چند — که از جانِ او دور دارد گزند

۵ همه روز با برگ سازندگی — همی کرد مهمان‌نوازندگی

چو آمد شبِ تیره مهمانِ روز — برافروخت مه شمعِ گیتی‌فروز

فلک میزبان‌وار از جیبِ پُر — بدامانِ مهمان فرو ریخت دُر

بفرمود فرماندهٔ روم و شام — که مهمان کند سوی بستر خرام

جهاندار خاقانِ بیداربخت — بخرگاهِ خواب آمد از اوجِ تخت

۱۰ بخوابِ خوش آسوده شد بی‌هراس — که بودش امانِ سکندر بپاس

چنین شب بسی خفت و دلشاد خفت — بامّیدِ آزادی آزاد خفت

شب و روز با خسروِ مهرتوز — ز عشرت ندانست شب را بروز

سپاهِ سکندر بر آن‌سان که خواست — بغارت همی تاخت بر چپّ و راست

در آن ره که یغماسر و تاج بود — سپه تا دو هفته بتاراج بود

۱۵ همه لشکرِ چینی از بی‌سری — در آمد بزنهارِ اسکندری

گروهی خراشیدهٔ تیغ و تیر — گروهی بزنجیرِ خواری اسیر

۲- س ل: زره ۱۲- همه روز- ۱۳- م ق ۲: ز روز

به بنگاهِ رومی گران تا گران | زمین شد ز بارِ غنیمت گران

ز بسیاریِ رخت و اسپ و شتر | دل و دیدهٔ مفلسان گشت پُر

کسی کو بخانه فقاعی نداشت | نهانخانه بی متاعی نداشت

زمین خیز چین چیزهای غریب | که دل را دهد قوت جان را نصیب

۵ ز سیفور و دیبا و خز و حریر | ز کافور و عنبر ز مشک و عبیر

گرانمایه‌هایی ز غایت برون | بدیدار زیبا بقیمت فزون

زده توده بر توده در هر وطن | طرائف بخرمن چو اهرمن

نه سرمایه چندان در آمد ببار | که دریابد آن را مهندس شمار

جداگانه گنجینهٔ شاهِ چین | که خم شد از آن بار پشتِ زمین

۱۰ به گنجِ سکندر فرو ریختند | دو عالم بیک دیگر آمیختند

چو آهسته شد لشکر از ترکتاز | کسی را ببخشش نیامد نیاز

سکندر بهین روزی از بامداد | برآورنگ شد چون جم و کیقباد

ز فرخنده رایانِ فرخ بیان | برآراست بایی برسمِ کیان

ستادند شاهان بران رو برو | بزرگان کشیدند صف سو بسو

۱۵ خروشِ رقیبان برآمد بماه | زمین سای شد خسروان را کلاه

چو گشت انجمن زانجم آراسته | فروزنده شد ماهِ ناکاسته

۱۵- ق و س: نقیبان

طلب کرد خاقانِ آفاق را — گره باز کرد ابروی طاق را

چو آمد برادر زنگِ الاش حسپت — دو سرو از یکی بیخ شمشاد رست

بفرمود تا هر چه در روز کین — غنیمت بدست آمد از شاهِ چین

که دمه سوی بارگه آورند — کم و بیش در پیشِ شه آورند

۵ کسی کو کند رشته تابی نهان — رسن در گلویش برند از جهان

چو فرمانِ شه سوی لشکر رسید — غنیمت ز هر جانبی در رسید

ز کالای و از مردم و چارپای — بقدرِ سه فرسنگ پرگشت جای

چو ظاهر شد اسباب چین هر چه بود — اسیرانِ چین را طلب کرد زود

نوازش ز غایت فزون کرد شان — رسن ها ز گردن برون کرد شان

۱۰ بفرمود تا لشکرِ بی قیاس — دهد رخت و کالا بکالا شناس

دویدند جویندگان تن به تن — طلبگارِ سرمایهٔ خویشتن

ز هر جانب از رختِ کالای خویش — بدست آورید ند کالای خویش

همه چینیان با همه برگ و ساز — بدرگاهِ شه میرسیدند باز

چو شد بر سر رختِ خود هر یکی — نشد هیچ ضایع مگر اندکی

۱۵ پژوهنده در پیشِ فرمانِ شاه — شد از خاصهٔ شاهِ چین عذرخواه

متاعی ز هر جنس بیش از شمار ق که در دفتر آورد دفترنگار

---

۷ - س ۱ جوهر - ۸ - ق و س ۱: چهار صد

بخاصان خاقان اشارت نمود — که بر سم نمط باز جوییم زود
دو دیدند فرمان پذیران چو باد — نمط های گم گشته کردند یاد
جداگانه اسباب هر کارگاه — همه باز کردند از بارگاه
زرے کان تلف شد بغارتگری — فزودندش از گنج اسکندری
۵ گر افسارے از توسنے گشت گم — فرس بود تاوان آن بسته دم
چو زان مردمیهای مردم فریب — رمیده دلان را در آمد شکیب
جهاندار برخاست از جای خود — بتعظیم شد پیش همتای خود
ز مهمان نوازی شمارش گرفت — نوازش کنان در کنارش گرفت
پس آنگه دهن چشمهٔ نوش کرد — ز لعل خودش حلقه در گوش کرد
۱۰ بدو گفت کاین شوالے تاجدار — که رام تو شد گردش روزگار
اگر تا که از دور این سبز طاق — گرفتار شد اخترت در محاق
مه و خور که نور است پیوستشان — گرفتاری عاقبت هست شان
دگر روشنان را که بینی جمال — هم ایمن نیند از هبوط و زوال
کسی را در آفاق صورت مبند — که دریابد آسایش بی گزند
۱۵ جفا گر چه بے سیر افلاک نیست — چو من مشتری باشمت باک نیست
زمانه که دادت چنین پایهٔ نغز — درین تعبیه بازیے داشت نغز

۲- س۲: برهم خط - ۷- س اد۲: خویشش

که از کین بهرت روائی دهد | به او رنگ مات آشنائی دهد
زمین دور بود ے گرایں اوری | تراکی شدے بامن ایں یاوری
بساکارس رو بدشواری ست | چو بینی زدولت برویاری ست
کجا باز داند چو شد پای بست | که خواهد ابر دستِ سلطان نشست
۵ چو بسته شود پیل ترسد زمات | نداند که روغن خورد یا نبات
دو ور دُرِ ے که آز ردی ابخت خود | بیا داش و ایا فتی تختِ خود
چو من چین کشادم زا بروی کین | مبارک زسر بادت اقلیم چین
بگفت این و فرمود کارند پیش | سلب های شاهانه ز اندازه بیش
گرانمایه های ے که شایاں بود | ق سزاوار کشور خدایاں بود
۱۰ بیک چشم زد خازنِ گرم خیز | جهاں در جهاں کرد گنجینه ریز
چو شد دید جمع آنچه بایسته بود | رواں کرد جای که شایسته بود
بخاقاں یکی تاجِ زرّیں سپرد | که خورشید ازاں روشنی رشک برد
زگوهر مکلّل یکے تختِ عاج | بهاے دی اقلیم چین را خراج
سزاوار ایں پایه گنجِ شگرف | که عمری در اندوختن گشت صرف
۱۵ نگاور هزار اسپ تازی نژاد | بپای رواں دست بُرده باد

۱۱- ق چو شد جمع دید - ۱۱- س: چو شد جمع گرد آنچه شائسته بود
۱۱- س ل: بائسته بود

هزارِ دگر اشترِ سرخ موی — سبق بُرده ز اندیشهٔ گرم پوی

غلامانِ رومی و قبچاق و روس — کنیزانِ آراسته چون عروس

ز جنسِ حبش خادمانِ سرای — ملوّن سیاهانِ قیمت فزای

هزاری ز هر نوعِ زیبا و چست — که در حیرتِ آن خرد گشت سست

۵ همه پیشِ فرماندهٔ چین کشید — سرش از رفعت به پروین کشید

بزرگانِ چین را ز پا تا بفرق — ز خلعت میانِ گهر کرد غرق

جداگانه بر هر گرانمایه — کرم کرد بر قدرِ هر پایه

بفرمود تا پس بدان عزّ و ناز — رود میهمان جانبِ خانه باز

سپهدارِ چین زان نوازندگی — ز سر یافت سرمایهٔ زندگی

۱۰ چنان گشت شرمندهٔ احسانِ خاص — کزان بندگی خوش نبودش خلاص

فراوان در آن رحمتش بود رنج — چه از بارِ منت چه از بارِ گنج

ز بس کاندران داوری شاد شد — دلش صید گشت ار تن آزاد شد

ز بخشایش و بخششِ بی‌شمار — زبانش ز پوزش نمی‌کرد کار

بصد شرمناکی و خجلت گری — بغلطید بر نطعِ اسکندری

۱۵ نوازنده را معذرت ساز کرد — بشکرِ نوازش زبان باز کرد

سزا باد بر وارثِ ملکِ جم — که ویران کند عالم آباد هم

۱- ق: هزاران

اگر بر دلے داغ داند نهاد — برو مرهمی هم تواند نهاد

به چشم ار پشیزے ستاند زکس — به احسانش گنجے دهد باز پس

وگر ملکے از تاجدارے ربود — دو چندانش بخشد بهنگامِ جود

چو دشمن قوی شد زبون سازدش — دلی چون زبون کرد بنوازدش

۵ بسا راه زن شیرِ مردم ربای — که گم گشتگاں را بود رهنمای

نباشد چو تو شاه در مهر و کیں — بکوشش چنان و به بخشش چنیں

کجا خسروے جز تو باشد چناں — که کوشد به جاں بخشیِ دشمناں

دگر شاه را در عدو سوختن — ز تو باید ایں بخشش آموختن

رهی کز تو در بندگی شاد گشت — کنوں بنده تر گشت کازاد گشت

۱۰ چنانم گلو بستی از طوقِ خاص — که تا روزِ محشر نیابم خلاص

چو بستی بقیدِ عطا گردنم — چه حاجت رسن در گلو کردنم

هر آں مرغ کآسوده گشت از فراغ — دلش در قفس خوشتر آید ز باغ

چو آهوے وحشی ز جو گشت رام — دگر آهواں را در آرد بدام

چو طاؤس در خانه شد بوستاں — دگر یاد نارد ز هندوستاں

۱۵ دگر تو شاهی نخوانی مرا — یکے بندهٔ خاص دانی مرا

ز بنیاد برکنده بود اخترم — دگر ره تو کردی نهال از سرم

---

۱۱ - م: بستیم ۱۵ - م: نگر تا به شاهی نخوانی مرا

درختی نشاندی به نیک اختری — که امید باشد گزان برخوری

ازین پس من و خون خصمان شاه — گزایشان به سر ماتم و نی کلاه

کسی را که باشد چو من چاکری — بخصمش چه حاجت دگر لشکری

مخالف چو کین آورد شاد باش — حوالت به من کن تو آزاد باش

گرم زندگانی دهد کردگار — کنم روشن اخلاص با شهریار

چو زینگونه خاقان چین عذر خواست — برآهنگ رفتن عنان کرد راست

بپای سکندر بسی داد بوس — پس آنگه روان گشت با پیل و کوس

برآمد بفرخندگی برسمند — گراینده از بخت فیروزمند

ز سر ملک را رایت افراز گشت — سوی دولت آباد چین باز گشت

سکندر بفرمود تا مهتران — ز فرمان وایان و فرمانبران

بتعظیم دیباچهٔ شاهیش — گرایند لختی بهمراهیش

کسی کین کرم دید یا خود شنید — تعجب کنان لب بدندان گزید

چو زان ناحیت حاصل آمد فراغ — شد از مشک چین خلق مشکین دماغ

ستوده جهاندار نیکنام — بنام نکو کرد انجا خرام

تزلزل در اقلیم دیگر فگند — گهی تاج بربود و گه سر فگند

چو در ملک تا در بود بادشاه — گهی سر زند گاه بخشد کلاه

---

۸ - س۲: نوازنده - ۱۰ - س۲: گذاران - ۱۳ - س۲: خاک چین

چو ابرست فرماندهٔ کامیاب
که بارد گهی آتش و گاه آب

بیا ساقی آن شربت خوشگوار
کزو بزم گردد چو خرّم بهار

بده تا چو در تن درآرد توان
گلِ زردِ من زو شود ارغوان

بیا مطرب اسباب می کن تمام
بدان ارغنون ساز طنبور نام

۵ که گر چون عروسانش در بر نهی
می پرد هد از کدوئی تهی

نصیحت به قوی بازوان که زیردستان را بقوّت پنجه نگاه ندارند و مجروحی که خونابهٔ او از خستگی بیرون تراود بر جراحت آن از سرِ لطف مرهم نهند

کسی کو به گیتی بود هوشمند
نیابد ز آسیبِ گیتی گزند

۱۰ باندیشه بنیادِ کارے کند
کزان خویش را در حصارے کند

به بیغوله در کند جاے خویش
که دارد در و پاسِ کالاے خویش

گرش نیست کارے ز پیوستگان
گرفتی برد نیست از خستگان

ولیکن گرش قومے اندر دست
بهر نیک و بد عهدِ شاں بروی ست

چو صد سر ترا سالیت زیر پاست
بسختی سرِ خویش گیری خطاست

۱۵ غمِ دیگران خور چو دستیت هست
غمِ خویشتن خود خورد هر که هست

۱- سس ۲. ببارد - ۱۴- ق ا: نوجه - (ایضاً) سس: بجمع

بزرگی کسی را بود دستگاه — که دارد پناهنده را پناه

نه زان مایگان کمتری در شمار — که بر چوزگان سازد از پر حصار

بزرگان که کهتر نوازی کنند — نه رسم بزرگی ببازی کنند

سر مرد بهر سری کردن است — چو نبود سری بار بر گردن است

۵ ولیکن سران را توان کرد فرد — که با زیر دستان بود پای مرد

کسی بر سر خلق زیبد امیر — که افتادگان را بود دستگیر

شرف کردن مردم از مردمی است — وگرنه همه آدمی آدمی است

شد از بوی خوش نافهٔ مشک دوست — وگرنه فراوان بود خون و پوست

به تنها نه باشد کسی سرفراز — سر آن شد که باشد رعیت نواز

۱۰ بزرگی کز و خورد بیرون شود — وگر خود فریدون بود دون شود

عقابی که از بی پری شد زبون — ستونه کند لیک هم بر ستون

برنگ ار چه طاوس باغی بود — گرش دم بریزد کلاغی بود

پلنگی که بشکست پایش بسنگ — سرش را برفتن نماند درنگ

پرستارش خدمت کردنی ست — ترا نیز تیمار او خوردنی ست

۱۵ ز سر گرچه پا زیر بار اندر است — چو می بنگری بار پا بر سر است

بود پا بجا تا بود سر بجای — چو سر نیست پا اندر آید ز جای

ت سـ د - ایضاً - م - پناهنده را در پناه ۹ - م - شه آن شد ۱۰ - ق . دگر چون

مبیں در حسرد بارِ بسیارِ او | تو بر گردنِ خواجہ ان بارِ او
چو پشتِ شتر گرددا از کژ وکار | دلِ ساربان اکند خار خار
ز روئے خرد مہتر آں را پسند | کہ از کہتراں باز دار د گزند
گر از فتنہ یک پائے بی تیشہ نیست | چو دا در قوی باشد اندیشہ نیست
۵ اگر میش در شہرِ گرگاں بود | نرنجد چو زانِ بزرگاں بود
چو سرسبزیِ خواجہ باشد بجائے | چہ اندیشہ از دشمنِ سبز پائے
سگے حوز دو راداں شبانے بزرگ | کہ بزغالہ را وا رہاند ز گرگ
جہانداری آں را مسلّم بود | کزو رخنۂ فتنہ محکم بود
بہنگامِ فتنہ مکن بے غمی | کہ باشد سرانجامِ او درہمی
۱۰ چراغے کہ در خرمنے بر کنی | بکش ورنہ خرمن دراں سر کنی
چو سیلابِ تند آید از بر زنے | ز سوراخِ مورے کند روزنے
بغوغا و شورِ ابلہاں خوش بود | دلے کاردانان مشوش بود
دُہل کاردش نوبتی در نفیر | بو د شادیِ کودک و رنجِ پیر
مکن تکیہ بر خاطرِ ہوشمند | کہ زیرک ترا زتست چرخِ بلند
۱۵ بود پاسباں گرچہ بیدار تر | ہمہ حال از دزد ہشیار تر
ز جورِ جہاں گر توئی تنگ خوے | جہاں کارِ خود کے گذارد بگوے

۳۔ س ا: کنند۔ ۷۔ س ۲: بزغالہ ہا را

غنی کو بغارت بہ بندد میاں — دراں لقمۂ خویش بندد زیاں
بداندیش کو با تو بد میکند — زیانت از پئے سودِ خود میکند
کدیور زباغ ار ندزدد ترنج — زبے نانیش مردہ باید بہ کنج
کہن گرگ ناشادہ از خونِ میش — بود بیگماں تشنۂ خونِ خویش
چناں باید اندر جہاں زیستن — کہ از فتنہ ایمن تواں زیستن
اگر بر سرِ کہتراں سروری — حمایت قوی دار تا بر خوری
چو خوش خسپد اندر پناہت کسے — بداں خواب تو نیز خسپی بسے
دگر کہتری در پناہے گریز — کہ ہنگامِ خفتن نگوید کہ خیز
زدہرِ زبوں گیر چوں آگہی — رہانندۂ جوے تا وارہی

حکایت فریاد کردنِ اشترِ دہاں بستہ و بفریاد رسیدنِ موش بر سرِ وقتِ او

شتر گرفتارے براہ گشت — نگہ کرد موشے بہ پہنائے دشت
بدو گفت کاے رہرو بردبار — رسن جست کن چوں گسستی مہار
کمیں ہاست اینجا بسے ز آسماں — ازاں کے شنو کہ یابی اماں
شتر بانگ برزد کہ خاموش کن — بمقدارِ خود گفت باید سخن
تو زینگونہ خورد و حقیر — مشو با بزرگے چو من خردہ گیر

شتر چون نکرد آن نصیحت بگوش | دکان بست موشِ نصیحت فروش
بسوراخ رفت این عنان افگنان | شد او سوے دیگر مهار افگنان
بهر شاخِ خارے که شد سر فراز | بلا را همی داد رشته دراز
همی گشت شاخ افگن و خارکن | که پیچیده گشتش بشاخے رسن
۵ دو روز و دو شب ماند بیهوش و تاب | اجل را همی دید هردم بخواب
چو دل را ز بونی برِیش آمدش | نصیحت گرِ رفته پیش آمدش
بدو گفت چونی و زانِ که | بدین چاشنی میهمانِ که
شتر گفت در باب کانِ توام | بنزلِ کرم میهمانِ توام
به ار بندهٔ خویش خوانی مرا | ازین بندگی وارهانی مرا
۱۰ چو عجزِ چنان دید چاره سگال | بعاجز رهائی بریدش دوال
درین ره که در سر کلاهے ترست | پناهندهٔ بے پناهے ترست

عزیمت کردنِ سکندر سوے دیولاخ یاجوج و ماجوج و بعض را بتیغ کوه شگاف در غار کشتن و درِ آن رخنهٔ بلا را از آهنِ گران سنگ و خشتِ پولاد بستن

۱۵ گزارش گرِ نقشِ دیرینه ساز | چنان بند این پرنیان را طراز

---

۴ - س: بجاے ۹ - ق: که - ۱۶ - ق - م - س: نقش

که چون چیره شد کارفرمای روم | بمشرق درون بر بسی مرز و بوم

ازان دل که دولت سگال آمدش | عزیمت بسوی شمال آمدش

گرفت آن طرف نیز یکسر بزور | بدریای خزران درافگند شور

ز طاعات بالانیان تاج داد | سر روسیان را بتاراج داد

۵ چو بر عرصهٔ روشنی دست یافت | بتاریکی آب حیوان شتافت

چو زان چشمهٔ عمر لب تشنه ماند | جنیبت ز ظلمات بیرون جهاند

سوی چشمه از روشنی کرد روی | به بی آبی از خویشتن دست شوی

سخنگوی پیشینه جادوی پیش | که جادوگری کرد زاندازه بیش

بتر حیله بست این ورق را طراز | ازین بیش بیرون نیفگند راز

۱۰ چو زین نکته راه معانی کشاد | نم از چشمهٔ زندگانی کشاد

ازان چشمه بر ماسیاهی گذاشت | گهر بست و گوش ماهی گذاشت

چو نگذاشت او می بشیشه درون | من از شیشه شویم چه آید برون

چو تاراج شد زلّه بر خوان میر | من از ریزه چینی ندارم گزیر

چو دهقان کند خرمن از دانه پاک | بود عاقبت قوت موران بخاک

۱۵ گل از بوستان باده نوشان برند | خس و خار هیزم فروشان برند

چو آمد جهاندار دریا درون | ز تاریکی آب حیوان برون

---

۹ - ق ۱: نگار - ایضاً - ق ۲: بار   ۱۰ - س ۱: زین گونه

درانٔ ره که قطعی نه هموار داشت — سپه از روش رنجِ بسیار داشت

ز کوه و در و بیشهٔ سنگلاخ — سمِ بادپایان شده شاخ شاخ

علف را چنان بر عدم شد برات — که نایاب شد نان چو آبِ حیات

فراخی ز مطبخ برون برد رنگ — ز تنگی دلِ همگنان گشت تنگ

۵ کسی را که صد گنج و دینار بود — شکم خالی و دل گرانبار بود

بجایی که باید شکم کرد پُر — یکی دانه جو به ز انبارِ دُر

تونگر که مالش جهانی بود — چو بینیش محتاجِ نانی بود

چو بی توشگی در تن آرد شکست — توانا تری را کند زیردست

اگر آدمی پادشا یا رهی ست — دلش پُرمدار گر تهیگه تهی ست

۱۰ بمجلس می و میوه خالی بود — قدح بشکن ار شیشه خالی بود

دلِ شاه رنج از همه بیش داشت — که بارِ همه بر دلِ خویش داشت

از ان غم که کارش به سختی فتاد — رهانندهٔ خویش را کرد یاد

شبی شد ز همصحبتان گوشه گیر — به پوزش گری پیشِ پوزش پذیر

بخواهش نظر سوی بخشنده داشت — شب بندگی را بجان زنده داشت

۱۵ چو با منعمِ خود بسی راز گفت — سر رشته پیدار گشت از نهفت

سکندر نشسته چو بی توشهٔ — که دادش ز انگورِ نو خوشهٔ

---

۱۰ - ق - کاسه

بدو گفت کآزاد باش از گزند | که برداشت دولت ز کار تو بند
ز باران اشکی که چشمت گشاد | بری داد زینگونه شاخ مراد
نهادی چو در چشمهٔ عمر روی | شدی آب نادیده زو دست شوی
بسی رنج دیدی به پویندگی | بسی حیله کردی به جویندگی
۵ خدای که در کارگاه مراد | نکرد دست رنج کسی را بباد
چو بر قسمت رزق پروانه داد | بپاداش آن آیت این دانه داد
گرت چاشنی بخشد این سلسبیل | کنی چشمهٔ زندگانی سبیل
یکی خضر زان چشمه شد زنده نام | تو زین عالمی زنده گردان تمام
همه عمر این توشه یاری رس است | ترا و همه لشکرت را بس است
۱۰ صلا ده برین میوه هر جا که هست | که هم نقل و هم باده داری بدست
درون تن این تحفهٔ جان نواز | بود تا بیک سال مهمان نواز
نه از خوردنش باشد این دانه فرد | نه سالی خورش جوید آن کس که خورد
تنومند را تازه گردد روان | توانا شود مردم ناتوان
ولی چون سپه یافت خورسندیی | در آید بدلها تنومندیی
۱۵ چنانست فرمان یزدان پاک | که ساکن نمانی درین تیره خاک
ازین جا بجنبی چو دریای آب | سوی کوه یاجوج رانی شتاب

۳- ناخورد- الیفاق. نادیده و دست تو- ۵- س۲: نداد است

جهاندار ازان روزئیے بتقیا | بسے گفت ور زی رسان اسپاه
چو خورشید رخشنده بنمود تاج | برآمد چو خورشید بر تخت عاج
بر آئینِ اسکندری داد بار | برافگنده پرده زدر پرده دار
بفرمود تا مردم از خاص و عام | ز لشکر کند سوے خرگہ خرام
۵ نواے نوازش بصحرا رسید | طلبگارِ گوهر بدریا رسید
بدرگاه راند آدمی فوج فوج | سپاہے چو دریا در آمد بموج
زمین زان نویدے کہ خوش کرد گوش | چو صحراے محشر درآمد بہ جوش
کسے کامد از پیر و برنا و خورد | بدستِ خودش دانہ می سپرد
بدان دانہ خلقِ شکم سوختہ | شتابان چو گنجشکِ آموختہ
۱۰ کسے را کہ نوبت رسیدے فراز | ربودے ز مخدومِ کہتر نواز
بدر دیزۂ نفسِ دوزخ سرشت | سپردے بد و زخ نشانِ بہشت
ز پژمردگی زندہ گشتے تنش | چو شمعے کہ افزون کند روغنش
جهاندار تا ہفت روزِ تمام | بدان دانہ آورد دلہا بدام
سپہ را کہ در نالہ و واے بود | شکم پر شد و خوش بر جاے بود
۱۵ چو لشکر ہمہ سیر گشت از خورش | گرفتار ز غذا سینہا پرورش
ز آرامشِ معدہ دلشاد گشت | ز دامِ شکم گردن آزاد گشت

۴۔ س ۲: صحرا ۵۔ س ۱: ندائے۔ ۱۲۔ س ۰ زندہ کند

شہِ مہرباں طبع - پاکیزہ خوے | بہ تیمارِ درماندگاں کرد روے
بفرمود تا مردم و چارپاے | کہ از ماندگی ماندہ باشد بجاے
خراماں در آہستہ زیں مرز بوم | گرانید منزل بمنزل برُوم
خود از کوچگہ کرّہ بیروں جہاند | جریدہ سوے کوہِ یاجوج راند
۵ بدشت و بیابان و کوہ و درہ | بہنجار می شد سپہ یک سرہ
دراں رہ کہ شد رخ صد جاں پذیر | خضر پیشرو بود والیاس نیز
پس از چار ماہہ گزندِ سفر | کشیدند در کوہِ یاجوج سر
چہ بینند محنت ستانے درشت | کہ بینندہ راز و دو تا گشت پشت
زمینے ز دو رخ غم انگیز تر | گلش خار و خار از سناں تیز تر
۱۰ علم بر دہ ہر کوہ بر اوجِ میغ | ز ابرِ سیہ آب دادہ بہ تیغ
سر انداز در تیغ گاہِ ستیز | کلہ می ربود از سر آں تیغِ تیز
بہر کوہ و غارے چو دریاے ژرف | بہر غار در اژدہاے شگرف
چناں خاک داں عفونت سرشت | شد از موکبِ خسروے چوں بہشت
چو شاہ اندراں وادی پے فشرد | علم بر درِ غارِ یاجوج برد
۱۵ بفرمود تا خیمۂ ہر گروہ | بدوزند دامن بدامانِ کوہ
بر آورد دہلیز و بر زد سریر | از انجا بقدرِ دو پرتابِ تیر

۷ - س ۲. کوچ ۸ - س ا: چہ دیدند ۱۳ - س وق ا: عقوبت

خبر شد باقصاے آں مرز بوم — که بگذشت بر کوه دریای روم

نواحی نشیں مردمِ آں دیار ق — که بودند پنهاں بهر کنج و غار

ز یاجوجِ وحشی بجاں آمده — ز بیدادِ شاں در فغاں آمده

چو دیدند کامد پدید از نوی — ستم دیده را داد بخشے قوی

۵ ازاں گوشه گیری بره آمدند — تظلم کناں پیشِ شه آمدند

بفریاد گفتند کاے دستگیر — ز بیدادِ یاجوجِ ظالم نفیر

بروں می گرایند ازیں تنگنائے — به تندی چو گرگانِ مردم ربائے

بچنگالِ شاں هرچه افتد کم ست — اگر چارپا ست و گر مردم ست

که یازد که شاں را کند زخنه سخت — جز اقبالِ فرماندهِ تاج و تخت

۱۰ مگر بختِ بیدارت آرد شتاب — که آں فتنه را چشم بندد بخواب

چنیں کار نبود به بازوے کس — جز اندازهٔ بازوے تست و بس

به سیماے تست ایں سعادت پدید — که سدے بریں در توانی کشید

بسے زیں نمط بازی انگیختند — سرشکے بزاری فرو ریختند

زبس زار نالیدنِ آں گروه — ببانگِ صدا ناله می کرد کوه

۱۵ دل آزرده شد خسروِ روم را — نوازش بسے کرد مظلوم را

بامیدِ شاں کرد چوں تندرست — خبرهاے آں وحشیاں باز جست

۱- س ۲: ازاں کوه ۱۰- چشم بندی - ۱۶- ق دس: بامید چوں کرد شاں تندرست ایضاً - م: دل درست

که چونند و چندست مقدارِ شان — چه ره دارد اندیشهٔ کارِ شان

شناسندهٔ رازِ آن کارگاه — جبین سود بر مفرشِ بارگاه

چو بر داشت سر زان سرافگندگی — سخن گفت بر قدرِ دانندگی

که گیتی پناها جهاندار باش — شب و روز چون بخت بیدار باش

۵ جهان در پناهِ تو آسوده باد — بداندیش زاندیشه فرسوده باد

چراغِ جهان را از روی تو نور — دمِ سردِ خصم از چراغِ تو دور

ازان دیو خویان چه رانم سخن — که دیوانه گردد سپهرِ کهن

گرهی بهر سو چو دیوان بگشت — گُره بُرد در تنگ زغولانِ دشت

فزون از شمردن گروها گروه — چو ریگِ بیابان و خاشاکِ کوه

۱۰ مثل گر بدریا کنند آب خورد — بیکدم ز دریا بر آرند گرد

بهر سو که در پیش گیرند راه — نه گل ماند اندر زمین نی گیاه

بکوتاه چشمی سگ جیفه جوے — بگوشِ دراز از خران برده گوے

نه شرمی و نی بینشِ دل نواز — دران چشم کوتاه و گوشِ دراز

تهِ پا چو دامن فرو هشته گوش — نه زان دامنی گو بود عیب پوش

۱۵ بهنگام خفتن بخسپند سیر — یکی گوش بالا و دیگر بزیر

---

۱ - ق۱ - چونند - ایضاً - س۱ - چونست - ۲ - برفرشِ آن

۱۴ - س۱ : - بہ آواز دارند چون خر خروش

۱۵ - س۱ : - یکے گوش زیر

قباشان ہماں پست و جوشن ہماں | حریر سر و حلۂ تن ہماں
شکن بر شکن چین ابروے شاں | کشاں ریش تا زیر زانوے شاں
گلیمے ز موے خشن بر وجود | قرہ زرد و رو سرخ و دیدہ کبود
بروں آمدہ پشت شاں چوں گراز | شکم پہن و پا خرد و ناخن دراز
۵ برہنہ بیکدیگر آیند گرم | ز فرزند و مادر ندارند شرم
ز بے دانشی ہمچو خرس و خروس | بخواہر زنے گشتہ مادر عروس
بشہوت شب و روز باہم بکار | نمیرد یکے تا نزاید ہزار
دراں کوہ بے میوہ و جاے شوم | کہ در روے ہمایوں تواں گفت بوم
نباشد چو چیزے دگر قوت شاں | بود بہترین طعمہ خر قوت شاں
۱۰ شہ کارداں کاں حکایت شنید | عجب ماند لب را بدنداں گزید
ہوس گرم شد طبع جوشیدہ را | کہ بیند تماشاے پوشیدہ را
ز لشکر گزیں کرد مرد ہزار | شتابندہ چوں باد در وقت کار
ز گوراں سبق بردہ ہنگام گشت | گرفتہ بتنگ آہواں را ز دشت
ز گرمی جہندہ برابرش چو برق | ز سر تا بپا زیر فولاد غرق
۱۵ بہ پیکان چوں موے خارا شگاف | ندیدہ کسے پشت شاں در مصاف

۱- بر۔ ۲- س: - گلیمے ز سر موے کشن بر وجود + قرہ سرخ رخ زرد و دیدہ کبود

۸- س ۲: - ہمانزا تواں

۱۴- ق و س ۲: - قدم

چو شیرِ درنده بشمشیر و تیر | بمردی و مردافگنی بی نظیر
بفرمود تا هر همه یک سره | کمین ساختند از درونِ دره
بهر گوشهٔ غار پنهان شدند | بر آن فتنها فتنهٔ جان شدند
چو بکرِ فلک در عماری نشست | شبِ تیره در پرده داری نشست
۵ عروسانِ شب زیور آراستند | فلک را بگوهر بر آراستند
فلک پرده زان لعبتان باز کرد | جهانبازیِ لعبت آغاز کرد
رسیدند بازی کنان فوج فوج | زد از دیو مردم همه دشت موج
چو طفلانِ همتاب بازی کنان | لب از آبِ بینی نمازی کنان
نشستند در زیرِ هر خاربُن | بهم انجمن انجمن در سخن
۱۰ چو دیدند نخچیر سازان ز راه | که نخچیر بیرون زد از صیدگاه
کمانها کشیده بر آهنگِ کین | چو شیران برون تاختند از کمین
دران وحشِ صحرا در آمیختند | گرفتند و کشتند و خون ریختند
بکشتند چندے به شمشیر و تیر | دگر زنده کردند لختے اسیر
ز چنگالِ آن قومِ بیباک نیز | فرو شد فراوان جوانِ عزیز
۱۵ سراسیمه شد هر دو از آن بدرگان | چو شیرے که افتد میانِ سگان
بر آنگونه کشتند پولاد را | که سنگینِ پولاد بنیاد را

ا ـ س ۲: ـ مردانگی ـ ۵ ـ س ا: ـ به مهتاب ۱۵ ـ س ا: ـ گشتند.

بدنداں ہمہ حلقہاے زرہ — بریدند یک یک گرہ بر گرہ
ہمہ شب ہنربرانِ جنگی بپاے — دراں قلعہ بودند دست آزماے
چو گلہاے سیارگاں بردمید — پر از سبزہ گشت ایں ہمایوں سپید
درخشندہ شد چشمۂ آفتاب — زہر سوے قلعہ برآمد زخواب

۵ ز زنبورکِ مردِ کابل بزور — بزنبور خانہ درافتاد شور
بجوش آمدند آں سگاں صد ہزار — چو موراں ز سوراخ ماراں زغار
برغبت شتابندہ سوے ہلاک — نہ از دشنہ ترس و نہ از نیزہ باک
رواں سوے شمشیر و خنجر براغ — چو پروانۂ کو زند بر چراغ
بہر حملہ صد دشت انگیختند — بہر مرد صد تن در آویختند

۱۰ یلانے کہ رستم نشاں آمدند — ازاں دیو بازی بجاں آمدند
باندازۂ زورِ بازوے مرد — نمودند با دیو مردم نبرد
ولیکن چو موجِ بلا بود سخت — بسیلاب طوفاں در افتاد رخت
یکے تن کہ در پیشِ صد تن شود — اگر خود تہمتن بود زن شود
بسا بچۂ شیر بر روے خاک — کہ گردد ز غوغاے موراں ہلاک

۱۵ ز چنداں ہنر آزماے سرہ — چہل تن بروں آمدند از درہ
دگر حملہ خفتند بر نطعِ جنگ — ز آسیبِ دنداں و آزار چنگ

---

۷ - تیغ - ۸ - سں ا:- دداں

ز پولاد پوشانِ خنجر گزار | درِ رخنه را گشت ز آهن حصار

گروهے گزاں در برش تاختند | سرِ خویش در دستِ خود باختند

ز بس تیغ راندن چو آب روال | فرو ماند بازوے مرد از توال

ز خوں غرق شد گرچه کهسار و دشت | ز دریاے شاں قطرهٔ کم نگشت

۵ زبوں گشت شه اندراں داوری | باندیشه جست از خرد یاوری

در آئینهٔ راے بسیار دید | نشد صورتِ چاره بر رو پدید

به آخر براں یافت خاطر قرار | که رخنه به آتش کنند استوار

بفرمود تا در گزرگاهِ تنگ | ره از چوب کردند محکم چو سنگ

برافروختند آتشے تا سپهر | که از دودِ آں تیره شد ماه و مهر

۱۰ رقیباں نشاندند تا صبح و شام | فروزنده دارند آتش مدام

همه مردم و چارپا و سپاه | بماندند از آں آتش اندر پناه

چو دروازهٔ فتنه شد ناپدید | درِ چاره را یافت دولت کلید

جهاں بادشاه بر سریرِ کیاں | برآمد به آئینِ فرخ پیاں

بزرگانِ درگاه را بار داد | پناهنده را رونقِ کار داد

۱۵ اسیرانِ یاجوج را جست پیش | بدیدن هوس کرد ز اندازه بیش

دو دیدند جمعے ز نظاره گاں | طلبگارِ آں آدمی خوارگاں

۱- بست - ۲- بردست - ایضاً - ق۲: - خون - ۱۵ - س: - خواند

رسن بسته بر شاه بردندشان — بخاصانِ درگه سپردندشان

سکندر ز نظارهٔ آن خیال — بحیرت همی شد ز حالی بحال

بفرمود کز مطبخ آرند خورد — ز بریانِ سُرخ و ز حلوای زرد

فراوان فشاندند از آن جمله چیز — بدلداریِ میهمانِ عزیز

۵ چو آماده شد نزلِ مهمان تمام — دلِ میهمانان درآمد بدام

نمودند ز انسان بخوردن شتاب — که آتش بخاشاک و تشنه به آب

نه چون سگ بخوردن ادب پیشهٔ — نه زان بستگی در دل اندیشهٔ

گه این روی آن را بناخن درید — گه او پشت این را بدندان گزید

چنان خوانچه پُر ز چشمِ تهی — بخوردند چون چشم بر هم نهی

۱۰ بران گونه دندان زدند از توال — کزان آسیا آرد گشت استخوال

در آیینِ شان خلق نظارگی — بحیرت فرو ماند یکبارگی

چو نان خورده شد شاهِ مهمان نواز — بریحانِ می گشت شان جان نواز

بفرمود تا همچو گردابِ ژرف — نهادند پُر مے تغاری شگرف

بدان آب کاتش برآرد ز مغز — نمودند رغبت حریفانِ نغز

۱۵ چنان درکشیدند بیباک و شرم — که بارانِ باریک بر ریگِ گرم

چو در مغزشان باده در کار گشت — ز سر فتنهٔ خفته بیدار گشت

---

۲ - م۱:- آن جمال

ازاں بوم خوئی فرود آمدند | چو زاغ و زغن در سرود آمدند
نشستند باہم بگفت و شنید | زبانہا در خندہا را کلید
زمے ہر کلاغے شدہ بلبلے | فگندہ دراں بوستاں غلغلے
ملک با دل حکمت اندوختہ | دراں تنگ چشماں نظر دوختہ
۵ بدشمن کزاں گونہ بیچارہ بود | ہمہ روز مشغولِ نظّارہ بود
چو در سدِ اسکندری رفت مہر | بہ یاجوج بازی در آمد سپہر
فروزندہ شد ماہِ ناکاستہ | چو اسکندرے موکب آراستہ
ہمہ شب ملک شیشۂ می بچنگ | ہمہ ریخت گوہر بہ آوازِ چنگ
بہر جرعہ گنجینۂ مے فشاند | غبارے زہر سینۂ مے نشاند
۱۰ نوائے چکاوک زِ رود و رباب | ہمی کرد خوں در رگِ زہرہ آب
کرشمہ کناں ساقیِ نیم مست | بہ خونریزِ مستاں پیالہ بدست
چو می داد ساغر نشینندہ را | دل از دست می برد بینندہ را
ندیمانِ خوش طبع بیدار مغز | غزل خواں شدہ بر نمطہای نغز
ازاں بلبلانِ خوش و نغز گوے | شدہ بزم چوں بوستاں تازہ روے
۱۵ زبس شمع کآں عالم افروز بود | شبِ تیرہ روشن تر از روز بود
چو اسپِ سحر زیں شدہ ہفت پوش | بر آورد دیولادِ رخشاں بدوش
بکہتر جہاندار نیسہ و زمند | برادرنگ شاہی بر آمد بلند

۱۶- م و- چو دشت سحر زیں شدہ ہفت جوش

عنان داده دل را به نیک اختری — باندیشهٔ سد اسکندری

بفرزانه فرمود کز هر دیار — مهیا کند جمله اسباب کار

ارسطوی دانا فرو ریخت گنج — بدین داوری گشت سرمایه سنج

بهای متاعی که بایست بود — بدامان جوینده دادند زود

۵ دویدند جویندگان سو بسوی — ز بهر مس و آهن و سرب و روی

مسی گر بخروار زر یافتند — خریدند چندان که دریافتند

نه آهن زر آهن اگر بود ریم — چو آب روان می فشاندند سیم

دگر جای از روی باز آهنی — ق — شنیدند کانی و یا معدنی

چو آهن فشردند در سنگ پای — ربودند چون سنگ آهن ربای

۱۰ ز بهر اساس بدانگونه سخت — کشیدند شش مه بدرگاه رخت

چو ساز عمارت شد آراسته — ز دلها شد آن بار برخاسته

نشستند پولادکاران روم — که پولاد بر دست شان گشت موم

ز مالیدن پتک کر گشت گوش — ز سندان بعیوق بر شد خروش

دمی کو دم کوره را گرم کرد — نه آهن که الماس را نرم کرد

۱۵ بفارغ دلی جابجا تن زدند — همه روز و شب خشت آهن زدند

چو در کورها پخته شد کار خشت — جهان سکهٔ گل بر آهن نبشت

---

۴ - س ا: - بها را - ۱۰ - ق و س ا: - رہبر اساسے - ۱۲ - س: - بود ۱۳ - ق ا: - بیل

خداوندِ فرمان بعزمِ درست | به بنیادِ سنجی میان کرد چست
سپه جست و حشرے بانبوه کرد | عزیمت بدروازهٔ کوه کرد
پس و پیش در کوشش آمد گروه | چپ و راست در کاوش افتاد کوه
چنان تیشه زد مردِ پولاد چنگ | که آتش برون آمد از نافِ سنگ
۵ زبس کاهنش سنگ را تاب داد | زتحت الثریٰ تیشه را آب داد
زکاویدنِ سنگها در شتاب | نخست آتش آمد برون آنگه آب
زگرمیِ سنگ آسِ تیشه بود تیز | شتابان تر از آب و ز آب خیز
چو آتش چنان دید پولاد را | که در آب حل کرد بنیاد را
بفرمود کاهن در آتش نهند | چو پولاد کز آتش آتش دهند
۱۰ اساسے کز انسان به تمکین کنند | بران خشتِ پولاد سنگین کنند
رسیدند بنیاد سنجان چو باد | اساسے نهادند محکم نهاد
بهر روے فرشے که انگیختند | بر و روے حل کرده می ریختند
بسنگاے که در عرض و در طول بود | بجاے گلش روے محلول بود
نباش از کم و بیش طرزے نداشت | چو پولادِ یک تخت و رزی نداشت
۱۵ نهانی به پیغوله آن اساس | دری بر کشیدند عالی قیاس
گزے شصت و پنج از فراخیش ساز | صد و پنجه اندر درازا دراز

۲- م:- سپه جمعیت - ۱۱ - ق پولاد

یکی قفلِ ششش پہلوا نگیختند — بزنجیر دہ گز درآویختند
گزی ہشت کردہ کلیدش پدید — سہ گز چار دندان ہاے کلید
ہرآں طول و عرضے کہ درکار بود — باندازۂ خود گراں بار بود
چو سدِ سکندر شد آراستہ — شد آشوبِ خصم از میاں خاستہ
۵ سکندر ز توفیقِ کارے چناں — ق — کہ برخاست از سینہ بارے چناں
دو روز و دو شب روے بر خاک سود — خداوندِ خود را پرستش نمود
سیوم روز کاسکندرِ صبح گاہ — ق — برآورد بر اوجِ گردوں کلاہ
جہاندار بر تختِ زر بار داد — بکوشندگاں گنجِ بسیار داد
کسانیکہ از بازوے چارہ سنج — ق — بہ بنیادِ سنجی کشیدند رنج
۱۰ نمود از درِ برگ سازندگی — بمقدارِ ہر کس نوازندگی
چو پاداشِ رنجِ کساں دادہ شد — بقدرِ عمل قیمت آمادہ شد
ز گردن فرازانِ لشکر سری — نشاند اندراں عرصہ بالشکری
کم و بیش آں کشوراں را اسیر — کہ تا یاد از فتنہ را دست برد
بضبط آورد کشور از طوق و باج — ز کشور نشیناں ستاند خراج
۱۵ عمارت کند جملہ ویرانہا — ز دہقاں بکشت افگند دانہا
شب و روز دربانیِ سد کند — یکے سد بہ نیروے خود صد کند

۴۔ س ۲: ۔ خلق از جہاں ۔ ۱۴۔ س ۱: ۔ تخت و تاج ۔ ۱۶۔ س ۲: ۔ یکے را

کند نام زد مردم از روم و روس — که کوبند بر در شب و روز کوس

تغلغل در آرند کوس و درای — جهان کر کنند از دم کرنای

بدان تا دران حصن بی فتح باب — رود فتنه زان نغمهٔ خوش بخواب

چو دانند کانجاست خیل و سپاه — هراسنده باشند ازان کارگاه

۵ چو زان کار شه را دل آسوده گشت — همان فتنه بوده نابوده گشت

علم را سوی روم پرواز داد — فرس را برفتن عنان باز داد

بیا ساقی آن بادهٔ چون عقیق — که هم کوثرش نام شد هم رحیق

فرو ریز تا چون بکشتی شود — خراباتی از وی بهشتی شود

بیا مطرب آن چاشنی بخش روح — که هم صبح ازو خوش شود هم صبوح

۱۰ فرو گوی و مجلس پر آوازه کن — دل و جان میخوارگان تازه کن

در نصیحت گردکنندگانِ دینار و درم که چون زخمِ تیرِ چرخ بخطا می بینند این مدورات را بدست خود سپری کنند و دل را گرهِ سیم نه بندند بلکه این مس قلب را ۱۵ در دل گره زنند که هیچ سرهٔ قلب را گره نه بندد

زهی بختِ بیدارِ آن نیک بخت — که ندهد بدزدان درین خانه رخت

---

۵ - م - چنان

مزاجِ جهان را که با کس نه ساخت — شناسد بدانسان که باید شناخت

چو دریابد از راهِ دانندگی — که هیچ ست سرمایهٔ زندگی

فراهم کند محرمِ چند را — گزارد بشادی دمِ چند را

خورد نقد خود با دمِ نای و کوس — بافسون خوران گزارد فسوس

۵ گزان بس که شد خوابگه در مغاک — بجز خاک خوردی نه باشد بخاک

بیا تا بشادی و فرخندگی — بر آریم با هم دمِ زندگی

بهم صحبتان دوستدگانی دهیم — نشینیم و دادِ جوانی دهیم

اگر باز کاویم بنیاد را — بنا بر غم ست آدمی زاد را

چو غم را کرانه پدیدار نیست — به از شاد بودن دگر کار نیست

۱۰ کسانیکه رخت از جهان برده اند — همه در غمِ زیستن مرده اند

که و مه طلبگار عمرند و بس — کسے را بمردن نیاید هوس

تقاضا چو تنگ ست جائے در نگ — چه داریم دل را به بیهوده تنگ

یک امروز در خوشدلی دم نهیم — غمِ دی و فردا بیک سو نهیم

دل امروز در بندِ فردا همان — نگر تا بفردا نیابی امان

۱۵ بعمری که نقدست دو از غم تهی ست — غمِ عمر نسیه خوری ابلهی ست

چو خواهی غم و شادمانی گذاشت — جهان خوش گذارا رتوانی گذاشت

---

۱۴ ـ س: ـ همان

همی تازه گردان دلِ ریش را | رها کن حسابِ کم و بیش را
متاعے که ده روزه مهمانِ تست | بخور کانچه خوردی همان آنِ تست
درم در جهاں بهرِ خوش خوردن ست | نه از بهرِ زیرِ زمیں کردن ست
زرے را که در گور کردی بزور | چو گورت کند سر برآرد ز گور
۵ نه بهرِ زیست آں گلِ رو نمائے | که او ماند و تو نمانی بجائے
گره گر تهی گشت بدخو مباش | سفالِ دو سه در جهاں گو مباش
کسے بر سفالے چه نالاں بود | که بازیچهٔ خوردسالاں بود
دو درمے کزو ده دل بست آدمی | بده تا پدید آیدت خرمی
درم چوں تواں داشت در دل نگاه | که گر مشت بندی شود کف سیاه
۱۰ دریں روضه تخمِ عمل پیش کن | کشاورزیِ دانهٔ خویش کن
بدل دانهٔ حرص چنداں مکار | که آخر پشیمانی آرد ببار
خود از بهرِ خود ده گرت هست چیز | که ندهد کسے بهرِ تو یک پشیز
ستانندهٔ هر جائے بینی بسے | رسانندهٔ دشوار یابی کسے
جوانمرد ازاں قبلهٔ دل خاست | که چیدن خوش و ریختن مشکل ست
۱۵ خساں ذره ذره بیکجا نهند | کساں توده توده بیغما دهند
بهم کردنِ تار جولاه راست | چو دیبا شود بخششِ شاه راست
برد کشتباں خوشهٔ خود بداس | دهد تنگ تنگ آسیاباں بآس

خزینه باندوختن خاص نیست — که دُر در خورِ گوشِ غوّاص نیست

بمنعم ندادست روزی رساں — مگر بہرِ آسایشِ مفلساں

درختے که دُور افگند برگ و شاخ — کند سایه بر زیر دستاں فراخ

کند کشت دہقاں چو بیخو نشگی — جہانے بمیرد ز بے توشگی

۵ اگر ابرِ بارنده گردد بخیل — نه برآبِ خود دجله ماند نه نیل

کسے کز پے سیم کاں میکند — بمزدوریِ حرص جاں میکند

نگر تا چه خوں خوردی از حرص و آز — که نقدے بدامانت آید فراز

ازاں بار صد کوه بر گردنت — کم از صد یکی در شکم خوردنت

خرے را که بیکار خربنده گشت — دو جو در شکم به که ده من به پشت

۱۰ بخور آں کت امروز باہم بود — که روزِ دگر روزیِ ہم بود

چو روزی خوری بہرِ فردا میانے — که نا اعتمادی بود بر خدائے

اگر مایه داری چرا کم خوری — چو بخشنده داری چرا غم خوری

چو روزی نخواہد کم و بیش گشت — نشاید بہمت کم اندیش گشت

براں تنگ روزی بباید گریست — که از بیمِ تنگی بود تنگ زیست

۱۵ ازیں غم که بے توشه ماندن بلاست — ہمه عمر بے توشه بودن خطاست

حکایت حریصے که باصد ہزار دینارِ مغربی چوں خوشید

۱ ـ س ا :- بدریاے چیں

همه شب در آرزوی قرصِ خور بودی بامداد که قرص خورشید پیدا شد در وی می دید و حسرت میخورد تا چندانکه در آرزوی قرص جان داد

۵ در افتاد قحطی بشهری درون | که می مرد مردم ز غایت فزون
حریصی که دینار بودش هزار | بدر یوزه گردی دران روزگار
رسیدش چو برداشت از جان اُمید | پس از فاقه چند قرصِ سپید
همیکرد از دور در وی نگاه | بدانسان که مردم بخورشید و ماه
اگر چش تهی گه پُر آزار بود | تهی چشمیش مانع کار بود
۱۰ همه روز از آن حسرت آزرده ماند | شب او مرد و آن لقمه ناخورده ماند
چو بی برزید مرد هنگام برگ | سبو سی نیرزد بهنگامِ مرگ

ساختن سکندر برگِ مجلس در باغ و از نای و نوشِ لبِ چینی نوش دار وی لبالب نوش کردن و چنگ زدن آن شاهینِ شاه شکار و دل ربودن از شاه و سیر کردنِ شاه او را از خلاصهٔ سرخاب و خونِ بط و گردنِ کلنگ

۶- ق - رفتی

کشایندهٔ نافهٔ این سواد — سرِ نافهٔ چین بدینسان کشاد
که چون فرخ اسکندرِ سرفراز — بفیروزی از ملکِ چین گشت باز
بران شد که فارغ دل و شادکام — ازان کامِ دل کام گیرد تمام
ز چین گرچه چندان غنیمت بہ برد — کنیفوے چین را غنیمت شمرد
۵ بهین روزی از موسمِ نوبهار — که گیتی شد از خرمی چون نگار
هم از اوّلِ بامداد آفتاب — بفرخنده طالع درآمد ز خواب
ز بادِ بهاری هوا مشکبوے — عروسِ جهان ز آبِ گل شسته روے
شده جلوه گر نازنینانِ باغ — رخ آراسته هر یکے چون چراغ
بساطِ گل از سبزه گلشن شده — چراغِ گل از باد روشن شده
۱۰ به لاله ز فردوس جام آمده — ز رضوان بگلبن سلام آمده
شده مشکبو غنچه در زیرِ پوست — چو تعویذِ مشکیں ببازوے دوست
بنفشه سرِ زلف را خم زده — گره در دلِ غنچه محکم زده
کشاده گلِ لعل جلبابِ نور — نظاره کنان چشمِ نرگس ز دور
ز بس تریِ اندامِ زیبائے گل — شده پاره پاره سراپائے گل
۱۵ شده سرخ گل مفرشِ بوستان — بصحرا برون آمده دوستان
برون کرده سوسن زبانِ خموش — همیکرد هر دم تقاضائے نوش

---

۱۰ - ق ۲: بگلشن

هوا بر سر سبزه می ریخت سیم ‌ ‌ ‌ مراغه همی کرد بر گل نسیم

بهر چشمه منقار بط آب گیر ‌ ‌ ‌ چو مقراض زرین بقطع حریر

بهر شاخ مرغ ارغنوان ساخته ‌ ‌ ‌ بهر نغمه گلبن سر انداخته

ازان نغمه کو غارت هوش کرد ‌ ‌ ‌ مغنی ترنم فراموش کرد

۵ غزل خوانی بلبل صبح خیز ‌ ‌ ‌ تمنای میخوارگان کرد تیز

ز آواز دراج در رقص تدرو ‌ ‌ ‌ سبک گشت در خاستن پای سرو

ز نالیدن قمری خوش نوا ‌ ‌ ‌ کبوتر معلق زنان در هوا

بروز چنین خوب و عشرت فزای ‌ ‌ ‌ سکندر سوی بوستان کرد رای

کس از نامداران نه در پیش و پس ‌ ‌ ‌ تنی چند خاص از غلامان و بس

۱۰ بفرمود وشاقان درگاه را ‌ ‌ ‌ زدن بر لب جوی خرگاه را

گل و میوه و نقل و می خواستن ‌ ‌ ‌ ملوکانه بزمی بر آراستن

ولیکن بشرطیکه در بزم گاه ‌ ‌ ‌ تهی کرد از خویش و بیگانه راه

کس از جنس مردان نماند بباغ ‌ ‌ ‌ بجز لعبتان برخ شب چراغ

کمر چست کردند وشاقان کار ‌ ‌ ‌ بفرمان بری پیش فرمان گزار

۱۵ مرادی که اشارت ز درگاه بود ‌ ‌ ‌ بیک چشم زد در نظر گاه بود

برآمد سراپرده بر اوج ماه ‌ ‌ ‌ سر نوبتی شد بابر سیاه

۱۳- ق و س ۲ - چو روشن چراغ

رسیدند شکرلباں در زماں | چمن گشت خالی زنامحرماں
نماند ایچ بیگانه را ست گرد گلے | دگر ماند ریحان و با سنبلے
زخوباں زمیں جنت آباد گشت | گلستاں پر از سرو آزاد گشت
صنوبر قدانی چو گلنار تر | برخساره خوں کرده گل را جگر
۵ بنا گوش شاں پر زیاقوت دُر | دہان لباں نیز از آں مایه پُر
لبے پُرمی و در خوے انگیخته | گلاب و شکر با ہم آمیخته
ہمه نازپرور دو نازک خرام | مه نیمه و آفتاب تمام
زبیداری فتنه خونخوار تر | زخواب جوانی ستمگار تر
مسلسل بسے دل به گیسوی شاں | معلق جہانی بہر موی شاں
۱۰ نہفته بمعجز گل خویش را | نظر بسته چشم بد اندیش را
بہر بازی از نرگس پُر خمار | خدنگ افگنان فرشته شکار
ہمه نارپستان و نارنج خوے | به بُرده زنارنج و نار آبروے
سخن گوی بر بط زن خوش سرود | چو آب روان دست ایشاں برود
خراماں و خوش پیش شه آمدند | چو پروین به مہمان مه آمدند
۱۵ زچنداں پری پیکران چو ماه | ہماں ترک چیں بود مطبوع شاه
که در جنگ خاقاں بجنگ آمدش | خرد فتنه چشم تنگ آمدش

۴۔ گلبرگ۔ ۷۔ س ۲: ۔ یکے مه یکے آفتاب تمام۔ ۱۰۔ ق: ۔ معتبر

جهان سوزی از مه شب افروزتر | ز خورشید دلش جهانی ز تر
بیک طره صد شهر بر هم زده | بیک غمزه بر ملک عالم زده
درآمد خرامنده با همسران | چو مه در نسق مشتری پیکران
بطاعت گه شاه با صد نشاط | زمین بوسه زد همچو نقش بساط
۵ ز فرمان فرهنگ دارای خویش | بصد ناز بنشست بر جای خویش
دگر نازنینان گلچهره نیز | بدامن کشیدند پای عزیز
اتاقان که بودند نزدیک و دور | رسیدند یک یک چو سایه ز نور
جهانی سمن بازو سرو جوان | یکی شیر و یک بیشه آهوان
ازان حورچهران مردم سرشت | شد آراسته مجلسی چون بهشت
۱۰ نوای بریشم برآمد بر اوج | رحیق از صراحی برون داد موج
ز نالیدن چنگ موزون نوا | فرشته درآمد چو مرغ از هوا
فروتن شده چنگ موزون سرای | سرافگنده و ایستاده به پای
خوش آوازی ارغنون و رباب | بمستان همیداد داروی خواب
به نغمه چنان بر کشیدند زیر | که از زهره و مه برآمد نفیر
۱۵ کرشمه کنان ساقی خوشخرام | همی ریخت خون صراحی بجام
قرابه چنان خنده زد سرنگون | که جنبش بدان قوت از سینه خون

۱- ق: - روشن - ۴- س۱: - چون سرنها - ایضاً - س۲: - زمین بوسه میداد با صد وداد - ۸- ق۲: - پر ۱۲- نغمه

بهر سو گل و غنچهٔ نوش خند — ملک و رمیان همچو سرو بلند

بزم ار چه دلبر ز حد بیش بود — دلش همبران دلبر خویش بود

نشانده صنم را به پهلوی خود — چو آئینه نزدیک زانوی خود

بهر دور ش آن ساقی نیم خواب — ز لب نقل میداد و از کف شراب

۵ بعشرت نشسته دو سرو جوان — پیاپی شده دوستگانی ز دل

ملک عاشق ردیش از جان و تن — بر انسان که او عاشق خویشتن

گهی گل همی ریخت اندر کنار — گهی دست می سود بر سیب و نار

چو می رغبت عاشقان تازه کرد — شکیب از میان عزم دروازه کرد

چنان باده در نازنین راه یافت — کزو شرم را دست کوتاه یافت

۱۰ هوای دلش قفل عصمت شکست — عنان تکلف ربودش ز دست

به افسون گری چنگ را برگرفت — فسونش بدیو و پری درگرفت

از آن نغمه کاندر پری خانه شد — سلیمان پری وار دیوانه شد

بر آئین خوبان ز شوخی و ناز — سرودی برآورد عاشق نواز

بر و تازه بود آن گل مشکبوی — که بویش جهان را کند تازه روی

۱۵ گه از رنگ تر عشوه بازی کند — گه از بوی خوش دلنوازی کند

چو بشگفت گل خوش بود بوستان — ولیکن بهمراهی دوستان

۳- س ۱ و ۲ : - خویش (دوامه د مصرعه) ۱۰- س ۲ : - بردن شد

چو بے صحبتِ ارجمنداں بود / چمن دور ازیں جاے زنداں بود

کسے را کہ من باشم اندر کمند / چہ حاجت بہ بالاے سروِ بلند

چو سروِ جواں را کنم خوشخرام / شود خواب و خور بر جواناں حرام

بیک غمزہ بر پارسایاں زنم / بدیگر رہِ آشنایاں زنم

۵ مشعبد کہ داند جہاں سوختن / زمن بایدش بازی آموختن

جہاں فتنہ در بے شرابی کنم / وگر مست باشم خرابی کنم

چو لب را کنم چاشنی گیرِ مے / شکر پیش بیروں نیاید زنے

ہمہ خونِ خوباں بکش مے خورم / دلی نوش بادم کہ خوش میخورم

چو درہم شود گیسوے من بروے / بخیزد براندامِ خورشید موے

۱۰ چو شانہ زنم زلفِ آشفتہ را / برقص آورم فتنۂ خفتہ را

بشکلے کنم سوے بستاں شتاب / کہ خوں گرید ابرِ بہاری نہ آب

رُخِ ہر صنم ناپدید از من ست / صنم خانہا را کلید از من ست

بہ تیرے کزیں چشمِ مست افگنم / صفِ توبہا را شکست افگنم

کسے کش برحمت زبانے دہم / بہر بوسہ تازہ جانے دہم

۱۵ دلے کش سپارم بیادِ ہلاک / کنم چوں گریبانِ گل چاک چاک

چو گیسو کشم مقنع از طرفِ گوش / کلاہ از سر اندازم و سر ز دوش

---

۳ - س ۲: - حریفاں - ۱۰ - س ۱: - کنم - ۱۶ - س ۲: کنم

پری گر چه باشد دل آویزتر — نباشد ز من آفت انگیزتر

هر آن جادوی کامد اندر شمار — بشاگردیِ من شد اُستادِ کار

بهار ار کند عالمی مشکبوی — دو عالم کنم من بیک تار موی

چو من در خراشش کنم ناز خویش — گراخون گرفت ست کاید به پیش

۵ هزبری که آید به نخچیرِ من — برون نابدش مهر زنجیرِ من

سپهر آفتابِ زمین خواندم — دگر ماه بینند همین خواندم

چو رفتم ببازارِ نیک اختری — جمالِ مرا بنده شد مشتری

منم قبلهٔ رومِ انجاز جسم — کرشمه مرا زیبد و ناز جسم

قصب را چو ز اندام بخشم جمال — کشم گردنِ ماه را در دوال

۱۰ بغمزه زکوهی برآرم نفیر — وگر مو شود موشگافم به تیر

مرا زین مژه موشگافی ست خوی — که دیدست کو موشگافد بموی

چو بینده در نارم آرد شتاب — لبش خشک بینی و چشمش پر آب

بهشتی ست این قامتِ چون نگار — پر از سیب و بادام و نارنج و نار

دل آنگه پذیرم بنظارگی — که جان برزدم در سرِ بارگی

۱۵ چو زلفم زنخ را بچوگان سپرد — ببازی ز خورشید و مه گوی برد

ز سیمم نگر غبغب آمیخته — هلالی ز خورشیدی آویخته

---

۴ - س ا: پلاے - ۹ - س ا: خوردرا - ۱۰ - س ا: بنغمه

بشوخی چو گیرم در آغوش چنگ
بزخمهٔ رگِ خوں کشایم زسنگ

بمستی چو رخساره شویم زخوے
دهم غسلِ پرهیزگاراں زمے

کسے را که من مست کردم خراب
نه بیند دگر هوشیاری بخواب

چو ساقی شوم باچنیں زلف و خال
بود باده چوں خونِ مستاں حلال

۵ گل از رنگ و رویم گلستاں شود
می از دستِ من آبِ حیواں شود

سکندر که گرد آبِ حیواں هوس
نظیرِ منش بود مقصود و بس

چو در روشنی چوں منی را نه دید
بتاریکی آبِ حیواں دوید

چو باز آمد آں مے به پیمانه یافت
به ویرانه گم کرده در خانه یافت

منه نامِ آں چشمه ایں جوے را
چه نسبت بمن آں سیه روے را

۱۰ چو من کے بود آں که در هر زمن
تواں شست از و دست نتواں ز من

نگر شاه زلفِ مرا در نیافت
که در عینِ ظلمات چنداں شتافت

چو در خلوتِ من نهانی رسید
بسر چشمهٔ زندگانی رسید

گر از چشم راجع شد او را برات
من اندر دهاں دارم آبِ حیات

گر انداز داو شیر و آهو به تیر
من آں آهوم کو بود شیر گیر

۱۵ گر او هست کیخسرو و جام جوے
مرا جامِ گیتی نما نیست روے

گر از مجلسِ او سمن میدمد
مرا لاله و گل زتن میدمد

گر او پیل بندد بجنسِ کمند
من از تارِ موئے کنم پیل بند

گر او حربه بر جسم نبردان زند | رخِ من رهِ شیر مردان زند

گر او اژدهاے ست در زین دلیر | من آرم ز زین اژدها را بزیر

گر او گیتی از لشکر آرد بدام | خیالم به تنها بگیرد تمام

گر او زنگ و چین را ستد بیدرنگ | بهر موے من هست صد چین و زنگ

۵ گر او هست بر تختِ زرپاے بست | مرا در دلِ او ست جاے نشست

گر او را کلاه است بر آسمان | مرا صد کلاه است بر آستان

گر او باز خواهد ز شاهان خراج | من از سروران سر ستانم نه تاج

گر او گنجِ زر پخته دارد تمام | مرا نیز گنجے ست از سیمِ خام

گر اقبال و دولت ورا یاور اند | مرا هر دو چون کمترین چاکرند

۱۰ گر او جبرئیل ست با پرِّ نور | منم قبلهٔ خوبرویان ز دور

گر او تخت گیرد ز کین چون شهان | من از پا زدے مهر گیرم جهان

گر او دشمنان را بخون خورد دست | مرا خونِ صد دوست در گردن ست

گر او را یک آئینه بر کف نشست | دو آئینه دارم من از پشتِ دست

علمهاے او گرچه بالا رس ست | مرا یک علم هم ز بالا بس ست

۱۵ کمانِ وے ار صد شکار افگند | یک ابروے من صد هزار افگند

کمندِ وے ار صید بندد مدام | من آنم که صیاد گیرم بدام

۱- س ۱ :- حمله - ۱۴ ا- س ۲ :- مرا قامتِ سرو بالا بس ست

نگین وی از لعل رمّانی ست — نگین لب من سلیمانی ست

رخش گر جهان را مبارک نمود — من از وی مبارک ترم در وجود

لبم با لب شاه در خنده باد — رخم با چنان روی فرخنده باد

چو سازنده ارغنوان نوش نوش — بدین رهزنی کرد تاراج هوش

۵ ز سرها خرد رفت و سر مست رفت — ملک را عنان دل از دست رفت

بخوبان دیگر اشارت نمود — که هر یک بسوی چمیدند زود

چو پروین ز همراهی ماه راند — مه آفتابی بخرگاه ماند

تهی گشت خرگاه شاهنشهی — ولیکن شه از خویشتن شد تهی

چو لختی از آن بیخودی بازگشت — ز مستی بجید سرانداز گشت

۱۰ حکیم الهی طلب کرد شاه — که بستند با عقد خورشید و ماه

از آن مه که مهمان برجیس بود — سکندر سلیمان بلقیس بود

ملک سرخوش و نازنین نیم مست — دو عاشق بیکدیگر آورده دست

رسانیده این خضر صافی صفات — به اسکندر تشنه آب حیات

چو نوشیدن از دست جانان بود — هر آبی که هست آب حیوان بود

۱۵ ز بس کاو دریدش ز آغوش تنگ — بنفشه دمید از گلی لاله رنگ

همای در افگند باز سپید — در آمیخت گل برگ با مشک بید

---

۷ — به مهمانی ماه ماند — ۱۲ — س: — ملک مست و آن نازنین نیز مست — ۱۶ — س۲: — در افگند

زشاخِ گُل و نخلِ خرمای تر | گهی انگبین چید و گاهی شکر
گهی نار با سیب پیوسته بود | گه از نار دان سیب را خسته بود
گرفته زگُل خرمنی در کنار | همش نار بر دست و هم آبِ نار
زساعت کمر ساخت دلخواه را | کشید از دوالِ قصب ماه را
۵ بگنجینهٔ آرزو دست برد | کلیدِ خزینه بخازن سپرد
بکانِ گهر شاخِ مرجان نشاند | گهر سفت و یاقوت بیرون فشاند
چو خورشید را چشم در خواب رفت | پیاله فتاد و مِیِ ناب رفت
به بربط زنی زهرهٔ پرده ساز | شد از پردهٔ تار بربط نواز
به پرده درون خسروِ پرده پوش | بخاتونِ پرده نشین داد هوش
۱۰ در آن ره که هرگامش از دل برفت | نشد مانده تا بست منزل برفت
چو زان می دلِ تشنه سیراب کرد | زسرمستی آسایشِ خواب کرد
چو شد رومیِ صبح رخساره شوی | فرو شست خالِ سیه را ز روی
عروسانه خورشیدِ چینی خیال | نمود از پسِ چادرِ شب جمال
دگر ره مه چین و خورشید روم | نشستند باهم چو دو نخلِ موم
۱۵ همان عشرتِ دی زسر تازه گشت | همان ساز شب عالی آوازه گشت
رسیدند باز آن پری پیکران | کشیدند صهبا گران تا گران

۳۔ س ۲ :۔ آب ۶۔ س ۲ :۔ در کان فشاند

ز رود و سرود و گل و نقل و مے | فزاینده شد خورمی پے بہ پے
بشادی ہمہ روز ساغر زدند | گہے چنگ گہ بربطِ تر زدند
بہنگامِ شب عاشقِ رفتہ ہوش | بُتِ دوش را بست پیمانِ دوش
بیک بُرج زینگونہ تا چند گاہ | قراں کردہ بودند خورشید و ماہ
ہمہ عمر ازاں پس بُتِ سیم ساق | نبودی ازاں صُحبتِ شائستہ طاق
سکندر کزاں سال جہاندار بود | پرستارِ خود را پرستار بود
بخرگاہِ ذوق و طرب گاہِ بزم | بصحرائے نخچیر و میدانِ رزم
حریفے بدانگونہ درخور نداشت | وگر داشت با او برابر نداشت
جہاں خورد و خوش خورد و بُرد و کرد | بدیں مایہ نامِ نکو سود کرد
تو نیز ار توانی ہمیں سود کن | جہاں را بخور شاد و بدرود کن
کہ فردات چوں خورد ندہد کسے | پشیمانیت خورد باید بسے
بخاک اندروں لقمہ خور کرد نیست | بجز افسوس و حسرت دگر خورد نیست
بجامِ طرب زندہ کن جانِ پاک | کہ محتاجِ جرعہ است مردہ بخاک
بیا ساقی آں گنج دانِ نشاط | ق کہ اندیشہ را در نوردد بساط
بدہ تا نشاطِ سخن نو کنیم | وز و مجلس آرائے خسرو کنیم
بیا مطربا ساز کن چنگ را | بنالش درآر آں پر آہنگ را

۱۔ س: خوشش ۔ ۱۶۔ س ۔ لبساط

زہی گیرکز ذوقِ آوازِ نے
حریفاں نگردند محتاجِ مے

ستایشِ جوہریانی کہ از فعلِ ایشاں متاعِ انفعال
نریزد کہ پیش ازاں دریں کیف دیگراں کم بُردہ بودند
وچوں آں وضعِ ملکِ ایشان باشد بغیری مصاف
نتواں کرد مثلاً گردۂ کس دِ ملکیت ست آں سخن گویند
ازاں مقولات عشرجوہرہماں یکی آں تو نہادموضوع در
صنعت دادہ و دیگراں را کہ چوں اعراض اند چنداں
بقای نباشد

دلِ روشن آئینۂ شد زغیب
کہ ہر دم برآرد خیالے زجیب

بہر پیشۂ پیکرِ نو کند
بہر پیکرے زیورِ نو کند

بہر صنعتے کاندیشش درگرفت
نموداری از خود برآرد شگفت

چو بیکار نہ گزاری اندیشہ را
تراشے دہی عاقبت تیشہ را

زخود قالبے باید انگیختن
نہ در قالبِ دیگراں ریختن

مثل گر تو آهنگری در هنر — ز آرایش تیغ و پیکان مپر

چو این کهنه آمد نو دیگران — درین فن توئی پس رو دیگران

مثال دگر کن بهنجار خویش — که خلقی کنی پس رو کار خویش

چو هر صنعت آید ز دانا به تو — ببین تا چه فرق ست از تو تا به تو

۵ در انگیزش و ساخت فرق ست چند — که این نخل کارست و آن نخلبند

بدانها بنا ز استاد توی ست — کزو هر زمان صنعتے انوی ست

وگرنه بمرغان که تعلیم کرد — که باید پناه از پئے بیم کرد

بموران که آموخت صحرا کنی — بموشان که فرمود نقب افگنی

بسے هست گنجشک باریک باف — که در خس شگافی بود موشگاف

۱۰ بزنبور بین کز پئے خورد و خواب — کند خانها صد هزار از لعاب

مگس کانگبین ست بنگاه وے — که هم خانه قے کرد و هم سخت قے

بهر خانه بین عنکبوتان که چون — کشند از شکم خانۂ خود برون

چراگاه پوید بهر خانه خوار — که او در شکم خانه دارد هزار

ازان جانور ساخت کاشانۂ — که حاجت ندارد بهر خانۂ

۱۵ ولیک آدمی را بجز خانه نیز — به خانه است بایست بسیار چیز

بران می گمارد بناچار هوش — که سازد هر آنچه بدل کرد جوش

---

۵ - س ۲ - نخم - ۱۱ - س : - راست منیادوے

همه خلق وضعِ گزین پیش کرد — متاعے باندازۂ خویش کرد

که تا ماند از گردشِ روزگار — نمودارے از ہر یکے یادگار

ز جمشید ماند آلتِ دار و گیر — سریر از سلیمانِ صاحب سریر

ز توراں کلہ و ز کیاں تختِ عاج — درفش از فریدوں ز ہوشنگ تاج

۵ ز کیخسرو آں گیتی افروز جام — کہ دیدے درو رازِ گیتی تمام

صطرلاب و آئینۂ گوہری — نمودارِ آئینِ اسکندری

چناں کز سراں ماند سازِ سراں — دگر سازہا ماند از دیگراں

ولے رختِ خاص ارچہ موزوں ترست — بکالاے کم حاجت افزوں ترست

مبیں شکلِ غربیلِ چوبیں ہوست — ببیں چند باریک بیزے ز دست

۱۰ دگر آسیای ست اندر خراس — دقیقہ نگر چند دارد اساس

در آندم کہ گردد شکم دام خواہ — گلیں دیگ بہتر ز زریں کلاہ

چو تُرکِ گرسنہ خورش گم کند — کُلہ در تہِ دیگ ہیزم کند

شنیدم کہ در روزگارِ نخست — ق — کہ اندازِ ہر پیشہ می شد درست

ہمہ کس ز راہِ نیازے کہ داشت — ہمی ساخت آہنگ سازی کہ داشت

۱۵ یلاں تیغ، ترکاں کماں ساختند — زناں دوک، مرداں سناں ساختند

یکے پنبہ رشت از پئے جامہ را — یکے بافت پوشیدنِ عامہ را

۱- س ا:- وصفے۔ ۵- س ب:- ز کیخسرو گیتی۔ ۱۱- س ب:- یکے قرص جو بہتر از صد کلاہ

یکی بهر زیب خود آئینه ساخت　　یکی بهر آب سفالینه ساخت
یکی شمع افروخت از بهر تاب　　یکی شیشه ساخت بهر شراب
یکی تیشه سندان زد از بهر کوب　　یکی تیشه ساخت از بهر چوب
یکی دسته بر عصا بر نهاد　　یکی آسیا را دو پایه نهاد
۵ یکی کوزه خم برانگیخت خورد　　یکی خوان کاسه پدیدار کرد
کنون هر چه این مردمان می خورند　　همه بخشش دیگران می خورند
شد از هر کس آرایش خاسته　　که ترتیب عالم شد آراسته
بر چیزے که باشد فراوان نیاز　　چو بینی کم هیچ آید فراز
چراغ بدان کے زند لاف نور　　نه لی پاس صد گنج دارد ز دور
۱۰ بود نرخ جاروب فلسے و بس　　که ده خانه را پاک دارد ز خس
گر این سازها نیست جستے فراغ　　بجز پادشا کس نکردے چراغ
چو کالاے و کار آمد اندر شمار　　هوس شد بکالاے افزون بکار
گروهے بمزمار و تار آمدند　　گروهے بنقش و نگار آمدند
گروهے بهنگامه گشتند فرد　　گروهے کشیدند شطرنج نرد
۱۵ گروهے بچوب و رسن بر شدند　　گروهے بباز و کبوتر شدند
چنان کالت کارها شد عزیز　　ازان بیشتر گشت بازیچه نیز

۱- س- یکے بهر خیزے دو آلینه ساخت - ۱۲- س ل- کم آمد

ازین نکته مقصودم آن ست و بس | که زاینده باید دلِ پُر هوس
ببین تا بزرگان چها ساختستند | که کارِ تو پیش از تو پرداختستند
توانی تو با این همه سرکشی | که یک سان ز ازین سان زخود برکشی
کسان کز خود این جمله فرموده اند | نه آخر چو ما آدمی بوده اند
۵ چو انگیزشِ زیرک افزون فتد | دم اندر دمش وضعِ موزون فتد
عجب نبود از بے فسون و فسیں | دماند بر از عاج و گل زِ آبنوس

حکایت دو تراشنده که یکی برنج از استخواں بیروں کشید و دیگرے کنجد از شاخ برآورد

۱۰ تراشیده پیرے زطبعِ جواں | برنجی تراشیده از استخواں
به ہمچوں خودے برد و خواہش نمود | که این دانه را پخته پیش آر زود
شد مرد در دیگ چوں شاں فشاند | زمانی زِ پا میہماں را نشاند
چو کرد از پئے چاشنی کام تر | بُد آں دانه زاول بسے خام تر
زمانی دگر ماند چوں باز دید | بزیر نہیب ہماں راز دید
۱۵ چو آں خام کارے گزشت از قیاس | زصنعت شد آگاه صنعت شناس

۱- س ل :- مقصود آنست - ۷ - د سرخی) ق :- از دندانِ ماہی - ۱۲ - شد آن مرد د
۱۴- س :- دگر چوں چشید آں ہماں راز دید

کهن کنجدے داشت ناکاشته — ز بهر چنیں روز را داشته

بیاریکی از شاخ بر کرده ساز — که از کنجدش کس ندانست باز

بهماں کفے داد کیں کن بکار — دمے تا رسد لقمهٔ خوشگوار

هنرمند کردش چو در کام جاے — نشد چیره دندانِ پولاد خاے

۵ برون برد آں خوردهٔ و باز جست — که ایں کنجد از کشت زارِ که رُست

بگفتش بیوشندهٔ پخته کار — کز اں کشت کامد بر بخت ببار

هنر پروراں کز هنر مے پرند — یکے از یکے در هنر برتر اند

داستانِ دوانی که خداوندانِ امر و نهی از برائے
۱۰ حال و استقبال وضع کردند مبنی برآنکه اسم ایشاں از اں
فعل در حرف ماند و ذکر مصنوعاتیکه اسکندر بالهام
الٰهی و قوت طبعی و صنعت ریاضی اختراع کرده و باشارات
او بر قانونِ حکمت تمام گشته و مناظرهٔ چینیان و رومیان
۱۵ که در نظرِ او بود ـ قصّهٔ سطرلاب که در آفتاب و گردش

۱ـ ق۲ :ـ روزش آراسته ۳ـ س۲ :ـ دگر ـ ۵ـ س۱ :ـ برون کرد
۷ـ س۱ :ـ که مرداں که گوے هنر مے برند ـ ۷ـ س۲ :ـ بهتر

بُرہانِ روشن شد صورتِ جمالِ آئینہ و ارداور و نمود

نمایندۂ صورتِ ایں جمال	چنیں داد زآئینہ بیروں خیال
کہ اسکندر از راہِ پنہاں روی	چو در رفت در غارِ کیخسروی
برا ورنگِ کیخسروی سود پاے	بہ کیخسروِ دیگر آراست جاے
ستد جام و بر دستِ بخشندہ کرد	تماشاے آں جامِ رخشندہ کرد
جہاں را در وے مدارا بدید	نہانِ جہاں آشکارا بدید
بسے حل شدش مشکلِ روزگار	بسے راز پنہانش گشت آشکار
بسے یادِ آں شاہ در دل نگاشت	کز آنساں عجب یادگارے گذاشت
دلش خواست از راے پوشیدہ بہر	کز و نیز ماند نشانے بدہر
چو گوہر بروں آمد از تیرکاں	فرو ریخت ایں قصہ با زیرکاں
کز اں دوربینی کہ دارم بہوش	چو کردم من ایں جامِ بے بادہ نوش
نہانہاے ایں جامِ آئینہ فام	دریں جامِ رخشندہ دیدم تمام
در وے دمیدم ز جانِ عزیز	بر آں جام و سازندۂ جام نیز
کنوں کاں ہمہ پادشاہی مراست	بزرگی ز مہ تا بماہی مراست
حکیماں کہ من دارم از بیش و کم	نہ کیخسرو آں داشت ہرگز نہ جم
چرا باید اختر کہ در روزگار	نشانے نماند ز من یادگار

زمین بوس دادند روشن دلان — نمودند کای قبلهٔ مقبلان
چه فرمود شاهِ کفایت شناس — که آن بر کفایت نگردیم اساس
هر آن فن که مقدارِ مردم بود — نه مردم بویم ار زما گم بود
برین گفته باهم نشستند راست — که تا او کند آنچه جوینده خواست
۵ همه فیلسوفانِ هر پیشهٔ — نهادند روی اندر اندیشهٔ
همه کس دران رازِ پوشیده حرف — باندیشه می کرد جهدی شگرف
چو هر کس مثالی ز هر باب ساخت — ارسطوی دانا صطرلاب ساخت
بیونانی اصطرتراز و بود — که در سکهٔ عدل ساز او بود
دگر معنیم باز پرسی زلاب — بود هم بگفتارِ رودم آفتاب
۱۰ چو این نامها شد به پیوند راست — بترکیبِ موزون صطرلاب خاست
پس آن کو مرادِ صطرلاب جست — ترازوی خورشید باشد درست
دگر کار دانان دران داوری — دگرگون نمودند نام آوری
یکی گفت لاب ست نامِ حکیم — که او ساخت این پیکرِ مستقیم
اگر چش براسکندر انداختند — ولی پیش از اسکندرش ساختند
۱۵ دگر گفت لابی کش این نور بود — ارسطوی فرزانه را پور بود
دگر گفت دیدم بتاریخِ عام — که شد پورِ ادریس لاب نام

---

۳ - س ۱: - بدینگونه - ۱۴ - س ۱: - اگرچه باسکندر - ۱۶ - س ۱: - که بد

ازاں بہرہ کو داشت اندر سپہر | برآراستی نیں ساں ترازوی مہر
برایں گونہ ایں ماجرا را کہ ہست | کند ہر کسے بر کسے باز بست
بتحقیق چوں کردہ شد باز جست | درستی شدش ہم ز رسطو درست
غرض سالہا خسروِ کار سنج | بکارِ صطرلاب مے بردِ رنج
۵ کہ ما ہم بر آئینِ پیشینہ جام | بفرہنگِ فرزانہ گردد تمام
بخورشید سنجی چناں سر کشید | کہ در ثقبہ خورشید را بر کشید
سما کو چو پرِ مگس تاب داد | بُد آں عنکبوتِ صطرلاب زاد
ازاں تنگ سوراخ بینش فروز | شدش پر ازِ خورشید روشن چو روز
ز آگاہیِ آں چناں رازہا | ہوس بیش گشتش دراں سازہا
۱۰ شنیدم ز گویندۂ راست گوی | کہ در چند گہ شاہِ فرزانہ خوی
نشستے بفرزانگی با مہاں | مثالے بر آراستی در نہاں
چو گشتی نمو داری آراستہ | شدی پردہ از پیش برخاستہ
در آں پیکر از پیکر آرائے خویش | عمل یافتی در عمل ہائے خویش
ازیں ساں بسے سازہا کرد اساس | بنرخ اندک و در عمل بی قیاس
۱۵ نشانہا کہ امروز ازاں مرکز است | ترازوی وکیلِ کیانِ گزست
ہموں ریختہ در طاسِ ساغر زلال | ہموں کوفتہ بر پنج نوبت دوال

۵ سں: تاہم - ۵ - م۲: - گردش - ۸ - سں ا: - دانش - ۱۱ - سں: - بفرزانگانِ جہاں
۱۴ سں ا: - کارہا - ۱۶ - سں ا و ۲: - ہمہ - ۱۶ - ق: - ہم او

چو بنیادِ نوبت سکندر نهاد — سه از شه شد و پنج سنجر نهاد

بماند اینک از چرخِ گردش نمای — سه و پنج شان در سپنجی سرای

سراپرده و خیمه از گاهِ جم — ز گرگینه بود و پلنگینه هم

ازان خیمها کز پئے عام ساخت — همه ساز آن اهم از جام ساخت

ز فرهنگِ آن خسروِ روم و زنگ — بدل شد بکرباسِ چرمِ پلنگ

هر آلت که پیش ست سویش نیاز — بدورانِ او بیشتر یافت ساز

نمطهای شاهی که جا دید ماند — ز آرایشِ رای جمشید ماند

زاسکندر آن ماند در روزگار — که در حاجت و حکمت آید بکار

زبس کو فرو شد بهر پیشهٔ — خبر یافت هر جا یک اندیشهٔ

هنر پیشه مردم ز هر چار سوی — بسوی هنر جو نهادند روی

هنر پیش می برد هر کار سنج — باندازهٔ کار می یافت گنج

بفرخنده روزی چه دادند تاج — بفرخندگی بود بر تختِ عاج

بزرگان کمر در کمر یافته — مسلسل چو زنجیرِ زر بافته

بر کرسی نشسته قوی پایگان — گران کرده جای گران مایگان

ندیمان ز دانش سخن کرده ساز — حکیمان ز حکمت بیان کرده راز

ز هر هوشمندی و دانشوری — همی رفت گفتاری از هر دری

۲- ق: - نوبت - ۴- ق۱: - عامه - ایضاً - ق۲: - جامه - ۱۵- م۲: - زبان کرده باز

زہرما جرائے چو بگزشت کار | بصنعت گرہا در آمد شمار
زکار آزمایانِ نو تا کہن | ہمی گفت ہر کاروانی سخن
چو گفتند ہر کس زہر گونہ چیز | سخن گفت ارسطوے دانندہ نیز
کہ صنعت گرِ چند باریک بیں | بردم آمدست اندر اقصای چیں
۵ ازاں جا کہ شد دعویِ کارشاں | بروں ست از اندازہ گفتارِ شاں
در ایوانِ شاں خواند باید براز | کہ برہانِ دعوی نمایند باز
ملک گفت تا پیش خوانند شاں | بترتیبِ صنعت نشانند شاں
فرستادۂ تگ زد از بارگاہ | سبک حاضر آورد شاں پیشِ شاہ
طلب کرد زایشاں شہنشاہِ دہر | کہ بیروں دہند آنچہ دارند بہر
۱۰ ہماں نقشبندانِ دانش پسند | شدند از مژہ خاک را نقش بند
پس آنگہ کشادند یکسر زباں | کہ جاوید بادا سرِ سروراں
ہمیشہ جہاں زیرِ فرمانش باد | زشمعِ خرد نور در جانش باد
ہنرپیشۂ چند مانی خیال | زچیں آمدستیم صنعت سگال
کہ تمثالِ چینی چناں برکشیم | کہ برحرفِ رومی قلم درکشیم
۱۵ کسے آید ازرومی نمودارِ ما | کہ گم گردد اندیشہ در کارِ ما
ہراں نقش کز خامہ شد رونمای | بدیوارِ ایوان بجنبد زجای

۵ - س ۲ : - اندیشہ - ایضاً - م ۱ : - زاندازہ کاشان - ۱۱ - ل ۱ : - مرزباں

ولی نقشِ ما کان نه از خامه رست ‌ ‌ ‌ بسی رو سکون نیست چون دیبه ست

مقابل بود نیمهٔ اردبرے ‌ ‌ ‌ مشابه بود با [illegible] روے

کند هرچه در پیش رو پیش کند ‌ ‌ ‌ وگر پشت اگر پشت سو پیش کند

چنان پشت آید که پیش آیدش ‌ ‌ ‌ همان نماید که بینند پیش

۵ ازینسان خیالے که داند نمود ‌ ‌ ‌ که بیجان چنینها تواند نمود

نیابند اگرچند جویند چند ‌ ‌ ‌ بروم اندران نقشهای نقشبند

شگفت آمد این ماجرا شاه را ‌ ‌ ‌ بزرگان و دانایان درگاه را

زهر جاے پیکر نگارے بروم ‌ ‌ ‌ رسند پیش شه از همه مرز و بوم

چنان در هنر نقش چینی کند ‌ ‌ ‌ که بر چینیان نکته چینی کند

۱۰ نگارندگان جمله با ساز و رخت ‌ ‌ ‌ بفرمان رسیدند در پیشِ تخت

اِشارت چنان آمد از بارگاه ‌ ‌ ‌ که هرکس بجاے کند کارگاه

کند رومی از نقشِ نوخاسته ‌ ‌ ‌ جُداگانه ایوانے آراسته

به چینی هم ایوانِ دیگر دهند ‌ ‌ ‌ که با خصم سازش برابر نهند

دگیلانِ ایوان نمودند جاے ‌ ‌ ‌ دو ارژنگ را در دو ایوان سراے

۱۵ گرفتند هر قوم با سازِ خویش ‌ ‌ ‌ در ایوانِ خود پردهٔ رازِ خویش

خیالے که مردم هنر پیشه داشت ‌ ‌ ‌ همی بست ازانسان که اندیشه داشت

۱۴- نسخ ۱: - نهادند- ۱۶- نسخ ۲: - بسے بست

چو شد حجّتِ هر دو دعوی تمام ‏ ‏ ‏ ‏ سپر زد بر دستِ حاکم ز مام

شهِ کارداں بهرِ آں بازجست ‏ ‏ ‏ ‏ بایوانِ رومی در آمد نخست

صنم خانهٔ دید خاطر فریب ‏ ‏ ‏ ‏ ربوده ز ارزنگ مانی شکیب

نگارے بصد رنگ چوں نوبهار ‏ ‏ ‏ ‏ خیالے بصد نقش چوں روزگار

۵ بسے رومیاں استایش نمود ‏ ‏ ‏ ‏ پس آنگه به چینی گرایش نمود

چو در شد به ایوان و بینش گماشت ‏ ‏ ‏ ‏ چه بیند که خود تابِ دیدن نداشت

همه روئے دیوار دید آهنی ‏ ‏ ‏ ‏ سراسر زدوده بصد روشنی

دراں روشنی عکسِ دیوارها ‏ ‏ ‏ ‏ نموده چو صورت بدیوارها

اگر پس نظر کرد و گر پیش دید ‏ ‏ ‏ ‏ بهر جانبے پیکرِ خویش دید

۱۰ جهت هائے ایوانِ صورت پذیر ‏ ‏ ‏ ‏ دراں بے نظیری نبودش نظیر

کسے کو بهمراهیِ شاه بود ‏ ‏ ‏ ‏ بهر جا خیالیش همراه بود

براں ساں که جنبید هر کس ز جائے ‏ ‏ ‏ ‏ نمودار او بود جنبش نمائے

چو شد شه دراں بقعه نظارگی ‏ ‏ ‏ ‏ شگفتی فرو ماند یکبارگی

بهر سو که نظارهٔ در گرفت ‏ ‏ ‏ ‏ نیارست ازاں جا نظر بر گرفت

۱۵ چو کم دیده بود آئینه پیش ازاں ‏ ‏ ‏ ‏ بدیدآں و شد دستِ حیرت گزاں

بپرسید کیں سازِ آهن زِ واے ‏ ‏ ‏ ‏ نخست انچه ساں شد بچیں رونمائے

---

۱۵ - م ۲ :- بدیدن شده

هنرپروران پیش آراستند | کز آن پیرکان کین هنر خواستند
اساسِ هنرهای آن شد نخست | که نقشے کز آنجا بگیرد درست
ازاں جا بهر دستگاهے نشست | عروسانِ چین شد از آن پایه پست
خبر چون بصاحب کلاهان رسید | ز دستِ عروسان نشانی بدید
۵ سکندر چو بشنید کرد آفرین | چه بر چین چه بر کارِ نقشینِ چین
درین صورت آئینه در مرز بوم | ز چین گشت صورت نه از سوے روم
سخن کز درستی بشرح اندرست | اساسش ز نقاشان نه ز سکندرست
ولیکن سکندر درین داوری | نشانی گرفت از نام آوری
نگارنده زان گونه بست این نگار | که نقشے بروشنے برآرد نگار
۱۰ دل آزرده چند تاراجِ راه | رسیدند پوینده در بارگاه
نمودند کے خسروِ نام جوے | نفیر از فرنگانِ بیداد خوے
گروهے ز گرمی چو بادِ سموم | برآورده آتش ز دریائے روم
جزیره که خوانند قبرس بنام | شد این قومِ بے عاقبت را مقام
ازاں جا بکشتی نشینند تند | بدنبالِ شاں باد را پویه کند
۱۵ پیاپے بصد گونه زشتی کنند | وزاں گونه تاراجِ کشتی کنند
جهاز ار فزون ست و راند کسے | سلامت بساحل نیاید کسے

---

۱۴ - س۱: نشینندہ تند - ۱۴ - س۲: - باد پویندہ شد

چو ما را بدیں جانب آمد جہاز — رسیدند پیرامنِ ما فراز

نمودند در کشتیِ ما شتاب — چو موجے کہ در کشتی اُفتد ز آب

بانبوہ در ما در آویختند — گرفتند و خستند و خول ریختند

ز شامیم بازارگانِ سہ چار — بار مینیہ می کشیدیم بار

۵ ز مغرب طرائف بسے داشتیم — بپاداشِ سر حملہ بگذاشتیم

کسانیکہ کردند زور آوری — سُپردند کالا و سر سرسری

چو شد کشتیِ ما ز زنجیر گاہ — کنوں ماؤ زنجیرِ دہلیز شاہ

متاعے کہ دزداں ز ما بردہ اند — نہ از ما کہ از بادشا بردہ اند

چو شہ میرِ بحر و بیاباں بود — بتاراجِ ما بر کہ تاواں بود

۱۰ چو تو پاسبانے و غارت چنیں — جہاں چوں پذیرد عمارت چنیں

چو تاراج گشت اشترِ ساربان — چہ سود از توانائیِ کاربان

اگر دادِ ما داد شہ ور نہ پیش — ستانیم داد از خداوندِ خویش

سکندر چو بشنید فریادِ شاں — فرو شد باندیشۂ دادِ شاں

بخود گفت کارے بہ بیگاہ و گاہ — پناہندہ را شاہ باید پناہ

۱۵ اگر چارہ شاں من نہ سازم برآز — دگر کیست بیچارہ را چارہ ساز

بود واجب اُفتادہ را یارئے — ولی دارد ایں کار دشوارئے

۲- درکشتیِ ما - ۴- ق۲ :- کہ بارِ زمیں - ۱۱- ق۱ :- اُشتر از کارواں الیضاً - ق۲ :- پاسباں - الیضاً - ق۲ :- کارواں

۱۴- ق۱ :- ماستد

گر این پویه بودے بصحرا و کوه — زمین گشتے از بارِ لشکر ستوه
چو نتوان بدریا فرس تاختن — بباید دگر چاره ساختن
مرا دیریاز ست تا در دل ست — اساسے که ترتیبِ آن مشکل ست
بدان گونه کاندر سطرلاب ها — توان دید افلاک را باب ها
۵ بسازیم شکلے دگر تابناک — که بینیم از و را ز دریا و خاک
شبے چند با فیلسوفانِ عهد — بانگیزشِ تازه می کرد جهد
چو با خود خیالے گرفتند راست — خیال آشکارا شد و پرده خاست
بفرمود شہ تا خداوندِ رائے — ہم آہن رساند ہم آہن زدائے
چو سرمایۂ کار شد ساختہ — شد اندیشۂ کار پرداختہ
۱۰ نمونه که از چینیان دیده بود — بدانا نمود آنچه بر چیده بود
بدان ہم نمونی که فرمود شاه — نمونه نهادند در کارگاه
تدبیر شکلے بپرداختند — ده اندر ده آئینه ساختند
طلسمے ز آئینه کردند ساز — که روشن توان دید راهِ دراز
چو شد دیدگر روشنائی و تاب — درخشان شد آئینه چون آفتاب
۱۵ بفرمود بر شطِ دریائے روم — مناره برآرند چون نخلِ موم
دویدند معمارِ دنیا بکار — ز بنیادِ گیتی برآمد غبار

۱- س ۲:- آهن - ۳- س ۲:- بنیاد - ۸- س ۱:- که آهن ستانند - ۱۲- م ۱:- بتدویر

بجاہے کشیدند میلے بلند | کہ در چشمِ انجم رساند گزند
منارہ چو اندر ہوا سر کشید | شہ آئینہ را بر سرش بر کشید
دراں سطحِ روشن کہ بر کار گشت | بسے عکسِ گیتی پدیدار گشت
نمودند رو عکسِ دریا ز پیش | باندازۂ شصت فرسنگ بیش
۵ جزیرہ کہ ہست آں زمینِ فرنگ | نمایندہ گشت اندراں آبِ رنگ
بفرمود صد کشتی انگہ شگرف | کہ باشد مہیا بدریاے ژرف
چو جنبش کند مردِ قبرس ز جاے | شود عکس از آئینہ پیکر نماے
بکشتی بود بدرقہ ساختہ | شتابندہ زاں سوے پرداختہ
براں راہگیراں زنند از کمیں | بدریا نشویند از ایشاں زمیں
۱۰ بر ینگونہ چوں چند گہ تاختند | براں رہزناں رہزنی ساختند
رہ ایمن شد از دزدِ بیداد مند | خراماں شدہ راہرو بے گزند
چو انصافِ شہ زد بدریا رقم | سفینہ نہ گشت ابتر از باد ہم
جہازِ شتابندہ در ہر گزر | شد از کشتیِ نوح بے بیم تر
بماند آں منارہ بسے روزگار | ہماں آئینہ نیز بر عکسِ کار
۱۵ چو دورِ سکندر بپایاں رسید | ق | جہاں بر دگر کدخدایاں رسید
ہماں رسمِ پیشینہ نگہ داشتند | بداں آئینہ پاسِ رہ داشتند

---

۴ ریس ـ اندراں ۱۲ اس : علم

فرنگانِ رهزن زبیچارگی | فرو مانده گشتند یکبارگی
نهانی بر آئینه داران شدند | بر آئینِ آئینه داران شدند
چو شد دزد با پاسبانان یکی | نماند اندر آیینه بُردن شکی
شبی بر مناره شدند از شتاب | گشادند و انداختندش در آب
۵ همان شورِ دریا ز سر تازه گشت | همان رهزنی بیش ز اندازه گشت
ازان پس چنان کاردانی نخاست | که داند چنان پیکری کرد راست
زمانه که دُزدیست بر سینها | بسی دید ازینگونه آئینها
بیا ساقیا زان مئے دلنواز | دلِ آهنینِ من آیینه ساز
مئے صاف کاید چو مارا بتن | توان دید جان آشکارا بتن
۱۰ بیا مطربا نغمهٔ خوش برآر | بزاری یکی قولِ دلکش برآر
بزن زان زبان راهِ بالیِ زنگ | که شد راهزن همچو تیغِ فرنگ

صفتِ دیوانه و آهنی گشتن زنجیر آب و بسته شدن چشمها از جنبش و دگر روز بازار خورشید و گرمیِ هنگامهٔ ۱۵ آتش و شورِ خلق در موسم و سوزن شدن موی بر تن پاره پیراهنان و گرم شدن پشت پوستین پوشان و تحریصِ معاشر

---

۱ ـ ق: ز ـ ایضاً ـ س ۲: ـ نواز

وحشت پوستی

خوشا خرگهِ گرم در ماهِ دے | ہم از تابِ آتش ہم از تابِ مے
مئے روشن و ساقیِ چوں شکر | بریشم زنِ سادہ زاں خوبتر
کبابے و نقلے و ھمخوابۂ | کہ جانے ستاند بھر لابۂ
۵ کسے کیں تمنّاش ہمرہ بود | اگر بیش ازیں جوید ابلہ بود
مشو ابلہ اے مردِ عشرت پسند | ز عشرت دمے چند شو بہرہ مند
بکف گیر جامِ درفشندہ را | درو ریز یاقوتِ رخشندہ را
در آمد زمستان و شد تیر ماہ | گرفتند ھر کس بکنجے پناہ
دے آمد بدیوانگی چوں بہار | گسست آبِ زنجیر در جویبار
۱۰ کفِ ابرِ رستم کماں گشت باز | خزاں کرد بازوے بہمن دراز
چناں آبہا جانور از ندہ گشت | کہ چوں ژالہ دنداں گداز ندہ گشت
بجوئے رواں دے چہ تعلیم کرد | کہ سیمابِ لرزندہ را سیم کرد
حصاری شدہ ماہیاں زیرِ رود | بقعرِ زمیں رفتہ ماراں فرود
گریزندہ شد مرغ ازاں بوستاں | ز سوے خراساں بہندوستاں
۱۵ بدشت آہو و شیرِ مسکیں شدہ | بخانہ زن و مرد پشمیں شدہ
فنک بر فنک جبّۂ کہتراں | وشق بر وشق شقّۂ مہتراں

۷۔ سں۲۔ ودراں۔ ۱۰۔ م۲:۔ فراز۔ ۱۵۔ سں۱:۔ گرگ۔ ۱۶۔ سں۱۔ جامہ

نگر بیم شمشیر سرما که چون | خزد شیر در چرم روبه درون
همه کس ز موی سمه تن کرد نرم | گلیمینه را گشت بازار گرم
ز نورے شده برد پاینده تر | پلاس از کتان ها خوش آینده تر
بر آن کس که باد مخالف وزید | مثل گرچه کوه است در مو خزید
۵ ز باد مقامر کش کینه کش | مقام دوان دست کرده بکش
برهنه تنان را ز تن پوش کم | درون رفته زانو درون شکم
شب آن کو ندارد ز تن پوش فراغ | طلب کرده خورشید را در چراغ
فرو مایه لرزنده چون بید بین | همه جا یکے پوش خورشید بین
چو چشم خسان روز کوتاه باز | چو سودائے زر دوستان شب دراز
۱۰ شب از کوتهی مرغ بے بال بود | کنون زلف گشت آن که او خال بود
بر آتش همه خلق هنگامه دار | چو مرغان بستان به گل بے قرار
درین موسم آن را شمار آدمی | که کارے ندارد بجز خرمی
بمقدار سرمایهٔ خویشتن | نهد در طرب پایهٔ خویشتن
یکے لعل روشن فشاند بجام | یکے در سفال افگند درد خام
۱۵ یکے گوش دارد بر رود و رباب | یکے بر لب رود نوشد شراب
یکے بره و مرغ بر خوان نهد | یکے تره و ترب بر نان نهد

---

۹ ـ سن ۔ ود ۔ ۱۴ ـ سن ۔ ۱۰ ـ مام ۔ ۱۵ ـ تن ۔ یکے ترب زود

یکے مقبلِ زر برآتش کند | یکے ہم بجاشاک جا خوش کند
یکے با حریفاں شود توشہ گیر | یکے با نگارے بود گوشہ گیر
خورند کہ دربندِ خوش خوردن ست | نہ از بیش وکم درخوشی کردن ست
نہ عشرت چنیں مایہ داراں کنند | کہ نعمت بسے بذلِ یاراں کنند
۵ گدائے درگوشہ دُردی کش ست | بہمدستیِ چوں خودے ہم خوش ست
چہ فرّخ شد آں مردِ عشرت پسند | کہ از ہر چہ دارد شود بہرہ مند
بہ بسیار جوئی مشو بیش بیں | بکم خو کن و بے غمی پیش بیں
چو جو جو بصد کوشش آری بچنگ | فراخی کجا بینی از خوئے تنگ
چو جو بشمرد آسیاباں دراس | علف کے رسد تا بہ را از خراس
۱۰ چو از نوکِ سوزن کند تشنہ چاہ | بجاں کندنش مُردہ باید براہ
چو کم را نخوردی باُمّیدِ بیش | کمت نیز ترسم گریزد ز پیش
یکے بہرِ سکبا زناں روزہ بست | چو ناں خوردہ شد دیگِ سکبا شکست

حکایت سگے کہ گرفتہ را بر اُمّیدِ ناگرفتہ بگذاشت

۱۵ سگِ پیرہ مردارے اندر دہن | ہمی بر لبِ جوئے شد پویہ زن
مگر ماہیئے دید خستہ ز جوئے | تپیدہ بروئے زمیں سو بسوئے

۵ - ت ن ۲: - بہمدوستی - ۱۲ - ش ن ۱: - سگے

رہا کرد مرد ارو شد در شتاب | چو آں جا شد افتاد ماہی در آب
چو باز آمد و دیدہ و اپس گماشت | علیوا ز برد آنچہ و اپس گزاشت
بخور کم میا از پئے بیش را | غنیمت شمار آں کمِ خویش را

مژدہ نمودن سکندر در عیش و عشرت و باشارت

۵ حاجت نقدہائے عین بہ میل مئے و نغمہ با اہلِ الصبات
و زمرۂ خلافت دادن و بفکہ نار در نار با مخلصانِ جانی
مشغول شدن و از میوۂ النار لنا فاکہتہ فی الشتاء
۱۰ مژدۂ نار داں و نار برداشتن و تیرگی کیش مغاں از زبان
آتشیں روشن گردانیدن و دریائے لشکر را بکشتنِ الشہائے
زرتشتیاں رواں کردن

ز آتش فروزانِ باژند و ژند | روایت چنیں می کند ہوشمند
۱۵ کہ روزے سکندر در ایّامِ دے | نشاطے بر آراست از مرغ و مے
نشستند فرمانروایانِ دھر | کہ از خرمی باز یابند بہر

۱۵۔ س ۲:۔ لبساطے

بریشم زنان در سرود آمدند | در آزردنِ تارِ رود آمدند
چنان زیر و بالا شد آوازِ زیر | که از مرغ و ماهی برآمد نفیر
پری پیکرانِ ترنم سرایے | بزخمه شدند از درون دل ربایے
بهر زخمه راه صد جان زدند | بهر غمزه در سینه پیکان زدند
٥ خرامنده شد ساقیِ انجمن | چو کبکِ دری در میانِ چمن
قدح داد بر زندگانی برات | صراحی سخن گفت ز آبِ حیات
دران روز ازین چرخ دولاب گرد | هوائے زبار زندگی بود سرد
بکافور پنهان شده قرصِ مهر | همی کرد کافورباری سپهر
بفرمود شاه آتش افروختن | حطب چون دلِ دشمنان سوختن
١٠ فروزنده شد گوهرِ تابناک | چو خورشید کو سر برآرد ز خاک
گل انگیز شد شعله چون نوبهار | ز خوبی برآورد گلنار نار
عجب میوهٔ رسته از چوبِ رز | که هم میوه خوانی و هم میوه پز
هم از شعله نعمت پزی رایگان | هم از دودِ غمازِ همسایگان
ز لطفِ زبان میزبانِ همه | زبانش صلا گوے خوانِ همه
١٥ بهر خانه شمع و مشعل فروز | گهے مشعل افروز گه خانه سوز

١- س: رقیبان بآواز۔ ٧- ق ١: بادورمه۔ ٨- س ٢: بنیری۔ ١٠- ق ١: گشت آتش

١١- س ٢: گلهائے ١٥- س ٢: شعله

پرندہ کز و رفتہ پرتاب زن — دلش سوختہ لیک بر خویشتن

زکالے کہ در روے رخشاں شدہ — سیہ بود - لعلِ بدخشاں شدہ

مہے بر شبے پرتو انداختہ — سیہ روے را سرخ رو ساختہ

زتابی کز آئینِ خویش آیدش — کند ہیچ خود ہر چہ پیش آیدش

۵ اگر کشتہ شد در فروزندہ گشت — بمُرد از دم و ہم ز دم زندہ گشت

بلند افسرے کز خساں شاذ زیست — زبادے بمرد و ہم از باد زیست

نماندے زندہ بے آب کس — مگر او - کہ مرگش ز آب ست و بس

فرو میرد از آب و بیجاں بود — وگر خود مثلِ آبِ حیواں بود

مراغہ بروغن کند جانِ او — کہ روغن بود آبِ حیوانِ او

۱۰ ز سنگ و ز آہن بر آورد سر — چو از سنگ یاقوت و ز آہن گہر

دہد لعل و یاقوت کاں ناپدید — تنش جملہ جان و چو جاں ناپدید

زخارا و آہن شدہ گرم خیز — دروں رفتہ در ہر دو ز آہنگِ تیز

گہے از دخانے سحابے کند — گہ از ذرہ آفتابے کند

سرافرازے از بریں و دماں — کلاہِ دخاں بردہ بر آسماں

۱۵ ز گرمی گرہ در ہوا تاختہ — ہوا را در آغوش جا ساختہ

گرہ کو ز گرمی شدہ بادہ پاے — ز جولاں بردے ہوا کردہ جاے

---

۱۱ - ق ن - ز کاں لعل و یاقوت آمد پدید + تنش خار جاں و چو جاں ناپدید

زعنصر سه[۱] جا خیمه برتر زده | بدهلیز اول علم برزده
مهین گوهرے روشن اجزا شده | گهرگو محیط سه[۲] دریا شده
سواد سیه نامهٔ چند ازو | سیه روئی زند و پازند ازو
مغش در خدائی فروزنده کرد | خدائے که خود کشت و خود زنده کرد
۵ برهمن همش در پرستش فروخت | که فرجام ازو دوزخی گشت و سوخت
براهیم را گشت بستان نور | شده لالهٔ موسے از کوه طور
چنیں کهنه تو رسے بنو گوهری | شده مجلس افروز اسکندری
سکندر ز دانندگان باز جست | که چون گشت بازار آتش درست
که این آخشیج فروزنده چیست | که از آب میرد ز خاشاک زیست
۱۰ نباید ازین جوهر تابدار | بجز پختن و سوختن هیچ کار
چه واجب کند کابلهے چند خام | برندش بمعبودی خویش نام
چه باید پرستیدن آن اژدر | که مردم خودش کشت و خود زنده کرد
مرا کایزد از بهر آن داد تیغ | که خورشید حق را نپوشم به میغ
برانم که در آذر آبادگان | چرا باید این رسم منغ زادگان
۱۵ که با هیربد زیر دستی کند | بگمراهی آتش پرستی کند
سپرده عنان موبدے چند را | گرفته بکف زند و پازند را

۱- س ۲: - قلم - ۲- س ۳: بگوهر محیطے - ۳- م ۲: - سیه کاری - ۹- س ۱: - گرم طبع

شنیدم که آتش در آتشکده ‌‌ ‌‌ ‌‌ هم از عهد زرتشتیاں شد زده

چناں زنده مانده است آتش دل ما ‌‌ ‌‌ ‌‌ که یکدم نه مرده است تا ایں زماں

سمندر گر آتش بود بچه زائے ‌‌ ‌‌ ‌‌ تواں یافت زاں آتش دیر پائے

برانم که آں جانب آرم شتاب ‌‌ ‌‌ ‌‌ فشانم بر آں نار دیرینه آب

۵ نیایم به آتشکده جستن ‌‌ ‌‌ ‌‌ که آتش چنیں باید افروختن

سر هیربد دیگ مطبخ کنم ‌‌ ‌‌ ‌‌ بر آں دوزخی خانه دوزخ کنم

بسوزد دل مغ هم از دود او ‌‌ ‌‌ ‌‌ بسوزانمش هم ز معبود او

بپاسخ بزرگان پاکیزه کیش ‌‌ ‌‌ ‌‌ سر بندگی را نهادند پیش

نمودند کاے داور روزگار ‌‌ ‌‌ ‌‌ بهر دانشت دولت آموزگار

۱۰ درست است کاں قوم ناهوشمند ‌‌ ‌‌ ‌‌ ندارد ز اندیشه رائے بلند

نه از راه بینش نظر کرده اند ‌‌ ‌‌ ‌‌ که نظاره از چشم سر کرده اند

ز نورے و تابے که آتش نمود ‌‌ ‌‌ ‌‌ نمودند در پیش آتش سجود

ندانند کش چوں پرستد کسے ‌‌ ‌‌ ‌‌ که او زنده گردد بچوب و خسے

دو قوم اند کز چشم کوتاه بیں ‌‌ ‌‌ ‌‌ بخورشید و آتش شده راه بیں

۱۵ مغ و برهمن کیں دو را شد صواب ‌‌ ‌‌ ‌‌ پرستیدن آتش و آفتاب

بهر دو ترا نیست حاجت گداز ‌‌ ‌‌ ‌‌ که او سوزش خویش خود کرد ساز

---

۱۴ — ق و م ا: هندو — ۱۶ — س ن ۲: که او سوزش خود بخود کرد ساز

چو زنده به آتش درون خوش رود   هم از راهِ آتش در آتش رود

ولیکن فروسوز رختِ مغان   که تا خود کنند از بتِ خود فغان

شه از رای پاکان و آزادگان   شد از روم در آذرآبادگان

بفرمود مغ را بنا بر کنند   بهر خانهٔ آتش آتش زنند

۵ بسوزند ناموسِ پا ژند و ژند   کشایند زنّارها را ز بند

پس آبی بر آتش فشانند زود   ز کانونِ آتش بر آرند دود

دویدند فرمان پذیران ز پیش   بدستوریِ کار فرمای خویش

زدند آتشی در هر آتشکده   که گردون شد از دود آتش زده

در آن آتشی تند کافروختند   مغ و هیربد را همی سوختند

۱۰ در آتش چنان سوخت آن قومِ خس   که خاکستری ماند از ایشان و بس

فشاندند آن خاکهای خراب   ز طوفانِ آتش بدریای آب

ز زرتشتیان کس نماند آشکار   مگر در بیابان و در کوهسار

رهائی ندیدند آن دیگران   جز از راهِ نیکان و پیغمبران

همه خلقِ عهد اندران جستجوی   به ایزد پرستی نهادند روی

۱۵ چنان سکّهٔ راستی شد تمام   که کس کیشِ گبر را ندانست نام

بیا ساقی آن بادهٔ خوشگوار   که تا اندُه و غم نهم برکنار

۳ـ س ج ـ بیامد سوی آذرِ بادگان ـ ۱۳ ـ ق و س و م ـ یاکان

بیا ساقیا ارمغانی شراب | که محراب زرتشتیان شد خراب
بده تا بمستی کنم خوابِ خوش | کشم آتشِ غم بدان آبِ خوش
بیا مطرب آن چنگ تیز نغمه خوان | کند زاهدان را بکوئے مغان
چنان زن که آتش زند سینه را | ز سر نو کند داغِ دیرینه را

۵ نصیحت به اصحاب میں که در معاضدت اهالی السیف

کو بند و سر و تن بیدینانِ فلسفه را انیا میزند و دیر پا

را هم بهر مرهٔ ایشان قفا زنند و بخنجر قضا تیر احکمی

۱۰ ندانند و ما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمی

چه فرخ کسے کز دلِ ترسناک | گرایش کند سوئے یزدانِ پاک
بهر سر فرازی و افگندگی | نه پیچد سر از رشتهٔ بندگی
ز پرهیزگاری برآرد نفس | که سرمایهٔ هستی این ست و بس
بهر پیشهٔ کایدش در شمار | خدا را نگردد فراموش کار
۱۵ گرش خشم پیش آید و گر نواخت | شناسد ز جائے که باید شناخت
چو او آفریده شد از خاک و باد | بعبرت کند ز آفرینده یاد

---

۵ - در نسخی، ق: - کو تنند - ۱۲ - طاعت - ۱۵ - س ا - گداخت

درآگاهیِ خود ز نو تا کهن — ادب را نگهدار د اندر سخن

نگوید ز قانونِ دانندگی — سخن جز باندازهٔ بندگی

لبانا تماماں که از خوے خام — ز معلول و علّت برآرند نام

بدستِ هوس باز داده عناں — که ما ده چنین ست صورت چناں

۵ گه اثباتِ کلّی بقولِ حکیم — گه انکارِ جزئی بعلم قدیم

گهے در طبیعی طبیعت کشاے — گهے در ریاضی ریاضت نماے

کسے را که چشمِ خرد پیش نیست — درین هر دو چنداں کم و بیش نیست

دلے چوں سخن در الٰهی فتاد — خیالِ خضر در تباهی فتاد

چو زیں در کند فلسفی نکته راست — قفا زن که گردن زدن اسزاست

۱۰ چه ابله کسے کاندرین نُه حجیب — خورد زین نمطهاے رنگیں فریب

چه نازی براں علمِ نا سودمند — که پیدا اگر ندست و پنهاں گزند

چو حبّه بدل زهر دارد تباه — چه بینی رُخِ سرخ و خالِ سیاه

مبیں رنگ و پیرایهٔ خویش را — شناسنده شو مایهٔ خویش را

چو طاؤس شو پیکر آراے خویش — ولیکن فرامُش مکن پاے خویش

۱۵ باندیشه باید سخن گسترید — کزیں پر برافلاک بتواں پرید

سخن کز شریعت نوید برات — دمِ خواجه تاشی زند تا حیات

---

۱۵ – س ا، ب: به اندازه

ازیں ہرزہ ہم بہ کہ پیچی عناں | کہ عنصر چنیں کرد و انجم چناں
سخن زیں زبوناں چگوید کسے | کہ ہستند عاجز تر از ما بسے
چہ بندی برو مہر و آزار خویش | کہ باشد سراسیمہ در کارِ خویش
چو مرغے خود از دام نجہد تمام | دگر مرغ را کے رہاند ز دام
۵ مگس کو بجلابِ تر گشت اسیر | کجا چوں خودے را شود دستگیر
طبیبے کہ پیوستہ بیمار ماند | نشاید ببالینِ بیمار خواند
سبک گیرد آں دیدہ را آبِ شور | کہ دارو ستاند ز کحالِ کور
بباید سر از رشتۂ چرخ تافت | کہ چرخ ایں سرِ رشتہ را در نیافت
چو پردہ است ز آگاہی خود تہی | ز پردہ نشیں کے دہد آگہی
۱۰ چو شد پردگی پردۂ باز را | چہ دارد خبر پردۂ راز را
بسا کس کزیں پردہ گفتند راز | کزیں پردہ تارے نکردند باز
بدیں قلعہ بنگر کرا خود رہ است | کہ کنگر بلند و رسن کوتہ است
چہ فرّخ مرغ در بیضہ زیست | کجا داند از بیضہ بیروں کہ چیست
کسے کو ندانست رازِ جہاں | جہاں آفریں را چہ داند نہاں
۱۵ چہ پنداری اے ابلۂ تیرہ رائے | کہ گنجد در اندیشۂ تو خدائے
چو صانع بود در صفاتِ کمال | چہ مصنوع را گنجد اندر خیال

---

۹ - ق و س: نہ - تہی ۔ ۱۲ - بریں قلعہ رہ خواستن ناروا ست

خدا کادمی را جہانی نہاد | درو آشکارا نہانی نہاد
چہ روشن کہ در ہر دلی راز چیست | بہر خاطر انجام و آغاز چیست
نداند شناسائے پنہان اساس | نہا نخانۂ آدمی از قیاس
نداند چو کس زآدمی راز را | چہ روشن کند آدمی ساز را
۵ جہانیست گرچہ آدمی پیچ پیچ | بدروازۂ کبریا ہست ہیچ
چو ہژدہ ہزار اندریں رہ گم ست | چہ اندازۂ یک دلِ مردم ست
ولیک ایں سفیہانِ بے رائے و ہوش | دلِ بیخبر درا نمالند گوش
بحرفِ دو گستاخ روئی کنند | بکارِ خدا نکتہ گوئی کنند
کسے را کہ سر رشتہ آمد بدست | لبش بر سخن مہرِ جاوید بست
۱۰ رقم بہ کہ بر حرفِ ابتر کشند | ز بیہودہ گوئی زباں در کشند
ادب را نگہدار کز ہیچ رائے | خدا را نداند کسے جز خدائے

حکایت زالے کہ زالے را بخدائے تعالیٰ راہ نمود

یکے راز زالانِ پوشیدہ حرف | بہ نزدِ خدا بود کارے شگرف
۱۵ خبر یافت زالے ز بازارِ او | در آمد بنظارۂ کارِ او
ہمی کردش از چشمِ خواری نظر | کہ تا چیست ایں بیوۂ بے خبر

۱۶ ۔ سل بہ کوتہ

بپرسید از و زالِ و الا گرائے | کہ ہاں داری آگاہیے از خدائے
بگفتا کہ اے کوز پشتِ کہن | نپرسید کس از چو من این سخن
کہ در ذاتِ صانع ز لفظِ چو دُر | شد از گفتِ من جملہ آفاق پُر
بخندید فرتوت و بگریست زار ق | بدو گفت کاے غافل از سترِ کار
دلت گر ز نشانے نشے داشتے | زبان در سخن زہرہ کے داشتے
برائے کہ کونین و رشے گم ست | چہ جائے سخن گفتنِ مردم ست

پر تابِ کردن سکندر راست وانِ کیشِ خود را کہ

بابستہ رہ بودند بہمراہی پیکاں سوئے نشانہ گاہِ یونانیاں

کہ درونِ ایشاں در روند و عقدۂ عقیدۂ باطلِ آنہا را

بکشایند و پیش آمدنِ آں آہن دلاں و رد کردنِ پیکاں را

بسختیِ چشم و دل و باز گشتنِ آں فرستادگاں بزبانِ

کند و سوہاں شدنِ جبہۂ شاہ و مرازِ چینِ کینِ و بلند

کردنِ کمند بر کمرِ کوہِ یونانیاں و دراز دادنِ بازو

دستِ راستِ لشکر را تا از شستِ سہمناک سہمی

بر ایشان زند و حرب کردنِ یونانیان از تیغ کوه و روی

تافتن رومیان از زبانۂ شمشیرِ ایشان و رسِ سکندر زدن

و گرم شدنِ سکندر از آتشِ غصہ و از سرِ غضب

کوه بریدن و دریا بر آن و زنجیان فرو ریختن

طرازندۂ قصۂ روم و روس | چنیں بست پیرایۂ ایں عروس
کہ چوں شد سکندر بالہامِ غیب | زہر خلبِ مردم رقم شوے عیب
ہمہ گمرہان ابر آن ساں کہ خواست | بہ شمشیرِ حجت ہمی کرد راست
چو زاں گونہ شد مردم از بیم بلا | کہ یا دیں پذیرفت یا جزیہ داد
حمایت سوے نیک رایاں گرفت | بہ خنجر رہِ کژ گرایاں گرفت
بہ پیرایہ رایت چو مہتاب کرد | سراپردہ در پردۂ آب کرد
چو گشت اندراں ناحیت جا گیر | نشینندہ را کرد فرماں پذیر
ازاں جا بشتابندہ با کوس و پیل | رواں کرد دریاے لشکر بہ نیل
بخصم آفگنی جست کردہ میاں | ستیزندہ در خونِ یونانیاں

۸ ـ س ا ب ـ گذارندہ ـ ۱۳ ـ م و ق ب ـ سراپردہ در باب او آب کرد

خبر داشت کاں ملتِ ناسپاس — ز یزداں ندارند در دل ہراس

بہ گستاخ گوئی زباں کردہ باز — کہ ما را کلیدے ست بر گنجِ راز

بہ نزدیکِ شاں فیلسوفِ کہن — نکوتر ز پیغمبرے در سخن

پیام آورے راز کار آگہاں — رواں کرد نزدیکِ آں گمرہاں

۵ پیامے کہ دیں را روائی دہد ق — بر آئینِ پاکاں گوائی دہد

بدو گفت تا باز گوید درست — کہ باید خیالِ کژ از سینہ شست

فرستندہ راست نہ گزاشتن — فرستادۂ راست گو داشتن

کسے را کہ سوئے رہائی ست رائے — ہم از تیغِ من ہم ز خشمِ خدائے

شود بہرہ مند از نشانِ صفا — بد بہرہ زند دہریاں اقفا

۱۰ بدینِ حنیفی گرائش کند — خدا را بدیں رہ نمائش کند

نشاند سرِ فلسفے بر سناں — ز معلول و علت بتابد عناں

دریں رہ نباشد کژ اندیش را — سزا بیند اندیشۂ خویش را

فرستادۂ شاہ بر داشت راہ — بہ یوناں رسانید پیغامِ شاہ

سرے بود شاں افلاطوں نام — شدہ پختہ کار اندراں کارِ خام

۱۵ ز بیہودہ گویاں زباں یافتہ — ز فرہنگ و فرماں عناں تافتہ

نگارندہ در سینۂ بے ہراس — خطی عور ناس و پری مہ لباس

---

۲ - س ل: روی - ۵ - ق ب: اسرار - ۱۰ - ق و س ل: ستایس - ایضاً - م: نیایس -

به گمراهیِ خلق فتوی نگار | که پاینده شد گردشِ روزگار
سزا این و دیگر سزائے گم ست | بجوئی و زشتی جزائے گم ست
طلب نیست زو ایزد بر ایزدپرست | کند هر که هست از جهان هرچه هست
نیوشنده را از خیالِ چنان | بخودکامگی کرد مطلق عنان
۵ همه مردم از رائے سنگینِ او | یقین بست بر قولِ رنگینِ او
زد از یک سرائے درین خانه خشت | نه اندیشه از دوزخ و نه از بهشت
ز دوسواسِ دیو اندرین دیولاخ | خرامنده هر یک بگامِ فراخ
چو برخاست از مردم امید و بیم | کجا ماند آئینِ عصمت سلیم
چو رفت از سرِ اسپِ سرکش لگام | نه پوئیش هنجار باشد نه گام
۱۰ فلاطون چو بشنید پیغامِ شاه | بپاسخ نشد از زیرکان چاره خواه
ستیزنده پیرانِ یونان زمین | ز رومی در ابرو فگندند چین
کشادند ز اندیشهٔ نابکار | جوابے فرستاده بر شهریار
کز انجا که بینائیِ رائے ماست | سرِ آسمان در تهِ پائے ماست
دلِ ما که گشتست دانائے راز | به پرسیدنِ کس ندارد نیاز
۱۵ چه محتاجِ پیغمبرِ دیگریم | که ما بر سرِ خویش پیغمبریم
چراغے بجوید نظرگاهِ ما | خرد بس بود مشعلِ راهِ ما

۷۔ س ل: سنگلاخ

بنورِ خرد رہ بہ یزدان بریم | کہ سوی فرستادگان ننگریم
اگر ہمتِ با خردمندی ست | خردمند را چارہ خرسندی ست
بدین آہوا ر شاہ شیری کند | مگر آہو از سگ دلیری کند
اگر بگذری کارِ ما جنگ نیست | فرودستیِ چون توئے ننگ نیست
۵ وگر با فرودست گیری ستیز | چہ چارہ گریزندہ را از گریز
چو با زورمندان فتد داوری | گریزندگی بہ ز زور آوری
درین کوہ پایہ بیابان کم ست | گزرگاہِ کشور خدایان کم ست
چگونہ کند بے سپر شکرش | کہ صد لی سر اید صبا بر برش
مرا رہ بکوہ و ترا گنجِ زور | کجا پیل بر کوہ پوید چو مور
۱۰ بہر خانہ چون چاہِ بیژن گو ہست | بہر گوشہ صد غارِ کیخسرو ست
مگر تشنہ کزین سو گرآید ہمی | بمہمان کیخسرو آید ہمی
سکندر گر از دستگاہِ چو میغ | ق | بکوہ افگنی راند بر سنگ تیغ
ہم آخر بکارے ستاین کوہسار | کہ بینی کمر بستہ و تیغ دار
کلوخے مبین خوار کافتد براہ | کز و چون سر آئی بیفتد کلاہ
۱۵ رسانندۂ نکتۂ باصواب | چو بشنید گفتارِ خود را جواب
بدرگاہِ اسکندر آمد فراز | شنیدہ سخن را فرو گفت باز

۶- سل: بہ یاوری - ۱۰- ق آ: بہر خانہ - ۱۴- س - کہ آخر سران استاند کلاہ

جهاندار ازان پاسخ تلخ وام — به تندی فرو ریخت تلخی ز کام

بفرمود تا فوجی از قلب خاص — کند بسته بر خصم راه خلاص

چنان لشکر اندر رحیل اوفتاد — که موجش گذاری به نیل اوفتاد

بفرمان فرمانده تاج و تخت — بزرگان بکشتی کشیدند رخت

۵ ز مردان کوشندهٔ کارزار — گذارا شد از نیل پنجه هزار

خدنگ افگنانی که هنگام جنگ — نشانند سوفار در مغز سنگ

کمربسته و ترکش آراسته — چو شیران بصید افگنی خاسته

به تیزی چو در کوهسار آمدند — بدامان کهسار حصار آمدند

بهر سو سواری ز فرزانگی — همی شد بمردی و مردانگی

۱۰ همی آمد از کوه بی سنگ زیر — بکوه گران سنگ می شد دلیر

فرو جستن از چار و ناچار بود — که ره بر شتابنده دشوار بود

پیاده بهر فرجهٔ کوه و سنگ — همی تاختند از کمین چون پلنگ

همان کوهیان نیز از آهنگ تیز — ستادند در کینه گاه ستیز

نکردند سستی دران کار سخت — فشردند در سنگ پا چون درخت

۱۵ چو مور و ملخ گشته پر شور و شر — ز مور و ملخ بلکه انبوه تر

طرف بر طرف بهر پیکارها — کمینها برون می زد از غارها

---

۱۱ — ق، دم وس، ب — فرو جستن از باره ناچار بود — ۱۵ — م۱: انبوه سر

نشینندہ رہ دان و آیندہ گم | بسے سو بسو می کشید اشتلم
ہمی موے در موے آویخت مرد | چو موے کہ در یک دگر پیچ خورد
دران مو بمو پیچشِ بے دریغ | دو صف ہمچو دندانِ شانہ بہ تیغ
چنان گشت ہنگامۂ رزم گرم | کہ خارا شد از تیغِ فولاد نرم
۵ سنان در دلِ سختِ شیران نشست | چو الماسِ بُد کاندر آہن نشست
اجل عبرۂ خونِ ایشان نوشت | کہ سر می درودند و اندام کشت
چنان مرد بر پشتہا کشتہ گشت | کہ بر روے یک پشتہ صد پشتہ گشت
ز باران پیکان کہ زد تیر تیز | ہمہ سنگِ کہسار شد لالہ خیز
ز بس خون تو گوئی کہ کوہِ بلند | ز دل کانِ یاقوت بیرون فگند
۱۰ دو رویہ ہمی رفت تیغِ دو روے | نمی گشت یک رویہ کارِ دو روے
بکوشید رومی بکین تا سہ روز | نشد چیرہ بر دشمنِ کینہ توز
چہارم کہ یونانی انبوہ گشت | خس انبہ تر از سبزۂ کوہ گشت
سپاہِ سکندر نیاورد تاب | ز فیروزیِ خصم شد روے تاب
یکے آن کہ در کنجِ غار و درہ | بسے سرزمین در شد یکسرہ
۱۵ دوم آن کہ کوشندۂ رزم کیش | ازین سوے کم گشت ازان سوے بیش
ز رومی سپاہے کہ نا کشتہ ماند | سر و سینہ خستہ بہر پشتہ ماند

---

۸ - سس۱: تیغ تیز - ۱۰ - م۲: نمی رفت یکرو بہ کار ار دو رو - الفیاً - ق و س: کار ار دو سو - ۱۲ - م: آمین تر
۱۳ - ق۲: بیرہ - ۱۴ - م۲: ز بے رئے

سرانِ سپہ را صواب آں نمود — کہ واماندہ را باز یابند زود
سپہ را برجعت دلیل آمدند — وزاں چشمِ بد سوئے نیل آمدند
نشستند گریاں براہلِ رحیل — زدند اندراں سوگ جامہ بہ نیل
گزشتند از نیل و رفتند باز — سر افگندہ پیشِ سکندر فراز
۵ بسیمرغ گفتند از اندوہ و تاب — ستمگاریِ ماکیاں بر عقاب
سکندر کہ ملکِ سلیمانش بود — ہمہ مرغ و ماہی بفرمانش بود
عجب ماند ازاں سختیِ خشم و دل — کہ تیرِ سکندر شد آں جا خجل
در اندیشہ شد تا چہ سازی کند — کہ با کرگساں چیرہ بازی کند
اگر باز لشکر فرستد بہ جنگ — روش مشکل ست و گزرگاہ تنگ
۱۰ وگر تن زند تاب چوں آورد — کہ مور اژدہا را زبوں آورد
چو رائش در دل نیامد درست — دراں داوری از خضر راے جست
ازاں جا کہ دانائیِ خضر بود — بہ پرسندہ گفت آنچہ خواہش نمود
کہ ہر کارِ دشوار کاید بہ پیش — بہ آسانی آید بہنجارِ خویش
عدو گر بہ نیرو نگردد خراب — بہ نیروے دانش فرد کن ز آب
۱۵ پس پشتِ کہسارِ ایں مرز و بوم — کمرہاے کوہ است و دریاے روم
ہمہ فرسنگ باشد سطبریِ سنگ — کہ یونانیاں راست در وے درنگ

---

۴ - ق ۱: شد سرفراز - ۷ - ق ۱: خشم - ۹ - م ۲: زرس

که آن آهن‌جار بتوان شکست — شود آتشِ فتنه از آب پست

زسیلے که بر کوه ریزد توان — شود بر سرِ کوه کشتی روان

اگر خصم را عمرِ نوح ست بیش — بطوفانِ نوح افگند رختِ خویش

سکندر که خضر رهش وا نمود — رهِ چشمه می جست دریا نمود

۵ بفرمود باشد سپه تیز گام — بدنبالهٔ خضرِ خضرا خرام

کمر بست بر عزمِ کوه افگنی — بپولاد سختی و خارا کنی

بجائے که شد خضرشان رهنماے — کشادند بازوے زور آزماے

بتعلیمِ رایش بکار آمدند — بسنگ اندر آهن گزار آمدند

ستون وار کوهے که بر رُوئے یافت — ستونے زد و بی ستونے شگافت

۱۰ بهر گوشه هین تا چو فرهاد چند — بهر تیشه جُوئے چو فرهاد کند

بقربِ سه مه قلب دارا شکن — دران سنگها بود خارا شکن

رهِ سیل کردند زان گونه پست — که چون بشکند باز نتوانش بست

به نزدیکِ دریا ز کوهے چو ابر — تنک شیشه مانند سنگِ سطبر

دران پرده هیزم فرو ریختند — زدند آتشِ تند و بگریختند

۱۵ گرفت آتش و راه در خاره کرد — بدامانِ که پرده را پاره کرد

زنیروے دریا دران سنگلاخ — رهِ سیل شد همچو دریا فراخ

---

۱۱ ـ ق ا: بقدر سه مه ـ ۱۲ ـ م: رهِ سیل کردند زانگونه رُست ـ ۱۴ ـ س: وزد

در افتاد سیلاب دریا به کوه | خروشنده شد موج دریا ستوه

جهان در جهان موج طوفان گرفت | اجل دامن فیلسوفان گرفت

نماند اندران غرق طوفانیان | نشانے ز یونان و یونانیان

حکیم کهن بود در دور پیش | ز یونانیان علم او سوده بیش

۵ درین ماجرا رازدان کهن | برآب در گر ریخت بیرون سخن

که سالے دو صد پیش ازان آبگیر | بیونان نیاکش گرے بود پیر

ز رخت جهان خانه پرداخته | ز برگ گیاهے خورش ساخته

خدا داده ره در حضور خودش | برافروخته دل بنور خودش

شنیده ز غیب آنچه باید شنید | رسیده بجاے که باید رسید

۱۰ هر آن شیشه کز حکمتش دیده جست | بسنگ کرامت شکسته درست

در خرق عادات محکم زده | جنیبهاے معقول را کم زده

حکیمان ز حیرانی کار او | شده معترف بر نمودار او

چو هنگام آن در رسیدش فراز | سخن گفت با کاروانان راز

که چون من بپردازم از خانه جاے ق | گرایش کنم سوے دیگر سراے

۱۵ چهل رس برآرند جاے بلند | برو قبه چون سپهر ارجمند

درآن قبه سازند م آرامگاه | نجوید کسے سوے آن خانه راه

۶- م ا: که سالے دو در پیش آن آبگیر - ۱۳- ق دس دم ا: رفتن - ۱۶- دخمه

بیایند زاں پس بہ دویست سال | کنند آنچہ در خاطر آید سوال
کہ تا ہر یکے را ز راہِ صواب | دہم زانچہ پرسیدہ باشد جواب
دراں روز کافتاد دریای روم | بیونان و دریا شد آں مرز بوم
ز دویست سال آخریں روز بود | کہ میعادِ آں دانش افروز بود
۵ چو بود ایں فسانہ خبر بر خبر | رسیدہ بہر کس پدر بر پدر
ہم گشتہ بودند پیرانِ عہد | بمیعاد مہدی شدہ سوی مہد
نشستہ بپرسش کشادہ زباں | ببالینِ آں خفتہ پاسباں
نظر داشتہ تا دراں انتظار | ز پردہ چہ بیروں دہد پردہ دار
طلب می نمودند رازِ نہاں | کہ طوفاں شد از چار سو ناگہاں
۱۰ ہمہ غرق شد گردش از پیش و پس | ہماں قبہ ماند از بلندی و بس
دراں حیرت اندیشۂ ارشادشاں | کہ اندرزِ دانا شد از یادشاں
چو گردید روشن کراماتِ پیر | کہ گشت اندراں غرقہ شاں دستگیر
بدل گشت شاں سرِ کارش درست | کہ آں روز را دیدہ بود از نخست
چو بود او پناہِ ہمہ عہدِ خویش | پناہندہ را خواند در مہدِ خویش
۱۵ کہ راہش سوی آشنائی دہد | ز موجِ بلاکش رہائی دہد
یکے گفت کاں وعدہ کز پیر خاست | اگر راست شد باز جوئیم راست

۴- س- بیونان، رسید در آں در روم- ۸- م۱- شد

شناسنده گفتش بگو بیش و کم | که گفتت همان وزد امروز هم

سخن بی شک این بود زان نیکرای | که یابی رهائی ز خشم خدای

نه آهسته بود این سخن نزد هوش | که دو بیست ساله ره آمد بگوش

حدیثی کش آفاق بشنید راست | اگر نشنوی تو غرامت کراست

۵ ده مرده پند و جهان بشنود | ولی زنده گو که آن بشنود

عزیزان که در خاک کوئی تواند | بدان خامشی پند گوئی تواند

چو آن پند جویان شنیدند پند | ق | ز خاموش گویان ببانگ بلند

فگندند سرها چو جان کنند | کزان ژرف دریا کناره کنند

چو هنجار دیگر نیامد فراز | در قبه را پخته کردند باز

۱۰ چهل مرد بود آن که بر قبه رفت | نشستند ازان جمله بر تخته هفت

تنومندی از دل بر آورده تف | بدریا سپردند تن جان بکف

زده دست در آب افتاده پست | ز خود هر زمان می بشستند دست

ازان هفت تن هم بیک موج سخت | چهاری دگر ریخت در آب رخت

سه تن ماند با سینهٔ پر فسوس | فلاطون و خرقیل و فرفیلقوس

۱۵ چو شان آبخور بود باقی هنوز | ق | قدح پر نمیداد ساقی هنوز

بصد رنج ازان غوطه گاه هلاک | رسیدند یکروز و یک شب بخاک

۱- م: که گفتش- ۲- م: سخن اینک این بود کین سو گرای- ۶- ق س م: غریبان- ۹- ق۱: هنگام

۹- ق م۲: تخته- ۱۰- م: تنومیدی- ۱۶- س: جرعه گاه

گرفتند ره با دلِ رنج بهر — فلاطون به ویرانهٔ ایشان بشهر

ازین جمله مردم که فرمان نبرد — جز آن هر سه تن چاره‌ای جان نبرد

فرو ماندگان اندر آن ترس و بیم — نه حکمت بکار آمده نی حکیم

چنان کوه کو تیغ بر سر کشید — بیک لطمه دریاش در ته کشید

۵ شنیدم که چون کشتی از هر مقام — بدان آبِ رخشنده یابد خرام

توان دید یک یک عمارت در آب — بر آنسان که در آبگینه شراب

ز خاصیتِ آن زمین سینها — تخیّل کند همچو آئینها

بدل کرد اندیشهای پدید — که اندیشه نتواند آنجا رسید

ز معنی شود سینه صورت پذیر — ز حکمت در انگیزش آید ضمیر

۱۰ ازینها بدریای گردون بس ست — که زو بینشی در دلِ هر کس ست

بسی کشتیان کاندرین رودِ نیل — نشیننده را شد به حکمت دلیل

چو زین رودخانه فراتر گذشت — گذشتش ز سر هر چه بر سر گذشت

ز چندان رونده کزین ره شتافت — کسی غورِ طوفانِ او در نیافت

پس آن به که غوکان درین چاه بن — نگویند از موجِ دریا سخن

۱۵ بیا ساقی آن ساغرِ دلگشای ق — که صورت نمای است و معنی فزای

بده تا دل از وی مصفّا کنم — دو دریای معنی بیک جا کنم

۲- س: هیچ کس جان نبرد - ۷- ق س دوم: شود در تخیّل چو آئینه‌ها - ۱۱- س: کشتیها

بیا مطرب آن نای را کن بدست — کزو ارغنونهای یونان شکست

چنان ململش کن که عنقای روم — ازان باز گوید بهر مرز و بوم

وصیّت به موفقان که در بخشش و فاق ید بیضا نمایند

۵ و از آرایشِ کاسهٔ تختِ نغز مائده بسیج آرایند و

فروماندگانِ صفِّ نعال عینِ عطلت و غفلت

را در صدرِ اوتوا العلم درجات خوانند و از دعوتِ

۱۰ محمّدی نعمت چشانند

چه والاست دانندگی را سریر — که هر کس نه گردد برو جای گیر

برین پایه آن کس بر آید بلند — که بر تابد از رشتهٔ جان کمند

بکان کندن آید زر از کانِ تنگ — وزین کان بجان کندن آید بچنگ

کسے دارد از علمِ عالم فراغ — که او چون قلم خورد دودِ چراغ

۱۵ خردمند کین سکّه با خویش یافت — بهر دست گه دستِ خود پیش یافت

همایون کسے باشد از هوش و رای — کزین سایه میمون شود چون همای

۲- س ا: بہ ساز نشے — ۲ — م ۲: ازان راغ

اگر زورمندست و گر ناتوان | بود در همه جای حکمش روان
همه کاردانان بدو رو نهند | همه گوش بر گفتهٔ او نهند
چو رخشنده شد سینه زین آفتاب | دگر تیرگی را نه بینی بخواب
شناسد که در پرده ها راز چیست | بهفتاد رغنون فلک ساز چیست
۵ چرا شکل تدویر دارد سپهر | اثر چیست در انجم و ماه و مهر
چرا دارد اختر بیک سو مسیر | چرا عنصرست استحالت پذیر
چرا شد پدر هفت و مادر چهار | چگونه سه فرزند شد آشکار
چو این هر سه زین یک پدر مادرند | چرا این نه مانند یک دیگرند
چرا بهتر از جامد آمد نبات | چرا برتر از هر دو شد ذی حیات
۱۰ تن آدمی کز جهان برترست | سبب چیست کز همگنان برترست
چرا مردم از بینش نیک و بد | خردمند شد دیگران بی خرد
جماد از چه مرد و نبات از چه زیست | چرا برق خندید و باران گریست
چگونه است جسم و چه چیزست جان | چرا این برهنه است پوشیده آن
چرا جوهر جان جسد پیشه نیست | سزاوار تقسیم اندیشه نیست
۱۵ چگونه کنی حد هستی تمام | دو جوهر چه و هست نقطه کدام
مقولات کان نزد ده افزون بود | یکی جوهر و نه عرض چون بود

سزا نزد ۱۲

۱۲ - سل: چگونه است

چرا جوهر اعلیٰ ز اجناس گشت | چرا جانور جمله حسّاس گشت
چگونه است در پنج فرد ارتباط | چسان ست در چار شکل اختلاط
سخن را چگونه دهند اختصاص | در امکانِ عام و در امکانِ خاص
دلالت چسان ست در التزام | تطابق کدام و تضمّن کدام
۵ دران حصّه کز جنسِ خود نوع راست | نشد فصلِ علّت ز بهرِ چه راست
چه چیز ست علّت که عقلِ حکیم | بدین حیله خواند جهان را قدیم
کجائیم ما وین صنم خانه چیست | نگارندهٔ این صنم خانه کیست
گر این خانه ما راست رفتن کراست | وگر زانِ ما نیست بودن کجاست
غریبانِ این ره کجا میروند | چرا آمدند و چرا میروند
۱۰ چسان نیر و این تختهٔ خاک را | که روشن کند رازِ افلاک را
چه روشن دلی باشد اندیشه سنج | کزین در کلیدی رساند به گنج
درآموزد آن نکته کز رای خود | شناسد کم و بیش کالای خود
چو در خود خرد را شناسنده ساخت | خداوند را هم تواند شناخت
ز هر دانش آن شد پسندیده تر | کت از بیمِ یزدان کند دیده تر
۱۵ براهِ خدایت روائی دهد | ز بندِ غرورت رهائی دهد

---

۲ ـ چگونه است در شکل و در اختلاط ـ ۴ ـ ق۲: تطابق کدام و تضمن کدام ـ ایضاً ـ م: مطابق کدام
۶ ـ سلیم ـ ۸ ـ س۲: چه راست ـ ۹ ـ م۱: کجائیم ۱۲ ـ م ۰ س۲: خویش در هر دو مصراع ۱۴ ـ س: بکنی

جز این هرچه خوانند ناخوانده به — قلمهاے بیهوده ناراندہ به

چنان خوان اگر حکمت است آرزو — که حجت کنی ظلم او هم برِ او

نه زان گونه کان تیغ گردن زنی — ز دشمن ستانی و بر تن زنی

بخوان هرچه خوانی - ولیکن تمام — که ناپخته نیکوتر از نیم خام

۵ مبین در متاعِ تهی مایگان — که جوینده آزارِ همسایگان

بکم مایهٔ ناقص آید به شور — بود قطرهٔ آب طوفانِ مور

بهر نامه حرف از کسے جوئے و بس — که با صد هنر بر نیارد نفس

کسے کو بدعوی سخن خواست گفت — بدان است از خود همه راست گفت

ببا کس که با جمله معلومِ خویش — زبون آمد از دعویِ شومِ خویش

۱۰ حکایت فلسفی که اول زنخ زد و آخر بر ریش خود خندید

شنیدم که یونانیِ پُر گزاف — همی زد ز دانائیِ خویش لاف

که بالاے گردون و زیرِ زمین ق — درون و برون دهان و همین

۱۵ ز هرچه آشکاراست یا در نقاب — بپرسید تا باز گویم جواب

یکے گفت بگذار پست و بلند — خبر ده که موے زنخدانت چند

---

۸ - م ۲: بدان خواست - ایضاً - س: همه راست

نیوشندہ زاں موے در موسخن	بہ پیچید چوں موے بر خویشتن
دمش با چناں دعویِ بر تری	بموئے فرو ماند چوں پیکری
سخنہاے ابتر چہ گوید کسے	کزاں خندہ بر ریش بندد بسے

روان کردن سکندر کوہ بے سنگ را در سنگلاخِ

۵
کوہ بطلبِ گوہرِ افلاطون و دریافتن آں گوہر در کمرِ کوہسار
و نگین دستگاہِ دولتِ خود ساختن و زیرِ دستِ خود
نشاندن و از پرتوِ معادنِ الناس کمعادن الذہب

۱۰
والقصہ دریافتن

شناسندۂ حرفِ دانندگی	چنیں کرد از یں تختہ خوانندگی
کہ چوں بیروں آمد فلاطوں ز آب	تنِ خاکی از موجِ طوفاں خراب ق
نبودش سرِ یاریِ مردماں	رواں شد سوئے کوہ چوں بیگماں
۱۵ ز ہر بوم بر داشت آہنگِ خویش	چو سیمرغ بنشست با سنگِ خویش
دہاں را از آشام و خور بند کرد	بشاخِ گیا سینہ خرسند کرد

۲- م-ق: بنگری - ۱۲- م: نکتہ - ۱۳- س: کہ آمد چو بیروں - ۱۴- ق: ناگہاں

نیایش گر پردهٔ راز گشت | به باز اندران پرده دمساز گشت
نهانی ز کیش کژ آمد بر دل | سوی راستی شد دلش رهنمون
چنان گشت کوشنده در بندگی | که شد سرفراز از سرافکندگی
ز شب زنده داری دلش زنده شد | چراغش چو خورشید رخشنده شد
۵ فروغ از درونش برون داد تاب | نماند اختر روشنش در نقاب
همه مردم از سکهٔ کار او | نمودند رغبت بدیدار او
برآمد میان همه خاص و عام | فلاطون حکیم الهیش نام
ز نامش که در شهر و کشور رسید | حکایت بگوش سکندر رسید
سکندر که بد در هنر و بیش ازان | خبر داشت از کار او پیش ازان
۱۰ که از کاردانان نو تا کهن | نیوشنده بود از فلاطون سخن
که بودند نازان بهر مرز و بوم | بشاگردیش فیلسوفان روم
ارسطو کز آن گونه داننده بود | هم از لوح او حرف خواننده بود
هوس داشت اسکندر کاردان | بدیدار آن مرد بسیاردان
دلش ماند زین غم بتاب اندرون | که چون گشت حالش به آب اندرون
۱۵ بیونان نگر چون تباهی رسید | کزان گونه مرغی به ماهی رسید
چو آگاه شد کان خردپیشه مرد | به آبش خور آمد ازان آب خورد

---

۲ - س ۲: شده مردلش راستی رهنمون - ۴ - م: در هر دو مصراع: گشت بجای شد

هوس کرد کز سکّهٔ سنگ و سیم — زند بر محک کیمیای حکیم

بهمدستی خویش راهش دهد — بهمزانوی دستگاهش دهد

نهد سنگش اندر ترازوی خود — کند وزنش از زورِ بازوی خود

فرو برد از آن جانِ حکمت‌شناس — نهان خانهٔ حکمتش را قیاس

۵ خیالاتِ خام از سرش کم کند — به برهانِ عقلیش ملزم کند

دلش کز هوا تیرِ نمرود بود — بکیش براهیمش آرد فرود

فرستاد پنهان بلیناس را — که از کان برون آرد الماس را

بفرمانِ فرمان‌روای جهان — روان گشت دانا چو کار آگهان

نشان جست و سوی فلاطون شتافت — نشیننده را از نشان بازیافت

۱۰ پیامِ سکندر بدو گفت باز — که ما راست سویت بدیدن نیاز

سزد گر گرامی بمهمانِ ما — ز دانش دهی بهرهٔ جانِ ما

ز اندیشه دادش فلاطون جواب — که ذرّه ندارد سرِ آفتاب

من اینجا که گشتم ز دل توشه‌گیر — ز غوغای عالم شدم گوشه‌گیر

که تا چون ز دانش گرفتم درے — نگویم بخواهش درِ دیگرے

۱۵ چو همّت بود بر درم پرده‌دار — سکندر نیاید درین پرده بار

چو درویش باشاه جوید نشست — عنانش از سلامت بباید گسست

---

۱۴ — س ل ب — که تا چون کشایم بدانش درے — ایضاً م — که تا چون بدانش گرفتم درے

چو بارِ سلیماں ہوس کرد مور — شود کشتهٔ زیرِ پائے ستور

چو گنجشک خواہد کہ بریاں شود — طلبکارِ گندم بسلطاں شود

بشہ گوئی کاے منظرت نوردا — گدا را دریں گوشہ معذور دار

مرا نے نیازِ کم و بیشِ تست — ترا گر نیاز ست ده پیشِ تست

۵ فرستاده کوشش فراواں نمود — نیوشنده را رائے رفتن نبود

بلیناس چوں دید کاں ہوشمند — کند وقتِ خود را بخود ارجمند

بشہ باز شد در جبیں خاک رفت — شنیده سخن یک بیک باز گفت

چو شہ رغبتِ دیدنش بیش داشت — ق — دل اندر پئے رغبتِ خویش داشت

سبک بارگی جست و بر داشت راه — بہ برجِ عطارد رواں شد چو ماه

۱۰ نہ بود از بزرگاں بدنبال کس — جز از ہوشمنداں تنے چند و بس

سرِ کوہکن سوئے کہسار کرد — بکوه آمد و ره سوئے غار کرد

چو در غار شد گرد مرکب رہا — بغار اندروں رفت چوں اژدہا

دراں اژدہا خانۂ مار پیچ — بجز مار پیچاں نمی دید ہیچ

بسے اژدہا زیر پا کرد پست — کہ تا یافت بر گنجِ پوشیده دست

۱۵ نگہ کرد در کنجِ آں تنگ نائے — فرشتہ وشی دید مردم نمائے

گلیمے درآورده در گردِ دوش — خزیده چو روباهِ پشمینہ پوش

---

۶ ـ ق۲: زخلق

کسے کنجش اندر سفالینه خُم — کلیدِ زبان در دهان کرده گم

مبرّا شده دل ز غم خوردنش — مُصفّا شده تن ز کم خوردنش

رگ اندر تنش رونما از صفا — نماینده چوں رشته در کهربا

ز تابِ رُخِ دُر افشانِ او — حکایت کناں روے رخشانِ او

۵ چو سیماے شه دید برخاست زود — برسمِ بزرگاں تواضع نمود

پس آنگاه گفت از دلِ عذرخواه — دعاے سزاوارِ تعظیمِ شاه

بپرسید کاقبالِ شاهِ جهاں — بریں سو چرا رنجه شد ناگهاں

چه آورد بر صعوه سیمرغ زور — کجا پیل گنجید بسوراخِ مور

بلے نبود از کارِ مهتاب دور — که ویرانها را فروزد ز نور

۱۰ جهاندار فرمود کز دیر باز — بدیدارِ تو بود مارا نیاز

بسے آرزو داشتم راے بلند — که گردد ز دانائیت بهره مند

کنونم که آں آرزو دست داد — سرِ گنجِ پنهاں بباید کشاد

چو دانست دانائے دریا قیاس — که آمد خریدارِ گوهرشناس

بمهماں نوازیش بگرفت دست — نشاندش به تعظیم و خود هم نشست

۱۵ سخن را ز هر پرده ساز کرد — ز رازِ نهاں پرده را باز کرد

بهر باز پرسی که شه مے نمود — حکیمش باندیشه ره مے نمود

۱- م ا: بسی - ۲،۳- م ا: - دل اندر تنش رونماس از صفا-

نخستش به پرسید کاے گنج راز | ازین گوشه گیری چه داری نیاز
جهانے پُر از آرزو در ضمیر | بکنجے گیا چون شدی خو پذیر
چو گیتی پر از بانگ و آوائے است | چنین تنگ غارے چه والائے است
سبب چیست دست از جهان داشتن | جهانے بکنجے نهان داشتن
۵ کند دیدهٔ عقلِ بیننده کور | بگور اندرون زنده رفتن چو مور
بدان چه آدمی را نوائے خوش است | نشاطے و خوردے و جانے خوش است
چو زینها کسے بهره مندی نه برد | چه فرق است از و تا بدان کس که مرد
نگیرد چو در بوم آباد جائے | نه سیمرغ کار آید و نے همائے
چو مرغانِ ده یاد کن خانه را | رها کن پئے بوم ویرانه را
۱۰ سزد گر سوے مهدی آئی ز مهد | کنی هدهدی با سلیمانِ عهد
برون آئے ازین غار چون اژدها | وگر غار گنج است هم کن رها
گرت دل برین گفته گیرد قرار | که بخرامی از غار با یارِ غار
بدستوریِ خویش دستت دهم | بهمدستیِ خود نشستت دهم
ارسطو که جز رائے والاش نیست | تو همتاش باشی که همتاش نیست
۱۵ بسم آرزو بود کاندر نشست | نشانم دو دستور را در دو دست
کنونم که آن آرزو دست داد | مده آرزو را ز دستم بباد

۳ ـ ق ۱: از نام ـ ۹ ـ س ۱: مرغانِ خوش ـ ایضاً س ۲: پس این

فلاطون چو بشنید گفتارِ شاه
فرو شد بکارِ خود از کارِ شاه

برون داد پاسخ بشرمندگی
که ای از تو آفاق را زندگی

از آن جا که رسمِ جهانداری ست
جهان را هم از چو تو غمخواری ست

کسی کو غمِ جمله عالم خورد
ز تیمارِ یک تن کجا غم خورد

گرم از نوازش کنی سرفراز
عجب نیست زان خلقِ کهتر نواز

توانم که من نیز از اقبالِ شاه
بگردونِ گردان رسانم کلاه

زهی دولتِ ذره کز تفّ و تاب
رود پایه کوبان بسوی آفتاب

چو حربا بخورشید بیند ز دور
گر آن چشم باید شود غرقِ نور

ولی گشت با غم خزان یافته
که دیو رشد از وی عنان تافته

درختی که بی آب شد رودِ او
دهن خوش نگردد ز امرودِ او

چو کالا کهن شد چه جوییم سپاس
که نرزد چو جَی نزدِ کالاشناس

نماند آن شگوفه به گلزارِ من
که آید بدان بو خریدارِ من

چه جنبانی آن نخل بن را بزور
که شد خارِ او تیر و خرماش گور

چو شاخِ تهی را کنی سنگسار
ز بالا همان سنگ بارد نه بار

نگوییم بدستوریم شاد کن
که دستوریم بخش و آزاد کن

سرم در سلام آمد از جای خویش
بجز خیر بادم چه مانده است پیش

شبم روز شد - روزِ من شب کنون
عنان چون سپارم بمرکب کنون

شب از خانه بیرون نرفته است کس | کسی کور و دزد شد یا عسس
نه شبدیز را روز رهواریست | نه شب کور را راهِ شب کاریست
ز پرواز کاهل شد این مرغِ پیر | از آن گشت چون شپرک گوشه‌گیر
بود شپرک نی کبوتر بود | که پرنده خوانی و بی پر بود
۵ چو بی دست و پا شند تنِ دیرپای | چه بیهوده خود رانم دست و پای
ببین مار کز کوشش آید برنج | به بی دست و پائی دود سوی گنج
نه فرد اژدها باشد آن کز نورد | کشد دست و پا چون شود سالخورد
همان کرم کز گوشها می‌خزد | ز بسیاریِ دست و پا می‌خزد
مرا آگه آنست ازین جویبار | که در خود کشم دست و پا همچو مار
۱۰ نه غولم که از شوخی و چشمِ باز | کنم دست و پا بر هر آبی دراز
پشیمانم از هر چه زین پیش رفت | که کاری نه بر واجبِ خویش رفت
کنونم که هنگامِ عذر آوریست | همان پیشه گیرم نه از داوریست
بکارِ جهان چاره چندان خوش است | که از لذتِ عیش دندان خوش است
چو اصل نگر جمله کام و شکم | که بی رنجِ دندان کنم قلعتم
۱۵ چو بیکار شد معده ز آشام و خورد | چه باید هوسهای بیهوده کرد
بهنجار باید دو تن لقمه گیر | یکی خورد و خورد و دگر پیر پیر
چو مشکم ولایت بکافور داد | ز طبعت کنون نافه نتوان کشاد

۹- ق: باخته دار۔ ۱۷- ق: زطبیعت

چه فرمائی آشوبِ عالم مرا | چه بر دل نهی عالمِ غم مرا
دلی را که گشت آشنای نیاز | چه خوانی درین شهرِ بیگانه باز
بسی کرده ام بیزش این خاک را | برش نیست جز خار و خاشاک را
مبین گل که حالی دهد بوی مشک | که روزِ دگر کاه برگیست خشک
۵ بران سبزه کو خوشتر اندر بهار | چو بینی خسی باشد انجامِ کار
کدامست کو رزقِ عالم نخورد | ازین چند روزه بقا دم نخورد
ز دم خوردن آنکس که دلشاد ماند | دهن خالی و سینه پُر باد ماند
اگرچه دمش من هم افزون خورم | ولیکن چو دریافتم خون خورم
چو بشناختم رازِ گردون تمام | بدین پختگی چون شوم باز خام
۱۰ شرابش کم از دل فراموش باد | مرا تلخ شد شاه را نوش باد
سکندر که با دانش و داوریست | خبر داشت کانچه او بر دل دریست
نشد سخت گیرش بکاری که داشت | زبان نرم کرد از شماری که داشت
بدو گفت کاری ز رای بلند | توقع همین باشد از هوشمند
ولیکن مرادِ من این بود و بس | که یکچند با تو بر آرم نفس
۱۵ ز دانائیت بهره پُر برم | ز دریا صدف وز صدف دُر برم
چو تو داشتی صحبت از ما دریغ | تواضع ز تو نیست ما را دریغ
گر از زحمتِ ما نیائی ستوه | کنون نیمهٔ ما و دامانِ کوه

نه آن پادشاهم من از کبر و جاه / که تعظیمِ دانا ندارم نگاه

کسی کو خرد را بود جوهری / به بندد در اکلیلِ اسکندری

به از ملکِ من دانشت در ستیز / که این عاریت باشد آن خانه خیز

نکو رو که زیور نه بندد بدوش / بسی بهتر از زشتِ پیرایه پوش

۵ کسی کش بگنجِ خرد ره بود / اگر گنجِ زر جوید ابله بود

دلت کو بهر نکته گنج افگنی ست / چه محتاجِ گنجینهٔ چون منی ست

ترا چون جهانی ست در دل نهان / کجا سر در آری بشغلِ جهان

جهانی تو فرهنگِ خود سر فراز / که در دولتِ ما نداری نیاز

نیازِ تو گر نافت از ما زمام / بتو هست ما را نیازِ تمام

۱۰ به بین مایه چون دُ اختر تو / که محتاج باشد سکندر بتو

سر کز درونِ چو دریا و میغ / ز تشنه نداری زلالی دریغ

دلم را ز نزلی که بر خوانِ تست / بده گرچه ناخوانده مهمانِ تست

درآموز آن نکته را ندر زو پند / که اینجا و آن جا بود سودمند

در آیینِ ملکم روائی دهد / در انجامِ کارم رهائی دهد

۱۵ نهادست تاجِ مبارک مرا / همه بارِ عالم به تارک مرا

رهم بیشتر بارِ گران بر سرم / بگوکین گرانی بسر چون برم

---

۱۴ - س ل: بحکم

طریقے نما از خبر داشتن | که تو انم این بار بر داشتن
بخشنودیِ کردگارم در آر | که خشنود باد از تو هم کردگار
حکیم از چنان خواهشِ زیرکان | برون جست دشمن چو تیر از کمان
پژوهش گری گفت کاے کدخدائے | ترا راست گویم به فرهنگ و رائے
۵ همه خسروان را بمیلِ ضمیر | سخن خوش نیاید مگر دارگیر
بگیتی تو آن پادشاهی و بس | که خشنودیِ خلق خواهی و بس
نگر تا چنان فسخ آئین بود | کسے کارزوے دلش این بود
چو این در تو بے گفتِ کس میزنی | بگفتن چه محتاجِ پندِ منی
ترا نامهٔ کاردانی بجیب | ز تلقینِ اقبال و توفیقِ غیب
۱۰ به آموزیت گر سرِ سوزنیست | چه اندازهٔ دانشِ چون منیست
مه از نور اگر چند شد بیفراغ | نه از کرمِ شب تاب خواهد چراغ
چو خورشید تاب از سُها وام خواست | اگر صبح بر روے بخندد رواست
دلے مهتران را که میلِ کسیست | به کهتر نوازی بهانه بسیست
مرا هم چو فرمانِ شه بردنیست | هم بارِ گردن که آن کردنیست
۱۵ اگر مایه کم دارم و گر شگرف | کشم قطرهٔ پیشِ دریاے ژرف
دمے رنجه کن سوے گوینده گوش | نکو خاص فرماے و بد را بپوش

۲- م۲ ب: که خوشنود باد ۔ ۱۴- س ل ب: مرا چونکه فرمانِ سر بردنیست ۔ ۱۶- دمے زنده کن

زمام دادنِ فلاطون ناقهٔ معقول از دستِ حکمای استوارِ عقلی و سکندر را ریاضتِ مغازهٔ نجات تعلیم کردن

نخست آن که فرض است بر شهریار — جهان شد که از ایزد بود ترسگار

۵ به هر شادمانی و تیمار را — به یزدان حوالت کند کار را

چو تیرے زند جان بدکیش را — ببیند توانائیِ خویش را

دگر خورد زخمے بر دنیش تن — ز ناوک رسانی به ناوک فکن

در آن حضرت از راهِ درماندگی — کند چون دگر بندگان بندگی

به نیرنگِ این هفت روزه خیال — که نادان نهد نام او ملک و مال

۱۰ نیندازد اندر سر آن باد را — که زد ظلمِ فرعون و شداد را

نه شاهی ست کز ماه تا ماهی ست — درِ بندگی زن که آن شاهی ست

ز ملکِ خدا داد دل شاد کن — ز مادر چه آوردهٔ یاد کن

چو دادت خدا آن چه داری به دست — خدا را پرست و مشو خودپرست

چو دانی که ایزدپرستی ست کار — نظر سوی ایزدپرستان گمار

۹- سر: به جاه

بهر کار ازاں کس طلب یاوری | که دارد نهاں با خدا داوری

توئی گرچه شاهنشهٔ روم و زنگ | مگر تا نداری ز درویش ننگ

که گرچه او چو گل زنده پیراهن ست | ولے بوے او از دگر گلشن ست

درآں بزم شاهاں چه معنی بود | که بویش ز مُردارِ دینی بود

شهے کش ولایت همه عالم ست | ز درویشِ صاحب ولایت کم ست

بسا پشم پوشے که اندر جهاں | جهانی ست در زیرِ مویش نهاں

هرآں نافه کافزوں بود بوے او | چو آهو بود چرمِ آهو برو

مبیں چترِ شه کاں براے شه است | کزو بوریاے گدائی به است

نه آں ست درویش مردِ خداے | که بهرِ درم پیشِ شه شد بپاے

بسیلیش پشمینه بر کش ز دوش | که پوشیده دزدے ست پشمینه پوش

مبیں کاں گلیم ست تن پوشِ او | که آں دامِ مال ست بر دوشِ او

چو دامے که برداشت ماهی فروش | ز بهرِ درمهاے ماهی بدوش

هم از دامِ ماهی دل این نکته بیخت | چو ماهی که برداشت آتش بریخت

فقیرے که ناں از درِ شاه جست | بباید ز آبِ خودش دست شست

بهشتی بود شاهِ درویش خواه | کنشتی ست درویش در کوے شاه

مدد زاں گدا جوے در نیک و بد | که از بادشاهاں نجوید مدد

ازاں دیگ نوشت فراموش باد | که تو میخوری او کند نوش باد

کسے کو ہمی جہدِ شاہاں کند	نہ اندیشۂ نیک خواہاں کند
فریبندہ دزدے بود رخنہ جوے	کہ افیوں دہد پاسباں را بکوے
شہے کو خود از شرب می شد خراب	ازو کے عمارت شود خاک و آب
زہی دورِ شاہنشۂ روم و رے	کہ عالم درو غرق - او غرقِ مے
۵ بود بر ملک تکیۂ ہر کہ ہست	ستوں چوں بجنبد شود خانہ پست
کسے کز خود آگہ نباشد دمش	چہ آگاہی از جملۂ عالمش
جہاں گرچہ خالی ستاز دشمناں	مدہ تا توانی بعشرت عناں
ہوس بر گدائی کسے را کم ست	ہوسناکِ شاہی ہمہ عالم ست
چو از می سرِ خواجہ شد در سلام	کند بندگی خیر باد از غلام
۱۰ چو سیل آمد و بُرد فرزانہ را	عمارت کند دیگرے خانہ را
نگویم کہ خمخانہ را بند کن	بہ ناں پارۂ معدہ خرسند کن
کس این خود نگوید بشاہِ جہاں	کہ مطلق بشو زیں حلاوت دہاں
ولیکن چناں خور گرت درخورد	کہ تو مے خوری نے ترا مے خورد
چو در جانش جا سازی از دستِ خود	مشو مستِ او بل کنش مستِ خود
۱۵ چناں بادہ خور کز زبردستیت	بہ از ہوشیاری بود مستیت
بود می زبردستِ پیر و جواں	تو بر وے زبردست شو گر تواں

۷- ق و م: بنہ شد

چو شد کار فرمای ما رای تو | چرا می بود کار فرمای تو

مئی خور که بخشی زر و بارگی | نه آن می کت آرد بخونخوارگی

باندازه خور می که کار آیدت | نچندان که فردا خمار آیدت

بخور گر بمردی عنانت کشد | رها کن چو دل بر زیانت کشد

۵ شکم را سپار آبِ حیوان بهشت | ولیکن مریز آبِ حیوان ز پشت

نه دولابی از جنبشِ بی سکون | که بستانی و باز ریزی برون

نگر کانچه دولاب در جوی ریخت | کز این سو برآورد زان سوی ریخت

چو هر جا که مردی پرستارِ تست | تو زن را پرستی زهی رای سست

سری بایدت تن بخونابه کن | زره بستر و تیغ همخوابه کن

۱۰ چو خواب آیدت بر سرِ تختِ خود | بیاموز بیداری از بختِ خود

تو بیدار باش آشکار و نهان | که از پاست آباد خسپد جهان

مکن هرچه عالم خورد غم ز تو | تو در خواب بیدار عالم ز تو

چو شیر از دشمن یکی صد بود | کند خوابِ خوش دشمنِ خود بود

چو بیداریِ دشمن از راه خاست | تو نیز ار زمانی بخسپی رواست

۱۵ چنان خسپ روزی که خسپی بسی | که خوابِ پریشان نه بیند کسی

بخسپ و بخوابِ جوانی مخسپ | وگر خود توان تا توانی مخسپ

---

۱۶ - م ۲: دگر خود توانی تو هرگز مخسپ

حکیم آن سخن را نه بر هرزه گفت | که شد فتنه بیدار چون شاه خفت

اگر شحنهٔ شهر خسپد خراب | بیک گوشمالش برآور ز خواب

وگر سگ نکو پاسبانی کند | شکم پر کنش تا شبانی کند

به بزم آن که مست است هشیار کن | طرب با حریفانِ بیدار کن

دلیران بوند ارچه اندازه بیش | مکن دور دانندگان را ز خویش

چو خواهی که کم گردی اندیشمند | ز اندیشهٔ زیرکان گیر پند

چو پیش آید اندیشهٔ کارزار | یزکهای اندیشه را پیش دار

به پرتاب داری رسد زخمِ تیر | بود تیرِ اندیشه آفاق گیر

بدانسان شو از کینه در کینه خواه | که نی تیغ رنجه شود نی سپاه

بمشت اندرون تیغ را جای کن | ولی رای را کارفرمای کن

ز آئینهٔ رای بینی جمال | در آئینهٔ تیغ نبود خیال

مکش سر ز رایی که بخرد زند | که پیلِ حرون بر صفِ خود زند

ورت دل ز یزدان بود زورمند | نه‌ئی نیز محتاجِ رای بلند

توکل ز پیش است و لشکر ز پس | فرس زیر و نیزه بدنبال بس

علم خسروان را اگر از پس بود | علم در پیِ شیر دُم بس بود

چو قادر شدی چیره را ریز خون | مزن دشنه بر بستگانِ زبون

بده تیغ را بر سیاست زبان | که آهسته باید بخون مرزبان

بجان این مثل زندگانی ده است — که جان بخشی از جان ستانی به است
چو فیروزیت باید اندر مصاف — بکن گردِ خرگاهِ دلها طواف
برآر از رهِ لطف گردِ همه — باندازهٔ کار گرد همه
به تیمارِ خدمتگران کن بسیچ — ز بد خدمتان نیز دامن مپیچ
۵ اگر مردِ بیدار پروردنی ست — گران خواب نیز غمخوردنی ست
سپهدار باید خداوندِ تخت — که بی برگ برکنده باشد درخت
شهی کو نداند سپه پروری — فرو افتد از پایهٔ سروری
ز لشکر بود زورِ شاهنشهان — که یک تن به تنها نه گیرد جهان
مشو سخت گیر از خدا دادهٔ — که گردد غلامِ تو آزادهٔ
۱۰ بمردی کند خدمتت بنده وار — ولی رایگان جان دهد وقتِ کار
شنیدم که از کار پرداختن — کم آرام دارد شه از تاختن
چو لشکر ز فرمانِ شه یافت زور — ق — رود گرچه بکیر بسوراخِ مور
ولی این بدانی که در اتفاق — نه زیباست تکلیفِ ما لا یطاق
شتابنده راهست آخر ستاد — که خاک ست فرزندِ آدم نه باد
۱۵ ترا باد پایان ز اندازه بیش — ببندیش از آن لاشهٔ پشت ریش
ترا بارگاهِ بریشم طناب — خبر نه از آن سوزشِ آفتاب

ق ۲ — به تنها نگیرد — ۱۱ — کم آرام گیرد سر از باختن

ترا توشه دان پُر ز حلوائے تر — نظر کن به بے توشهٔ راه بر

چو گنجینهٔ صد ولایت تراست — هنوزت دویدن ز بهرِ چراست

نه رنجی که بر سینه بار آیدت — باندازهٔ کن که کار آیدت

کسے رنج در حاصلے چون برد — که از رنجِ او دیگرے برخورد

۵ خوش آن کین ورق را چنین داد پیچ — که بگذاشت از بهرِ بیگانه هیچ

جهان چون خیالے ست آئینه بست — که بنماید اما نیاید بدست

اگر بادشا کامِ عالم گرفت — ق — وگر بے نوا بهرهٔ کم گرفت

چو از بهرِ فردا نبردند ساز — جهان دیده نادیده گشتند باز

یکے خورد در خواب نان و کباب — یکے را نیامد خود از فاقه خواب

۱۰ چو طبع از درون راحت افزا بود — شب هر دو را فاقه بر جا بود

چو در خواب ساغر خورد باده خوار — اگر مستیش نیست باشد خمار

متاعِ جهان ست باد در دان — گره بر زدن باد را چون توان

حکایت مستے که از انبان پشت باد حاصل کرد و بباد داد

شنیدم یکے را ز اهلِ نشست — که بادے ز رندانِ نوشنده جست

۱- قٓ: بار بر- ۳- م، قٓ: زرنجے که- ۱۰- م، قٓ: آتش

بخندید دزدیده رندی چو برق | بخوے شد نشیننده چون ابر غرق
بپرسید ازاں رندِ هنگامه جوے | کفے نبست دادش که باکس مگوے
بشد رند و دادش بباد شمال | رساننده گفتش چه بود ایں خیال
جوابے بصد شوخیش باز داد | که باد آمد و دادمش هم بباد
۵ هر آں کس کزیں حجره با زر رفت | تهی آمد و هم تهی باز رفت
چه باید گرفت از نشیب و فراز | که می باید آں را رها کرد باز
چو خورشید باید جهاں گیر و داشت | که هر روز بگرفت و هر شب گذاشت
مگس هم نشیند به پشتِ کلنگ | ولی کی چو شاهینش دارد بچنگ
چه پیچی دریں چار گوشه سراے | که جز چار گز را نهٔ کدخداے
۱۰ چو یک مشتِ خاک آدمی را عطاست | زمیں جمله در مشت جوید خطاست
که دارد چناں دستگاهِ فراخ | که در مشتِ او گنجد ایں سنگلاخ
کساں کاندریں کوے ره داشتند | فراواں گرفتند و بگذاشتند
چو زیں جا نه بردند آں جا بهی | گذشتند ازیں جا و آں جا تهی
بسیماے تست آں نمودارِ بخت | گزیں هر دو بستاں برآری درخت
۱۵ چو ایں را سراسر گرفتی به عهد | کنوں کوش کاں نیز گیری بجهد
چو در خیمهٔ خاک جا کردنی ست | رها کن رهے کاں رها کردنی ست

۲- س ۱: بخندید - ۱۰- س ۲: خو جهد

رهی پیش گیر از خرد پیش از آن — که دریابی آزادیِ خویش از آن
چو جان نیست با جانستان در زمند — ازین شور و غوغای بیهوده چند
چو یکدم همه باد و دم حاصل است — چرا این همه باد ازان یکدم است
بسا غرّه کز مردن ایمن نشست — که تا چشم بر هم زنی دیده بست
۵ اگر تاجداری و گر سرفراز — بتاج و سرِ خویش چندین مناز
که یک صدمه زین باغِ نیلوفری — رباید سر و تاجِ سر بر سری
چو دانی که حربِ فلک کردنی ست — کله گر ز منه چون قفا خوردنی ست
جهان خور غمِ زندگانی مخور — فریبِ جهان تا توانی مخور
نشاید بدین ملک خرسند بود — ببین تا چو تو در جهان چند بود
۱۰ چه نازی بدان تختِ شاهنشهی — که از تاجور خواست ماند تهی
چو هست آدمی را گذر در مغاک — چه اسکندر و چه یکی مشتِ خاک
نگر دورِ گردونت از یاد برد — که تختِ سلیمان چسان باد بُرد
شنیدستی آخر که بهرامِ گور — بدنبالهٔ گور شد چون بگور
نخواندی که کیخسروِ تاجدار — چسان رفت در غار بی یارِ غار
۱۵ بکاوس کو بر فلک شد ببین — فلک بین کز آنجاش زد بر زمین
بضحاک بین تا چه حرمان رسید — که از کامِ ماران بکرمان رسید

---

۱۰ - ق ۲: ماندن - ۱۳ - چون شد

چه خسپی درین خانهٔ فتنه سنج | که دزد آشکارا فرستد به گنج
نه بی دزد کز تیغ جاری زیان | سر شب زند و شهر با پاسبان
توان نقب هر خانه دیدن بسی | ولی نقب زن را نه بیند کسی
ازان دزد این خانه منظور نیست | که در چشم خلق از خرد نور نیست
۵ کسی کز خرد هست بینای کار | نهانی همین بیندش آشکار
تو گر یابی این بینش اندر نهان | دگر دل نه بندی بکار جهان
نیفتی چو طفلان درین کهنه دیگ | که ماند از پس مردمان مرده ریگ
زمین هر چه داری بدان دل منهی | نه هر روز رختی بمنزل نهی
بملک این قدر ضبط باید نهان | که آگه بوی زو چو کار آگهان
۱۰ چو یک خانه را کس نداند شمار | چه باید زدن خنجر بر هر دیار
جهانگیری ارچه جهانخواری است | ولی پادشاهی جهانداری است
جهانگیر همچون جهاندار نیست | کمانکش مخوان چون کماندار نیست
همین فرق شد در دو صاحب کلاه | که این پهلوان است و آن پادشاه
نه آسان است بر تخت ره داشتن | جهان را به یک تن نگه داشتن
۱۵ ز شاه ارچه نعمت پیاپی بود | به از ایمنی نعمتی کی بود
چو خورد از بزرگان ندارد امان | رعیت همان است و سلطان همان

۷- ق۲:- مردگان

اگر سایہ بان سایہ ندہد بسے — چرا زیرِ دستش نشیند کسے

ازاں خیمۂ پارہ بگسل طناب — کہ نبود پناہ زابر و از آفتاب

گر امروز موئے ز ایوانِ تست — بمحشر حسابش ز دیوانِ تست

چو از شرق تا غرب فرمان تراست — بہ بیں عہدہ چند حیوان تراست

نہ از ہوشمندی ست فرزانہ را — میانجی شدن نزلِ بیگانہ را

چو مرد آید از بارِ یک تن زبوں — ز بارِ جہانے کے آید بروں

پس آں بہ کہ در حجرہ بر داشتن — بواجب بود بار بر داشتن

گر امروز نبود ز فردا ہراس — چہ نیکو ترا دولتِ بیقیاس

چہ آزاد مرغی کہ از بیش و کم — خورندہ ندارد بجز یک شکم

شنیدم ہمہ جانور کز زمی ست — بہ پرسش نہ در عہد چوں آدمی ست

دد و دام کافزون و کم می دوند — بمزدوریِ یک شکم می دوند

ندارد بجز آدمی ایں شمار — کہ یک تن دہد طعمۂ صد ہزار

اگر گرم خیز ست و گر خفتہ خیز — کس از نیم نانے ندارد گریز

چو شاہی کسے را بدورانِ خویش — مخسپاں شکم خالی از نانِ خویش

بکن شکر آں را کہ در روزگار — تو لقمہ دہی و جہاں لقمہ خوار

بواجب چناں دہ قرارِ حشم — کہ افزوں دہی زانچہ گفتن نہ کم

کسے را کہ دولت دہد پایۂ — بہ از راستی نیست پیرایۂ

شه آن به که از راستی دم زند | که کس نالش از راستان کم زند
چو دریای جوشنده گرد سراب | خورد تشنه از دیدهٔ خویش آب
دم صبح کاذب بود زود میر | ولے صبح صادق شد آفاق گیر
اگر سکهٔ قلب شد حنانگی | بدلها نهد مهر بیگانگی
۵ ز بهر زبردست باشد غرور | بزور ار نمائیش ماری بزدر
چو این فتنه با زیردستان کنی | چرا دعوئے پور دستان کنی
بهر پایه ده راستان را توان | کجک نه به پیشانی کژدمان
مکن جز نژاده بشغل ارجمند | که تا در نیاید بدولت گزند
چو خس را در افگند در دیده کس | زخود بایدش گریه وانے زخس
۱۰ چو کردی کسے را بخود راه ده | بیندیش و بشناس آن گاه ده
کسے کن زبردست بر زیردست | که در زیردستان نیارد شکست
اگر سنگ بر سینه دارد ستیز | بسندان آهن کنش ریز ریز
ور آهن کند سنگ را پست و نرم | ببر سختیش را بانگشت گرم
عوان چون رسد عامل برزن ست | فغان نے ز نشتر ز نشتر زن ست
۱۵ چو سگ در رمه گشت بزغاله گیر | شبان گو بسگ زن نه بر گرگ تیر
چو خون ریز خلق از سپاهان بود | دیت بر سر پادشاهان بود

۱۔ س۲: بانگ بر۔ ۵۔ م۲: آزمائیش۔ ۷۔ م۲: کژدوان۔ ۱۰۔ م۱: خود۔ ۱۲۔ س و م: تیشه

مکن کدخداوندِ سلطان فریب | که مال او به دیو بر تو باشد حسیب
نهادے که مانند زخونخوارگان | بود دست بردِ ستمگارگان
بانصاف نه سکهٔ دادها | ستم را ببندد از بنیادها
چه رانی ز دادِ فریدون سخن | تو نو باش گر شد فریدون کهن
۵ چه تازه کنی نوبتِ پیش را | بده تازگی نوبتِ خویش را
بزرگان که داد دهش داشتند | نبردند بهرِ تو بگذاشتند
چنان نه تو این رسمِ پایندگان | که بگزاری از بهرِ آیندگان
بعهدِ خود آن نغز به کاستی | که در عهدهٔ دیگران نیستی
ترا باید از باغِ خود بار جست | دو جو بر تو گر کشتِ دهقان برست
۱۰ چنان باش کائینِ تو در جهان | شود سبقِ تعلیمِ شاهنشهان
شهے کو شد از رسمِ تو مایه گیر | بمعنے تو باشی نه او بر سریر
چو باشد بدورانِ او دادِ تو | کند خلقے از دادِ او یادِ تو
چو حرف از تو بیند در شانِ او | دعاے تو گویند نے زانِ او
منه بر بدی کارها را اساس | که کس گاهِ نفرین نگوید سپاس
۱۵ کسے کو بزرگ ست کارش بزرگ | بهر پایه باشد شمارش بزرگ
یکے مردکش صد هزار ست کار | یکے صد بود بلکه خود صد هزار

۶ـ ق و م۲ : بر داد و ره داشتند ـ ایضاً ـ م۲ : نکردند ـ ۹ـ ق و م۱ : میوه جست
۹ـ س۱ : ترا باید از بهره خود دانه کشت ـ ایضاً س۱ : برشت

چو هر جا رسد کارِ هیجا رِ او | جهاں پر شود لابُد از کارِ اُو
گر او بد کند همگناں بد کنند | و لے نیکی آرد یکے صد کنند
پس آں به که فرمانده از جهدِ خود | کند خوے خوش زیورِ عهدِ خود
به قانونِ بد۔ بد شود حالِ دهر | که آئینِ شاه است دستورِ شهر
۵ چو در قالبِ کژ گدازند سیم | نمودارِ پیکر نخیزد سلیم
شناسنده باید خداوندِ تاج | که تاراج را نام ننهد خراج
مبیں گر ستم خیزدت غرّه بیش | که نتواں بره خورد چوں مرد لیش
چو کردی درخت از پئے میوه پست | جز آں میوه دیگر نیاید بدست
یکے را ازاں کرد یزداں بلند | که باشند از و دیگراں بے گزند
۱۰ چو او خود کند کارِ دشمن بسے | ز بیدادِ دشمن چه نالد کسے
اگر باغباں تیشه دارد چو برق | ازاں باغباں تا تبرزن چه فرق
ملک به که باشد نیاز و نیاز | زبردست سوز و فرودست ساز
سراں حمله در جاے عالی برند | خراں تاختن در حوالی برند
چو بر پیل نه توانی آورد زور | چه باید لگد کوفت بر پشتِ مور
۱۵ نه مردی بود۔ نقبِ خانه کناں | بمالِ یتیمان و بیوه زناں
چو شیر از توانائی آید فرود | به نخچیرِ غوکاں رود سوے رود

۲۔ م۲: دگر

چو شد حجره را چشمِ همت بخواب — بهوش آں کند از کلنگاں شتاب

چو شاہیں بصیدِ بلخ زد پرے — نہ او سیر گردد نہ زد دیگرے

بپیچ از ستم دستِ بیچارگاں — ستم کن دلی بر ستمگارگاں

بروں کن ز پائے کسے خارِ خویش — کہ نتواندت گفتن آزارِ خویش

حذر کن ز تیرے کہ آں بد زنی — بغیرے کشائی و بر خود زنی

گر از آہنیں قلعہ داری پناہ — مباش ایمن از ناوکِ دادخواہ

ستمکش کہ دستے برآرد بشور — عناں بگسلد آسماں ابزور

ملک از حرزے کہ زیبا بود — نکوتر دعائے رعایا بود

چو ہر جا رسد راحت از سوے او — ہمہ خلق گردد دعاگوے او

چو زینگونہ در سینہا یافت جاے — شود تاجِ شاہی برو دیر پاے

نمانند در ملک و دولت دراز — مگر زور مندانِ عاجز نواز

حکایت مورے کہ از سلیمان دستگاہ یافتہ

شنیدم کہ روزے سلیمان گذشت — سوارہ بسوراخِ مورے گزشت

فرس تا نہد بر سرِ مور پاے — فرود آمد و بر گرفتش زجاے

برآورد آں بے زباں را بدست — شد از رخش و بر تختِ شاہی نشست

بپرسش بر آں خوردہ شد خوردہ بند — کہ چوں بینی ایں تختگاہِ بلند

بدانندگی داد مورش جواب | که ای ذرّه را بُرده بر آفتاب
اگر تختِ والا قدم جای تست | مرا جای بر دستِ والای تست
سزد گر کنی خود بدانش نگاه | که من برترم یا تو در دستگاه
رعیّت که بر دادگر بارِ اوست | چه آسودگیها که در کارِ اوست
۵ ز چندین نصیحت که راندم نفس | خلاصه همین یکدو حرف ست و بس
بر آنگونه کن هر چه کارت بود | که خشنودیِ کردگارت بود
که ایزد جهان چون بدستت سپرد | بداند جهان کین نه کاریست خورد
جهان این زمان از خدا شرم دار | که فردا نمانی از و شرمسار
سکندر چو بشنید گفتارِ پیر | رقم کرد یک یک بلوحِ ضمیر
۱۰ بسی آفرین کرد و بوسیده دست | ق پس آنگه بدو گفت کای حق پرست
ز نزلی که دادی بمهمانِ خویش | دل و جانش کردی گروگانِ خویش
کنون چون توان داشتن دل صبور | که از دولتِ چون تو مانیم دور
نواله نه بایست دادن بکام | چو دادی کنون سیر گردان بکام
نشاید بمیخواره دادن شراب | چو دادیش پُرده که گردد خراب
۱۵ جگر تشنه را که دریا کش ست | چو قطره دهی شعلهٔ آتش ست
ز یزدان خود آن سرمه داری بچشم | که خاشاکِ ما را نیاری بچشم

۲- سل ۲: اگر تخت بالا - ۱۰- سر ۲: پس آن گاه گفتش که ای حق پرست - ۱۶- ق ۱: تو خود ز ایزد

دلے را کہ ما کارزومند تست — بدین آرزو کے کند پنجہ سست

ازین سو کہ ما کامراں آمدیم — طلبگار گوہر بکاں آمدیم

چو دیدیم گوہر نہ جائے نشست — کہ آساں تواں آوریدن بدست

در آہنگ سوے تو ہر دم کنیم — ترا وقت آسودہ در ہم کنیم

۵ خود آموزگاری کہ در برج نور — عطارد نباشد ز خورشید دور

خردمند چوں خواہش شاہ دید — ز خواہندہ دوری نہ از راہ دید

فراوانش بستود آنگاہ گفت — ق — کہ اے شاہ بی جفت بادا جفت

دلت جز بفرخندہ فالی مباد — جہاں ہیچ گاہ از تو خالی مباد

کجا چوں تو شاہے بود در قیاس — کہ دانا تواں گفت دانا شناس

۱۰ نہ من زاں شدم از جہاں گوشہ گیر — کہ تنہا ز یزداں شوم توشہ گیر

کسے کو دہد داد طلعت بکوہ — بصحرا ازو دادن نباید ستوہ

دلے ہست ہمچوں ہراسندگاں — ق — گریزم من از ناشناسندگاں

نہ نجم من از عالمے پر خر ست — مگر زاں خرے کادمی پیکر ست

مزاج سگاں را نگیرند نغز — کہ نزدیک شاں استخواں بہ ز مغز

۱۵ چو گوہر نہ بر آدمی مے بود — ہماں سنگ کے از آدمی بہ بود

من اینجا بداں کردہ بودم پناہ — کہ دیگر نہ بینم بخورشید ما

۷- ق: بس ہمچوں - ۱۱- ق - ح: ثانیت - مصرعہ دوم - ز یزداں

ولی چون شهم می کشد زین مغاک | چو خورشید گونم برآرد ز خاک

نه زیبا بود نزدِ روشندلان | کشیدن سر از طاعتِ مقبلان

پذیرفتم از بختِ والاے شاه | که بوسم درِ دولتش گاه گاه

بشرطیکه داراے خدمت پذیر | نه باشد دران خدمتم سخت گیر

۵ گر آیم کند جانم از لطف شاد | دگر نیز نایم نیارد به یاد

ملک گفت ما را رضاے تو بس | بیاؤ برو- بر نیارم نفس

مگر یک نفس کان برآوردنی ست | ترا نیز گفتارِ من کردنی ست

چو من ربعِ مسکون گرفتم بزور | کنون شور دارم بدریاے شور

حکیمانِ دانا و پیغمبران | بسے همعنانِ من اند اندران

۱۰ تو هم چون بزرگی درین داوری | ز تو نیز میخواهم این یاوری

بخندید ازان گفت دانا چو برق | بگفتا مکن غرقه را باز غرق

چو یکره فگندی بدریا درم | مده یاد ازان آشنا دیگرم

دوباره بیفتاد کورے بچاه | چو بینا بدریا فتد نیست راه

ولی من چو زین خانه کردم کنار | چه مرگم بدریا چه در کوهسار

۱۵ بجاے که شد با بزرگانِ دهر | بدریا درون باک گردد چه بهر

گر آسوده چون مےِ لوثناک | بدریا درون پاک گردد چه باک

رضا دادم این بندگی را بجان | که آیم بدنبالِ شاهِ جهان

بهر سو که روشن کند راه را — کمر بسته ام خدمتِ شاه را

بدان وعده چون شاه دمساز گشت — سبک دستِ او بوسه زد باز گشت

ازان پس که گه گاه دانا ز کوه — رسیدے سوے شاهِ دریا شکوه

بسے نکته و پندِ دانش فزاے — فرو گفتے و باز گشتے بجاے

چو شد وقت کاید خلل در اساس — نه داننده ماند و نه دانا شناس

بیا ساقی آن سلسبیلِ حیات — که شوید همه تیرگیها ز ذات

بده تا چو منزل بجا لم کشد — ز آلایشِ خاک پا لم کشد

بیا مطرب آن علمِ باریک را — که روشن کند جانِ تاریک را

فرو گوے زان گونه سوزان تر — که دستارِ عالم رباید ز سر

در تجربهٔ کارِ عالمِ پُر الم و کامیاب شدن از چاشنیِ زهر و نبات و روشن کردنِ دقایقِ انوارِ نجومِ آسمان و زمین و فرق کردنِ یاجین از تراب و از عینِ عبرت بدریا و رودِ ژرف نگریستن و در ماهیتِ بحر و حوت تعمق نمودن

— م، ق، ن، پ، س، ب، ذ، و، ر، ہ، ز، و مصراع ۱ کنند، بجاے کشد

چه زیباست رای خردمند را | کشادن ز چشمِ خرد بند را
جهان را به پیشِ نظر داشتن | ز هر نیک و بد بهره برداشتن
بهر منزلی کردن آرامشی | بهر مجلسی ساختن رامشی
هوس پیشه چون آدمی نیست کس | که دارد بنادیده دیدن هوس
۵ دد و دام هستند زین شیوه فرد | که کاری ندارند جز خواب و خورد
بخواب و خورش چون سر آید زمان | بهایم همانست مردم همان
خرد گاو و خر را نیز هست از گزاف | بصحرای این نطعِ رنگین طواف
چو مردم نگردد بهر نکته غرق | ازان گاو و خر تا بمردم چه فرق
ز مردم همانست مردانگی | که گیرد جهان را بفرزانگی
۱۰ تماشای این باغِ رنگین کند | بهر شربتی کام شیرین کند
جهان هر چه پیشش آرد از خاک و آب | همان را پذیرد که بیند صواب
بسا ساده دل کز سپهرِ کبود | نهادند پا بر بساطِ وجود
جهان جمله دیدند شیب و فراز | چو دیدند نادیده گشتند باز
بدانگونه کن گردِ گیتی خرام | که دریابی اسرارِ گیتی تمام
۱۵ مشو چشم بسته چو گاوِ خراس | که نفگند جز دانه را در آس
بغفلت مکن طوفِ این پولاخ | که تنگ آید از تو جهانِ فراخ

۶- ق ۲: همانند - ۱۴- س ۲: عالم

چو پر بست مہماں شوی پردہ دار
ترا دردِ سر گیرد او را خمار

بہ پرہیز چوں در خرامی بباغ
تو حسرت خوری میوہ گنجشک و زاغ

چہ فرخ کسانے کہ بالا و پست
جہاں دیدہ اند از انساں کہ ہست

بکارے خرد در تجربہ کردند پائے
ز ہرِ دو سہ قلبِ مرد آزمائے

۵ فزوں گردد ار چہ از سفر دودِ مرد
ہماں پختگی بس بود سودِ مرد

بکاں کندن ار دستِ تو گشت ریش
مخور غم کہ سود از زیان ست بیش

ولیک ایں گماں ہم ز ہنجار نیست
کہ جز با سفر تجربت یار نیست

نہ ایں مایہ کم داشت آں بختیار
کہ بر جنبش آرام کرد اختیار

بسا گوشہ گیرانِ ثابت نمائے
کز اندیشہ بر چرخ سایند پائے

۱۰ چو سر در گریبانِ دل خم کنند
نشستہ تماشائے عالم کنند

اگر ساکنی ور دوی پیش و پس
ہمہ سوئے معنی نظر دار و بس

ہر آں پیکری کایدت در خیال
طرازے ست از کارگاہِ کمال

اگر جملہ مغز ست و گر جملہ پوست
باندیشہ در ہر چہ بینی نکوست

بروے زمیں ہر چہ سنگ و گیاست
جداگانہ در ہر یکے کیمیاست

۱۵ زر از سنگ اگرچہ مکرّم ترست
نہ زو سنگ در خاصیت کم ترست

زرے را کہ نرخ آشکارا کنند
عیارِ وے از سنگِ خارا کنند

۱۵- ق۲: زرا زسنگ

مبیں آبگینه که لعل و سیاه | که نرخش چو بے نیست در عرصه گاه
اگر لعل سُرخ ست و یاقوت زرد | نه شاں اگرانی ہماں گونه گرد
مداں بد براں بدنماے که ہست | که آں نیز نیکوست جائے که ہست
سیه مار کز کفچه شد زہر سنج | ز ریخته ہم بخشد از دیگ گنج
۵ ہماں زہر کو دشمنِ جاں بود | بسا دردہا را که درماں بود
ہراں خار کو نشترِ پاے تست | نواله پزِ صحنِ حلواے تست
چو نشتر کند سُرخ چرمِ سپید | ز بالش نصیحت رساند نوید
خسے کافتِ چشمِ گیتی نماست | فروزندۂ دیدۂ چار پاست
وگر در تو نقشے به نیکی نه بست | خیالِ دگرگوں درو نیز ہست
۱۰ گلابی کزو دردِ سر شد حرام | بود مایۂ دردِ سر در زکام
شکر کو حلاوت بجاں آورد | چو در تپ خورندش زیاں آورد
چراغے که او خانه روشن کند | بر ختِ او قند کارِ دشمن کند
دلی مرد باید که در خوب و زشت | تماشاے آئینه بیند بخشت
تو ایں شنوی کت خرد اند کیست | که زر تیغ و زر نزدِ طفلاں یکیست
۱۵ شناسندگانے که در عالم اند | ہمه جا بے نقش بینی کم اند
بہر کوچگاہی که منزل کنند | تماشا به بینائیِ دل کنند

۱- س۲ ب: در کارگاه

چو در کارِ بینش نهی روے را | میاں کج مکن چشمِ بدگوے را
بسا چشمِ سر کو به نقصانِ نور | کم و بیش بیند ز نزدیک و دور
اگر دیدهٔ چند ست بینش پذیر | نه بیند فزون از دو پرتابِ تیر
نه هے دل که از آسماں تا زمیں | بیک لحظه بیند بهان وهمیں
۵ بسرمه تواں نورِ چشم آزمود | چو دل کور باشد ز سرمه چه سود
به بینائیِ دل نگر کز فروغ | نگوید بهنگامِ دیدن دروغ

حکایت بصیرت کوراں که اعمی صفت کور کردند

۱۰ شنیدم که کوری دو سه بے دلیل | نمودند رغبت بدیدارِ پیل
چو گشتند بر هیکلش دست سائے | ز دندان و خرطوم تا دست و پائے
کسے کو گرائش بخرطوم کرد | شگرف اژدهائیش معلوم کرد
دگر کو ز دنداں نشانی کشید | خیالش بخشک استخوانی کشید
ستوں خواند سایندهٔ پا و دست | شکم سائی بر بے ستونیش بست
۱۵ چو بر داور افتاد گفتارِ شاں | نزد بر غلط سکهٔ کارِ شاں
دروغے که بینائیِ دل نمود | بتحقیق چوں دیده شد راست بود

۶- ق ۲: به گفتن -

انجمن ساختن سکندر با دوستان و کوکبهٔ خویش و ازاں

انجم مسعود راهنمونیِ دریا کردن و برشمردن ایشاں

حضیض و هبوطِ درجاتِ آبی و درجعتِ آں اخترِ بلند

کوشیدن و استقامت نمودن برنقل و حرکتِ خویش

و بطالعِ سعد و اهلِ افلاک منزلِ خاکی تمام کردن و

درخانهٔ سرطان و حوت تحت الشعاع شامِ خویش

سریع السیر گردانیدن و فرو رفتنِ آں آفتابِ آفاق

در دریاے مغرب نزدیکِ شام

نگارندهٔ لوحِ ایں داستاں	چنیں راست کرد از خطِ راستاں
۱۵ که چوں فتحِ اسکندرِ چیره دست	درآورد گردن کشاں را شکست
بفیروزیِ آفاق را کرد رام	بشمشیر بگرفت عالم تمام

۱۸- س ا: فرخ

چو از ربع مسکون بپرداخت کار — تمنای دریایش گشت آشکار

بر آن شد که در ترکی آرد شتاب — تماشا کند قعر دریا در آب

در آن حال کز بخت فرخنده فال — دلش را عنان گیر گشت این خیال

برون برد ازین خطهٔ خاک بخش — بدریای مغرب رسانید رخش

۵ سراپرده بر شطِ دریا زدند — سرِ بارگه بر ثریا زدند

جهاندیدگان را طلب کرد پیش — سخن گفت زاندازهٔ کارِ خویش

که چون من به نیروی یزدانِ پاک — قوی دست گشتم برین خطِ خاک

بگوی زمین دست بردم به پیش — بچوگانِ همت کشیدم بخویش

بهر کشور از بختِ فیروزمند — دو نوبت زدم پنج نوبت بلند

۱۰ نبشتم این نو آئین بساط — دل و دیده را تازه کردم نشاط

نماند از بساطِ زمین هیچ جای — که نه سیرِ شبرنگ من زیرِ پای

کنون عزم آنم در دل آمد هوس — که در جویم از قعرِ دریا و بس

نشینم در آب اندرون چند گاه — کنم در عجبهای دریا نگاه

بباید ز همت [illegible] جستن — [illegible] بحکمت برآراستن

۱۵ [illegible] — [illegible]

[illegible] — جهان [illegible]

حکیمان بفرمانِ شاهِ جهاں ‏ بپورشس گری تازه کردند شاں

بزرگاں نهادند بر خاک سر ‏ ستایش گرفتند بر تاجور

بگفتند کاے شاهِ فیروزه بخت ‏ سرافراز باشی به تاج و به تخت

که اے خاک بوسِ جنابِ تو بخت ‏ زپائے تو نیرُوے بازُوے تخت

۵ همه نیکی انجامِ کارِ تو باد ‏ خدا در همه کار یارِ تو باد

زما هر چه اے ملک باز خواست ‏ بزنهارِ جانباز گوئیم راست

دو نوبت گرفتن سراسر زمیں ‏ نه باشد در اندازۂ آدمیں

بدیں پس کن و زیں زیادت مپوے ‏ همه آرزو را نهایت مجوے

کسے را شمارد خرد یارِ خویش ‏ که بشناسد اندازۂ کارِ خویش

۱۰ ز مردم نیاید که چوں ماهیاں ‏ تواند گرفتن در آب آشیاں

اگر بودے امکانِ بودن در آب ‏ نماندے براسرارِ دریا نقاب

چو دل را برفتن نیاز آمدے ‏ همه کس برفتے و باز آمدے

چو در آب نتواں نظر کرد باز ‏ چه روشن تواں کرد زیں پرده راز

ز دریا کسے دید غواص کور ‏ که گوهر بروں آرد از آبِ شور

۱۵ همه چیز ها را ز مقدار ها ‏ بقانونِ حکمت رسد کار ها

اگر ماهی آرد به خشکی شتاب ‏ بجان کندن افتد چو مردم در آب

۷- س ۱: گرفتی - ۷- س ۲: نگنجد در اندیشۂ آدمیں - ۱۵- س ۳: رود

مکن آتش و باد خود را فزون — که خاکی نگنجد بآب اندرون

هر آن کارگر نیک گر بد کند — همه کس باندازهٔ خود کند

چو پرگار در جنبد از جای خویش — برون ناید از دائره پای خویش

تهی دار سر آن کس از رای هوش — که جوشش هوس را نمالید گوش

۵ سکندر به پاسخ زبان بر کشاد — ز دُرجِ دهن کانِ گوهر کشاد

که اقبال چون گشت هم پشتِ من — کلیدِ جهان داد در مشتِ من

بسی پی فشردم بجویندگی — که شویم لب از چشمهٔ زندگی

سرانجام من چون بپالیست مرد — زمانه بدان آبخور ره نبرد

بروزی توان باده زین طاس خورد — که اسکندرش حسرت و الیاس خورد

۱۰ گرم جاودان کردی ایزد برات — نماندی لبم تشنه ز آبِ حیات

چو بر مرگِ من بود تقدیر غیب — ز محرومیِ آبِ حیوان چه عیب

چه می بایدم رفت زین کاروان — تماشا کنم هر چه یابی توان

چو مردم ندارد گریز از هلاک — چه در قعرِ دریا چه بر روی خاک

نه من به ز کیخسروم کز سریر — بزندانِ غاری شد آرام گیر

۱۵ اگر او درین غار بر بست بار — بنِ غارِ من قعرِ دریا شمار

نیایم ازین پند بیهوده تنگ — که از موج دریا نترسد نهنگ

۳- س: ز اندازه ننهد برون پای خویش -- ۱۰- ق و س: بذات

چو دانندگان را یقین گشت حال | که در مغزِ شه محکم ست این خیال
زدند از ضمیرِ خردمندِ خویش | نفس بر مزاجِ خداوندِ خویش
که دولت پناها جوان بخت باش | به بختِ جوان بر سرِ تخت باش
ز فرقِ تو اکلیلِ دولت بلند | سرِ دشمنانت بخشمِ کمند
۵ بهر کار اقبالت آرد شتاب | نباشد سر انجامِ او جز صواب
بهر رسم و رای اختیار آن بود | که اندیشهٔ بختیاران بود
بعزمی که در رای هشیارِ تست | کمر چست کن کآسمان یارِ تست
ز تو بر محیط آشکارا زدن | ز ما غوطه در قعرِ دریا زدن
نه آب ار چه طوفانِ آتش بود | بهمراهیِ چون تویی خوش بود
۱۰ اگر با تو گردِ زمین تاختیم | غبارِ ترا کیمیا ساختیم
ازین بس که در آب لشکر کنیم | اگر خشک جایی ست هم تر کنیم
چه کار آید آن جانِ بی اعتبار | که بهرِ چنین روز ناید بکار
بدین جان که پیشت فدا کرده ایم | چه منت بود چون دیت خورده ایم
بزرگان که بر بنده فرمان دهند | باندازهٔ خدمتش نان دهند
۱۵ علف بهر آن یافت گاوِ خراس | که کارِ خداوندِ خود داشت پاس
ازان غازیِ بی‌وفا خون بریز | که در حمله کندست و در لقمه تیز

۱۰- س ۲: توتیا - ۱۳- س ۲ بدین الخ
گندم آسیں

۱۵- م ۲: که خر آسیا ترا کند

خرِ پیرزان رخشِ توسن فزون | که در جو حریص ست و در تنگ زبون

سکندر چو بشنید گفتارِ شاں | نوازش گری کرد بسیار شاں

به بخشش درِ گنج را باز کرد | زر افشاند و بخشیدن آغاز کرد

ازاں سیم و زر کز عدد بیش بود | تونگر شد آں کس که درویش بود

چو لشکر غنی شد ز گوهر کشی | درآمد ز زر ناخوشاں را خوشی

بفرمود تا سازِ دریا کنند | متاعے که باید مهیا کنند

بفرمانِ فرماندهِ روزگار | ارسطوے دانا درآمد بکار

بهر سو بسے تیشه زن رانشاند | کز آهن توانند گوهر فشاند

بسے چوبِ زیبا سبک تر ز گل | که از وے بدریا توان بست پل

بفرمود کاسبابِ کشتی کنند | نشیننده را زو بهشتی کنند

هنرپیشگاں پیشه بر داشتند | نمودند هرچه از هنر داشتند

کشیدند کشتی بدریا کنار | بسالِ کم و بیش پیش از هزار

اساسے که بر آب انداستاد | شتابنده کو بے ز آسیبِ باد

مهندس ز پیوندش آگه نبود | که در درز او موے را ره نبود

چو از چوب کارے قوی شد اساس | ببازو ز بسنجی درآمد قیاس

نشستند بینا گزارنده دم | که بے آتش از سنگ سازند موم

به فرمان که شه باشارت نمود | زبانها بآتش نشستند زود

چو حل شد بقالب فرو ریختند   درخشندہ صندوقے انگیختند

بوزن از گِلِ تر سبکساز تر   بلطف از دلِ سادہ غمّاز تر

نشینندہ بیروں نمودے بجال   بدانساں کہ در آبِ روشن جمال

پری گرنے صافی و آبدار   بہ پہنا سہ گز در درازی چہار

۵ مربّع بصورت مطول بساخت   کہ بتواں درو خفتن و سر فراخت

پس از جوزِ ہندی کشادند پوست   کشیدند از و انچہ مقبولِ اوست

رسنہائے صندوق کردند ساز   کہ یکماہہ رہ بود ہر یک دراز

جز اسبابِ دیگر کہ درکار بود   صد و پنج کشتی رسن بار بود

چو شد جملہ اسبابِ کشتی تمام   شتابندہ شہنشاہِ دریا خرام

۱۰ زآب آزمایانِ دریا پژوہ   طلب کرد ہشیارے از ہر گروہ

نخست از معلّم خبر جست باز   کہ گوتا چہ داری دریں پردہ راز

دریں آشنائی کہ شد عمر صرف   عجائب چہ دیدی بدریاے ژرف

چہ خواندی دریں تختۂ ہیچ دوز   کہ صد بار شستی و شوئی ہنوز

در احکامِ تو جاے ایں ازہست   کہ چندیں تواں زیرِ دریا نشست

۱۵ بپاسخ نیوشندۂ کاردان   سخن گفت با شاہِ بسیار داں

کہ ایں داوری کاختیارِ من ست   پدر بر پدر کسب و کارِ من ست

---

۸ ۔ س ۲ : صد و بست

بچندیں کتب کش ندانند نام | فروخواندم اسرار دریا تمام
نه شد روشنم کادمی هیچ گاه | بدریا فرو رفت یک روزه راه
ز ملاح چوں حل نگشت ایں سوال | به پیرانِ غوّاص گفتند حال
از ایشاں یکے پیر بیدار مغز | پژوهنده را پاسخے داد نغز
۵ که شاها دریں آب کارے که هست | مرا ماهیے داں گزشته ز شست
چو از روے دریا نشینم بزیر | توانم که مانم زمانی نه دیر
ازاں بیش کردن نیارم درنگ | بدریا که نے ماهیم نے نهنگ
مرا با چنیں خو که کردم در آب | چو بودن بجز لحظه نیست تاب
بدریا درون نفسِ ناخوپذیر | ازیں بیش چوں باشد آرام گیر
۱۰ شه از پاسخ مردِ گوهر فروش | صدف وار لختے فروهشت گوش
ولی چوں قضا می کشیدش کمند | نصیحت نیامد برو سودمند
بفرمود تا پیشوایانِ تخت | ز صحرا بدریا کشیدند رخت
چهل ساله ترتیب راهِ دراز | که باشد بداں آدمی را نیاز
ز حیوان و از مردم و از گیا | اگر شیر و مرغ ست اگر کیمیا
۱۵ خبر کش بسے مرغِ گردوں گرای | سبق برده ز اندیشهٔ تیز پای
کز ایشاں همه سه عقابِ سیاه | که روزے شتابنده یکماهه راه

---

۱۲ — م۲ ن: به کشتی

سه سالِ تمام آنچه پرداختند — سه ماهش بکشتی در انداختند

چو بر عزم آں شہ خداوندِ تاج — ق — که بر تختِ چوب آید از تختِ عاج

بزرگانِ درگاہ را پیش خواند — ز دل راز پوشیدہ بیروں فشاند

کہ تقدیر بر ما چو ایں در کشاد — کہ بر آب رانیم توسن چو باد

چناں خواہم از مخلصانِ حضور — کہ از حسنِ غیبت نہ باشند دور

کسانیکہ با ما دریں داوری — نمایند چوں یاوراں یاوری

اگر سوئے اخلاص رائے آورند — سہ اندرز ما را بجائے آورند

نخست آنکہ در غیبتِ تاجور — ز آئینِ خدمت نہ پیچند سر

کنند آنچہ باشد سلامت در آں — بغوغا نکوشند چوں بے سراں

فزایندہ دارند در جان و تن — وفائے ولی نعمتِ خویشتن

دوم آں کہ از بودنِ بی ملال — رہِ ما بہ بینند تا بست سال

گر آئیم ازیں کوچ گاہ دراز — ہم جانبِ خانہ گردیم باز

اگر وعدہ ما شد از جائے خود — گرایند ہر کس بما ولئے خود

چو در خانہ آیند ازیں مرز و بوم — در ودے رسانند از ما بر وم

سیوم آنکہ گر ما الٰہی شویم — ق — بہ آب اندروں خوردِ ماہی شویم

سزد گر مقیمانِ پیوندِ ما — نہ پیچند گردن ز فرزندِ ما

سپارند آراستہ چوں عروس — سریرِ سکندر بہ سکندروس

که آن زاده کار آرایش مهد ماست	بر او رنگ دولت ولیعهد ماست
همه سرفرازان بصد گونه جهد	وثیقت نمودند و بستند عهد
چو شه راز اندیشهٔ کار شان	دل آسود بر صدق گفتار شان
کسی را که دید از تردد خلاص	بهمراهی خویشتن کرد خاص
۵ گرانیده را سوی دریای شور	برغبت روان کرد بر راه دور
بفارغ دلی زان بهشتی سواد	توکل کنان پا بکشتی نهاد
چپ و راستش خضر و الیاس هم	پس و پیش ارسطو و بلیناس هم
فلاطون و دانندگان دگر	بهمراهی خاص بسته کمر
مهندس بیک سو شد تخته سای	منجم دگر سوی مشکل کشای
۱۰ حکیمان دانا ورق سنج راز	ز قانون حکمت گره کرد باز
حریفان می در قدح ریختن	طبیبان بشربت در آمیختن
ندیمان موزون فسانه سگال	نظیری روان کرد بر حسب حال
سران هر یک از رزم و پیکار روس	جهانی بر آراسته چون عروس
ترنم سرایان رومی سرود	بگردون رسانید آواز رود
۱۵ بدین شادمانی و نیک اختری	روان گشت اورنگ اسکندری
بجنبید کشتی از آسیب موج	برآمد سر بادبانها باوج

۳ - نسـ: بکسانرا که خود داده بود اختصاص

زمہرِ سکندر کہ پایاں نداشت	دراں مہلکہ کس غمِ جاں نداشت
گرو ہے بہر جانب اندر شتاب	ہمی تاختند اسپِ چوبیں بر آب
نگادر شدہ باد پائے چناں	بدستِ صبا باز دادہ عناں
چو رفتند زانگونہ بارو دو جام	بدریا درون بنجہالہ تمام
بفرمود دارائے تاج و سریر	کہ احوال بر کاغذ آرد دبیر
زرہ دوریِ غائبانِ حضور	نویدِ سلامت رساند ز دور
دبیر آمد و شرحِ مقصود کرد	سرِ خامہ را عنبر آلود کرد
فرو ریخت بر رسمِ رائے کہ بود	بدریا درون ماجرائے کہ بود

نوشتنِ سکندر سرگزشتِ امواجِ بحر و اوصافِ شفافیِ صندوق و الطافِ معلّم و مضاحکِ ندانِ نہنگان و حملۂ آفت زائے ماہیاں و غلغلۂ سلاسلِ آب و رطب و یابس جزائرِ آباد و ویراں و ماجرائے مرغانِ آبی و شاہیانِ بحری و کلنگانِ مائی و ایں حاصلِ حوصلِ آں را بپیلۂ عقاب سوئے باز ماندگانِ

تختگاہ رواں کردن

سخن را نخست از رہِ دین و داد — بنامِ جہاں آفریں کرد یاد

خدائے کہ بر مردمِ پر خرد — پدید آرد اندیشۂ نیک و بد

یکے را دہد سوئے خشکی شتاب — یکے را کند غرق در قعرِ آب

کسے را کہ کرد او بصحرا رواں — بدریا فرستادنش چوں تواں

دگر خواست کس را بہ خشکی ہلاک — ز دریا کشانش برد سوئے خاک

ز تری و خشکی ز حکمش بکار — نہ تنہا منم بل چو من صد ہزار

بہر جانبے کادمی راپے ست — گرائش نہ از خویشتن از وے ست

پس آں بہ بود راہ یابندہ را — کہ معذور دارد شتابندہ را

چو شد گفتہ ہر چہ آں بود ناگزیر — کنوں باز گوئیم رازِ ضمیر

ہمیں اخترِ دولت اسکندروس — کز و گشت روشن ہمہ روم و روس

دریں نامہ با آرزوئے تمام — ز اقبالِ ما در پذیرد سلام

سلامے کہ از جاں برآرد خروش — گواہی دہد ز اندہِ سینہ جوش

بداند کہ چوں ما بہ نیروئے بخت — ز خشکی بدریا کشیدیم رخت

نہ مارا خود افتاد ایں سو خرام — کہ تقدیر برد از کفِ ما زمام

توانا کشاں می برد چوں دواں — تواند کہ باز ایستد ناتواں

بد و نیکِ عمر آنچہ سنجیدنی ست — چگونہ نہ بینیم کہ چوں دیدنی ست

هر آنچه آسمان هست ما در نقاب | نهان داشت آورد اینک بر آب

ز غیب آنچه بر جبهٔ ماست حرف | کجا شسته گردد بدریای ژرف

بخاک از اجل کرد هر کس شتاب | کشان برد ما را اجل سوی آب

شدیم آرزومند خاک سیاه | بیک میل سرمه نه یک میل راه

۵ نداریم بر میل سرمه هوس | هوس میلی از خاک داریم و بس

اگر خاک بینیم یکی میل پیش | دود مردم چشم صد میل بیش

چنانست در دیده تعظیم خاک | که چشم از هزار آب شستیم پاک

کجا خاک در دیدهٔ ما کنون | تیمم کند هم بدریا درون

چه بازیچه گشتیم بچشم کسان | که بر آب بازی کنم چون خسان

۱۰ فلک بود ما را همه خاک را | کنون جا کنم لیک خاشاک را

چگونه نگردم درین شرم غرق | که نبود ز من تا بخس هیچ فرق

بدریا فرو رفته به خاک من | که خرمهره شد گوهر پاک من

بزرگی گوهر نگر ز اخترم | که گم گشته بحر در گوهرم

کجا ابر دارد خبر زین گهر | که در گوش ماهی رساند خبر

۱۵ نه ابری چنین گوهری ساز کرد | کز آوازه گوش صدف باز کرد

چنان پیش ازین رایت افراختم | که از پیله بر پیل جل ساختم

۱- یک یک - ۴- ز یک میل راه - ۶- ق ب: اگر خاک ده میل بینم به پیش ۱۵- م ب: نه ابری چنین

کنون مژده به اژدهاے چو من | که از جامهٔ غوک سازد کفن
چه شاهم که بر غیر پایانِ آب | زدم خیمه همچون سواران بر آب
شتابنده کشتی چو تیر از کمان | زبر آسمان نیز زیر آسمان
زبانهاے کشتی ز موجِ بلند | بابرِ سیه چاک پر دامان فگند
۵ دگر از تهشس موج بالا شده | صدف دُر در قعرِ دریا شده
معلم کزین تخت شد حرف سنج | نیاموخت ما را ابجد حرفِ رنج
جفا بین ز گردونِ بیدادمند | که چون من شهی ساخته تخته بند
اگر تختِ جم رفت بر خاکِ سخت | مرا بادِ پاینده حمالِ تخت
چو فرمان نویسم بر آبِ ژرف | ز بادِ صبا وام خواهم حرف
۱۰ دگر سکهٔ پادشاهی زنیم | رقم بر درمهاے ماهی زنیم
محیطِ هوا گیر موجش چو دود | بابرِ سیه داد آبِ کبود
ز همواریِ سطحِ آئینه رنگ | ازین سوے چین بین وزان سو زنگ
نه از مرغ آید بگوش نوا | نه بینیم پرّنده در هوا
روان کشتی اندر ماهیان گوشه گیر | چو میشِ جوان پیشِ قصابِ پیر
۱۵ هراسنده مرد از نهنگِ دوان | چو منعم ز همسایگانِ عوان
دهانِ نهنگان شده موج گیر | چو مقراضِ آهن بقطعِ حریر

---

۱ - س: بہ برِ بحر تا پائے آب - ۲ - س: ۲: بہ زیرِ آب باشد زبر آسماں ۷ - م - ق - س: بہ چو من خسرو در چنین تختہ بند
۸ - م: بہ بر باد سخت

فلک بین کہ چون دادِ جاے درنگ | چو من گوہرے را بکامِ نہنگ
تنِ ما ز تلخ آبِ دریا بسلخ | دہن تلخ بل عیشِ ما نیز تلخ
شدہ نارِ رخسارِ ما آبییے | ہمائے چو من گشت مرغابیے
درخت ار چہ سبز ش کند آبخورد | شود نیز از افزونیِ آب زرد
۵ چو ما را ز خضر آبخوردی نمود | بما لا بد این آب زردے نمود
چہ حال آدمی را درین ناخوش آب | کز و زرد شد چشمۂ آفتاب
ز جان ہمرہان رو بشستیم دست | کہ ما را بدل جوشِ دریا نشست
عجب نیست رفتن بدریا فراز | عجب این تو ان گفت کائیم باز
چو بے پردہ شد تا بدین جایگاہ | زرہ نیست واگشتن از نیم راہ
۱۰ گر آبی ز جوئے شود رہ گراے | نماند بجا تا رسیدہ بجاے
دگر دودے از شعلہ بالا شدہ | فرو ناید از ابر برنا شدہ
اگر تیرے از شست پرواز یافت | نیارد سر از نیم رہ باز تافت
گزشت آن کہ رہ باز پس داشتیم | برفت آنچہ در سر ہوس داشتیم
چرا خسروے چون من از بیم جان | بجاے رسیدہ بتابد عنان
۱۵ کنون ما درین راہِ دور و دراز | گر آئیم یا خود نیائیم باز
کسانیکہ دارند در صبح و شام | ق بدیدارِ ما آرزوے تمام

۲-س ا:- تنِ ز تلخ آبِ دریاے سلخ

سزد گر ز دل وز چشم چوں برق و میغ — دعائے ندارند از ما دریغ

مگر گر ز دعاہائے اہلِ نیاز — رخِ مہرباناں تواں دید باز

گر آں رفتہ کش کم نشاں یافتند — عنانش بدستِ دعا تافتند

خدا عمر بخشاد عمرے چناں — کہ نستاند از ما حوادث عناں

کہ تا سوئے خویشاں بمہرِ تمام — دعائے خود آریم خود والسلام

چو نامہ بمہر اندر آمد شتاب — در آویختندش بپائے عقاب

شتابندہ شد مرغِ آموختہ — دو دیدہ بمیعاد گہہ دوختہ

رہے را کہ رفتند در پنج سال — دو ہفتہ گزشتش بہ نیروئے بال

بہ لشکر گہ آمد شتاباں چو باد — خورشگاہِ دیرینہ را کرد یاد

بہر حرف از موجِ دریائے پُر — بگوشِ نیوشندہ میریخت دُر

فرود آمد آں جا کہ خو کردہ بود — دلِ تیہو و مغزِ بط خوردہ بود

دو دیدند بینندگاں سوئے او — کسانے کہ بودند رہ جوئے او

بدلجوئیِ طعمۂ دلپذیر — گرفتند و بردند سوئے سریر

ملکزادہ زاں پیکِ راحت رساں — ثنا گفت بر مونسِ بیکساں

نثارے براں مرغِ میموں فشاند — بہ تعظیم بر پشتِ دستش نشاند

گرامی ترش داشت از صد ہمائے — گہے بر سرش بوسہ زد گہ بپائے

پر و از قرہ گوہر انداز کرد — پس از پائے او نامہ را باز کرد

دبیر آمد و نامه را سر گشاد — سرِ گنجِ پوشیده را در گشاد

چو نامِ سکندر درآمد بگوش — جگر گوشه را خون برآمد بجوش

نخست از جدائی بزاری گریست — خود از چرخِ چپ بے گریۂ زار کیست

پس از شادیِ مژدۂ زندگی — بیاراست بزمے بفرخندگی

۵ طلب کرد نام آورانِ سپاه — ز آیندگان تنگ شد بارگاه

نشستند بر فرشِ دیبا چمنز — چو گل تازه کردند رُخ زآبِ رز

صُراحی درآمد بجاں پروری — مغنّی به نیرنگ و افسون گری

بزرگاں بهر سو چو انجم بتاب — بخرگه ملک زاده چوں ماهتاب

بهر جرعه گنجینه مے فشاند — نشاطے بهر سینۂ مے فشاند

۱۰ خزینه چناں زد بهر سوے سیل — که مفلس به بردن نمی کرد میل

ز بخشش جهاندارِ گیتی فروز — ق چو دادِ طرب داد تا هفت روز

بفرمود تا هفت روزِ دگر — بشادی برند اهلِ دولت بسر

بهر مجلسے کامرانی کنند — جدا هر یکے میهمانی کنند

نشانند مطرب فشانند مال — رسانند بر کوسِ شادی دوال

۱۵ جهانے ز عشرت پُر آوازه گشت — بهر جانبے مجلسے تازه گشت

درختِ سعادت برآورد شاخ — طرب شد ببازارِ عالم فراخ

۱- ق ؛ سینۂ ۱۳- س۲ ؛ هر یکے

کشاد آسماں خرمی را بساط | بدلہائے غمگیں در آمد نشاط
باندازۂ خویشتن ہر کسے | ہمی داد نقدے بہر مفلسے
زلیس داد نِ زر بہر گوشۂ | نماند از جہاں ہیچ بی توشۂ
درین دہ زینگونہ بازی بسے ست | کسے کیں نداند چہ فارغ کسے ست
بیا ساقی آں کیمیائے وجود | کہ بے ہمتاں اور آرد بجود ق
بمن دہ کہ تا شادمانی کنم | ز گنجِ سخن دُر فشانی کنم
بیا مطربا مو بمو باز جوے | زموے کمانچہ نوائے چو موے
کہ تا چوں بمستاں رسد ساز او | گوارا شود مے ز آوازِ او

در قیمت داشتن سلکِ صحبت اگرچہ یک شبہ است

چوں ایں رشتہ باریک و تاریک در دستِ زمانہ زنجیر
گسل ست نا گسستہ است و گوہرِ مردمی در خاک گم
نگشتہ نظامِ عقل را غنیمتِ تمام داشتن

گر آسایشے خواہی از روزگار | جمالِ عزیزاں غنیمت شمار
دل از روئے ہم صحبتاں شاد کن | بہ نقل و بہ مے مجلس آباد کن

بجمعیتِ دوستان شوے نه / پراگندگی را بیک سوے نه

بدوری مکوش ارچه بدخوست یار / که دوری خود افتد سرانجامِ کار

اگر جامه تنگ ست پاره مکن / که خود پاره گردد چو گردد کهن

مزن شاخ اگر میوه تلخ ست و تیز / خود افتد چو پیش آیدش برگ ریز

٥ چو لابد جدائی ست از بعدِ زیست / بعمدا جدا زیستن بهرِ چیست

ازان تیغ بر داشت این پشتِ خم / که پیوند یاران کشاید ز هم

ازان دشمنی ها که در خوے اوست / نیارد بیک جاے دیدن دو دوست

رفیقے که با وصل شد کارِ او / مبادا پراگنده بازارِ او

گر از آشیان مرغے افتد جدا / ز ناله کند چرخ را پر صدا

١٠ به بین چون بود حالِ آن ناصبور / که دور افتد از خانهٔ خویش دور

دلِ مردم آن گاه توسن بود / که آزاد چون سرو و سوسن بود

چو گردد گرفتارِ اندیشهٔ / ندارد بجز عاجزی پیشهٔ

خرِ وحشی ارچند باشد حرون / ز آسیبِ یک نشتر آید زبون

حریف ارچه تلخ ست بدخوے نیز / نماید پس از دیر دیدن عزیز

١٥ بدست اندرون چشمهٔ تلخ وام / دهد تشنه را آبِ حیوان بکام

گلیمے که موئیش بود سینه گز / برهنه تنان را حریرست و خز

١۴- م و ق و س: رفیق

تن از رفاقت چو ناشکیبا بود | خورش گر سبوس است حلوا بود
جدا ماندگان را ازو پرس سوز | که چون میر ساند شبے را بروز
مرا دوری دوستان عزیز | جگر خسته گرد و دل آزرده نیز
فرو مردم از حسرت دوستاں | چو پیل از تمنائے ہندوستاں
۵ کسانے که بر روئے شاں بے بدے | میانِ گل و لاله خوردیم مے
کنوں سوئے بستان چه پویم فراخ | که یک مرغ از ایشاں نه بینم بشاخ
تہی گشت زاں تازه رویاں سرائے | بیکباره گشتند غربت گرائے
نشانے نه بینم کنوں زاں نشاط | که دورِ فلک در نوشت آں بساط
زمانه ندارد جز ایں ہیچ کار | که اول دہد شربت آخر خمار
۱۰ بزاری چرا خوں نگرید رہی | که از ہمرہاں بیند ایواں تہی
گزشت آں که باہم نشستیم و خاست | کنوں رفته را باز جستن خطاست
بزرگان پس رفته نشتافتند | که بسیار جستند و کم یافتند
نه بعد از شدن باز گردد زماں | نه تیرے که بیروں پرید از کماں
کجا بودی اے مرغِ فرخنده پے | چه داری خبر زاں حریفانِ مے
۱۵ بشادی کجا می گزارند گام | سفر تا چه جا ست و منزل کدام
کجا روز راحت فزوں میکنند | شب آسایشِ خواب چوں میکنند
بعیش و طرب ہمعنانِ که اند | بریحان و مے میہمانِ که اند

---

۱۴ ایسس۲ بہ منقل و بہ مے

کدام آب دیده است در جوے شاں | دلِ ما چگونہ است پہلوئے شاں
چو از ما خرامی سوئے خانہ باز | بیاراں بری ما جرائے نیاز
بدر دیدۂ چشمِ یارانِ من | تماشا کنی جوے یارانِ من
فغاں زاں حریفانِ صحبت گسل | کہ یک رہ ز ما بر گرفتند دل
۵ بیک نامہ حسم نکردند یاد | کہ دل خوش کنم زاں ہمایون نژاد
ہزاں نامہ کز یارِ جانی بود | طرب نامۂ زندگانی بود

حکایتِ مجنوں کہ نامۂ لیلیٰ را بر رگِ جاں بست وتبش بہ گسست

۱۰ شنیدم کہ مجنونِ دل سوختہ | ز بیماریِ تپ شد افروختہ
چناں سلخ گردش فلک صبح و شام | کہ چوں ماہِ نوشد بماہ تمام
ز ہر گونہ دارو بر انگیختند | فراجش بصحت بیامیختند
ز معجون و شربت چو بگزشت کار | بہ تعویذ و افسوں درآمد شمار
یکے گفت ہر تپ کز اندازہ بیش | با فسوں تواں دور کردن ز خویش
۱۵ دگر گفت تعویذ ز افسوں بہ است | کہ نالندہ را تندرستی دہ است
چو گفتند ہر کس ز ہر گونہ چیز | سخن گفت بیمارِ لب بستہ نیز

---

۱۶ — س ۲: بہ تشنہ

که حرز و دعا گرچه یاری رس ست | مرا نامهٔ دلبرِ من بس ست
سوادے که لیلیٰ فرستاده بود | ز بهرِ چنیں روزش آماده بود
طلب کرد و بر سینهٔ خویش سود | شفا بیشتر یافت چوں بیش سود
هران نامه کز یار گوید سخن | فسونِ حیات ست و تعویذِ تن

۵ رسیدنِ سکندر بنقطه گاهِ محیط و خود را در شیشه کردن و بتوکلِ با موکلِ آب بر غورِ دریا فروشدن و در زیر پردهٔ زبدهٔ حالات و علاماتِ آب بے انظاره ۱۰ کردن و ازان آب گرفتگی زود برآمدن و سوئے عزیزاں آهنگ کردن و به پایاں رسیدنِ عمرِ او

سرایندهٔ مرغِ ایں بوستاں | سرایش چنیں کرد با دوستاں
کزاں پس که اسکندرِ کامیاب | رواں کرد نامه بپاے عقاب
۱۵ شتاباں همیں شد بعزمِ درست | شتابنده تر زانچه بود از نخست
چو شد چار ساله رهِ پیش باز | برغے دگر بست منشورِ راز

۱۳ ـ س ب: سرائیدهٔ مرغِ ایں داستاں + گزارش چنیں کرد با راستاں

شد او نیز و دیباچهٔ شاه برد   نمودار دریا به گوهر سپرد

ملک زاده را زان گرامی سرود   جهان بر طرب مژدهٔ تازه داد

همان اوّلین عیش بر کار بود   ازان بیشتر کاوّلین بار بود

وزان سو چو دارای دریا نورد   سه سالِ دگر عبرهٔ آب کرد

سوارے دگر تازه پرداختند   عقابی دگر در هوا تاختند

شد او نیز و نامه که با خویش داشت   پذیرندهٔ نامه را پیش داشت

ضمیرے که نومیدیش بود یار   قوی دل شد از بختِ اُمّیدوار

چو زان بیشتر راه پیموده گشت   ز نامه کشی قاصد آسوده گشت

نگنجید در چارهٔ چاره ساز   که نتوان پیامی فرستاد باز

بجائے رسیدند لرزان چو بید   که باز آمدن را نباشد اُمید

همه سرخ رویان شده زرد روی   بهر موج از جان و تن دست شوی

بود آدمی گرچه لختی دلیر   محالست کز جان توان گشت سیر

پس از مُردن آنکس علم بر فراخت   کز او قیمتِ زندگانی شناخت

چو هر کس در آن حالِ بیچارگی   بحیرت فرو ماند یکبارگی

کسانی کز ایزد خبر داشتند   نیایش کنان دست برداشتند

جهاندار گرچه جهان شاه بود   ولیکن ز خاصانِ درگاه بود

خدا را ابد ماندگی یاد کرد   حصارِ دعا ایمن آباد کرد

نجست از فلاطون بلیناس را | پناهنده شد خضر و الیاس را

چو دادند قفلِ دعا را کلید | کلیدِ درِ چاره آمد پدید

دراں عاجزی مونسِ بیکساں | فرو مانده را گشت یاری رساں

شبانگه که برقع برافگند ماه | بپوشید گیتی حریرِ سیاه

رواں گشت پروین ز چرخِ اثیر | چو تسبیح در دستِ فرتوت پیر

سکندر بخلوت گہِ بندگی | ق | به نزدیکِ مرگ از غمِ زندگی

که در گوشهٔ خلوتش ناگہاں | سروشی پدیدار گشت از نہاں

جوانی بکردار سروِ بلند | رُخِ فرخ و پیکرِ ارجمند

فرشته ولیکن به شکل آدمی | نه مردم ولے صورتِ مردمی

جمالے که نتواں نظر کرد دُور | ز سیمای پاکش همی ریخت نور

برو تازگی کرد رسمِ اسلام | شہش داد پاسخ بعذرِ تمام

بدو گفت کاے سر بسر نورِ پاک | تنت دور ز آلایشِ آب و خاک

فرشته که گویند مانا توئی | که مردم نه باشد بدیں نیکوئی

وگر مردمی چوں دروں آمدی | که مردم نه دیدت که چوں آمدی

سروشِ خجسته سخن در گرفت | ز رازِ نہاں پرده را بر گرفت

بگفتا که گر پرسی از من جواب | سرشتم ز یزداں موکل بر آب

محیطے که نشناخت کس غورِ دے | جبینِ مرا بست یک قطرهٔ خوے

چو در سختی اُفتاد کارِ شما | بمن داد غیب اختیارِ شما

میندیش ازین پس ز دریای ژرف | که داد اوت قضا دستگاهِ شگرف

درین پرده کاندیشه کارِ تست | درون رو که یزدان نگهدارِ تست

منت همره و ایزدت رهنمای | که بنماید و بازت آرد بجای

قضا را به تسلیم دمساز کن | ببین هرچه بتوانی و باز کن

جهاندار کان محرمِ راز یافت | درِ چاره بر خویشتن باز یافت

چو شد چشمهٔ صبح رخشان ز شرق | دران چشمه شد کشتیِ ماه غرق

هوا قطرها داشت نزدیک دو | در آمیخت یک پل بدریای نور

بفرمود فرماندهِ روم و زنگ | که در جنبشِ کشتی آید درنگ

فگندند هر سوی لنگر در آب | فرو شد سرِ بادبانها بخواب

سکندر بر آهنگِ کاری که داشت | برو ریخت از دل شماری که داشت

بدستورِ دانا که بر کار بود | وصیت نمود آنچه ناچار بود

که مارا هوسهای ناسودمند | ز راهِ سلامت چو یکسو فگند

سزد گر شما را ز من فتنه جوی | ز بهرِ سلامت بتابید روی

چو من زیرِ دریا کنم جای خویش | بکامِ نهنگان نهم پای خویش

باُمیدِ جان بخشِ گیتی پناه | مرا تا بصد روز بینید راه

گرایم برون زین رهِ پر هراس | شناسم حقِ مردمِ حق شناس

دگر باشد آسیبی از روزگار — قضا را بیک چون منِ صد هزار

شما جانبِ خانه گردید باز — من و قعرِ دریا و راهِ دراز

دُر افشانیِ شاهِ دریا نظیر — پذیرفت دستورِ دریا ضمیر

چو شه را دل آسوده زان بسته عهد — بر آئینِ مهدی در آمد بمهد

همان خوشه کانگورِ فردوس بود — موافق چو برجیس با قوس بود

زهر دانهٔ آبِ حیوان بجوش — که در راهِ ظلمات دادش سروش

نه از خوردنش دل بخوردن کشید — نه معلولِ علت شد آنکو چشید

گیاهای دیگر تن ساز دار — که باطل نگردد مزاج از بخار

بیاورد آن شیشه را بعد از آن — نشست اندر آن شاهِ عالی مکان

چو بنشست در شیشهٔ آب رنگ — سرِ شیشه را کرد محکم چو سنگ

بفرمود کان دُرجِ لولوی تر — به رشته در آرند همچون گهر

بهر چار سویش طناب افگنند — توکل کنانش به آب افگنند

پس آنگه در آن غوطه گاهِ هلاک — امانت دهندش به یزدانِ پاک

که از فرِّ فرماندهٔ تخت گیر — پذیرنده را کی بود ناگزیر

رسن چست کردند تابوت را — بدانسان که از رشته یاقوت را

چو شیشه معلق شد اندر طناب — بر آبش نهادند همچون حباب

از آن شیشه کو کانِ الماس بود — رسن در کفِ خضر و الیاس بود

شکنجِ رسن ہا کشادند باز — اجل را سپردند رشتہ دراز

بدریا درون رفت دریا وشے — برآمد ز دریا دلاں آتشے

فرو می شد آں درجِ گنجینہ سنج — فرشتہ برابر نگہبانِ گنج

ز جنبیدنِ آب جہدے چناں — چو طفلانِ غازی معلق زناں

سکندر بمہد اندروں ترسناک — چہ باشد بدریا یکے مشتِ خاک

شدہ زرد رخسارۂ لالہ گوں — چو زردی کہ در بیضہ باشد دروں

ہمی شد ز جستی کنارہ کناں — عجب ہائے دریا نظارہ کناں

جواں اخترِ فرخ از اوج گاہ — فرو رفت در برجِ ماہی دو ماہ

سر و تشش بپرسید کاے نیک بخت — چہ بودت رہا کردنِ تاج و تخت

خرد نامہ آں کس بخاک افگند — کہ خود را بخود در ہلاک افگند

اگر آدمی زیرِ دریا رود — بود ماہیِ کو بصحرا رود

کجا ہوشمند ایں تمنا کند — کہ جاں بر سرِ یک تماشا کند

تو ہستی بچہ گرچہ تنگ ست چاہ — کاجل را بزیرش فراخ ست راہ

ازاں جوہرِ عقل گشت ارجمند — کہ پیچیدہ دارد عناں از گزند

ہر آں جانور کز خرد ہست پاک — ہراسندہ باشد بجس از ہلاک

ترا با چنیں عقلِ دانش نژاے — بسوے خطر چوں رواں گشت پاے

جہاندار گفت اے مبارک نفس — نماند خرد چوں در آید ہوس

چو من زر آرزو بردن رای خام | هوس را بدینجا کشیدم زمام

ترا گر دهد دست کاری بکن | وگرنه بسی گفته اند این سخن

هواخواه زد دست در دامنم | بداندیش گو طعنه زد دشمنم

گزیر است سنگ بد اندیش را | که در شیشه خود کرده ام خویش را

۵ ملامت نگاه سلامت روست | سلامت چو گم شد ملامت خلاست

چو آتش برآرد ز پروانه دود | رهاننده گر دست یابد چه سود

چو غلطید طفل و شد آزرده سر | طپانچه زنی گردد آزرده تر

من آن روز شستم ز جان دست خود | که در کام ماهی زدم شست خود

تو زینها که گفتی برای صواب | بکن ورنه بگذار ماهی در آب

۱۰ نیوشنده آسمانی سرشت | شد از تازه رویی چو باغ بهشت

گشاد ابرو از روی خورشید وش | بپاسخ دل شاه را کرد خوش

که دل را فراهم کن ای سرفراز | که بردارد این رنجبار او راز

من از راز پرسی نمودم ترا | بنیروی طبع آزمودم ترا

چو دیدم تنومندیت را عیار | که آخر همانی کز آغاز کار

۱۵ یقین شد که دانا دلت زیر پوست | نترسد ز دریا و هر چه اندر وست

عجب های دریا اگر منکرست | ترا دل ز دریا دلاور ترست

---

۷ - س ۱: بیا زرده سر - ۸ - س ۲ م ۲: ردیف در هر دو مصراع - خویش - س ۲: دریا زدیم شست خویش

ترا میرسد گیں تماشا کنی | بدیں قطره آشامِ دریا کنی
کنوں باز کن دیدهٔ پیش بیں | تمنّائے اندیشهٔ خویش بیں
بگفت این و بر داشت بانگِ بلند | که زلزال در قعرِ دریا فگند
بشوریدن آمد همه آبِ شور | تهی شد ز پهلوے بیننده زور
۵ دراں جوشِ دریا که می شد باوج | شتابنده شد جانور فوج فوج
نهنگانِ هایل هزاراں هزار | سری همچو کوه و دهاں همچو غار
بلا لقمهٔ کامِ خندانِ شاں | اجل چاشنی گیرِ دندانِ شاں
کهن ماهیانے بهیکل شگرف | پلے بسته هر یک بدریاے ژرف
جهانے دراز و ز سر تا بدُم | که دریا به پهناے شاں گشت گم
۱۰ کشف هر یکے گشت کوهی رواں | چو پیلے برافگنده برگستواں
چو این از نها شد پدید از نهفت | نماینده با شاهِ بیننده گفت
کزیں جانور کایدت در حضور | یک آسیب اگر بر تو آید ز دور
چو شیشه ز سنگے دگرگوں بود | اگر کوه برسے زند چوں بود
شهش گفت کو راستایش سزاست | که بے منّتِ تو نگهبانِ ماست
۱۵ سروش از چناں پاسخِ دلپسند | دهاں را بمهرِ ادب کرد بند
پس آنگه در ایشاں چناں تیز دید | که یک یک شدند از نظر ناپدید

---

۱۴ اسں ۲ نـه که او در همه جا نگهبانِ ماست

چو آں شعبدہ عزم رہ ساز کرد | جہاں بازیِ دیگر آغاز کرد
همه آب آں کارگاهِ وبال | شد آئینهٔ پُر هزاراں خیال
طرف بر طرف شد گراں بر گراں | جهانے پُر از آدمی پیکراں
معلّق زناں سو بسو در شتاب | چو طفلاں که بازی کنند اندر آب
۵ همه بوزنه صورت و سُرخ روے | بجز در زنخ هیچ نارسته موے
بروں جست ازیں پردهٔ آبگوں | چو لعبت که از پرده آید بروں
نهادند رو چوں بشیشه پری | در آئینهٔ صافِ اسکندری
کشادند با کار فرماے خود | بر سمِ خود اندیشهٔ راے خود
در ایشاں چو شه کرد نظّارهٔ | بحیرت فرو مانده یک بارهٔ
۱۰ به پرسید کیں قومِ پوشیده رسیت | کیانند و ایں قوم را نام چیست
اشارت که از دست و پا میکنند | چه راز است بهرِ چرا میکنند
حدیثے که بود آشکار و نهفت | چو پرسنده پرسید گوینده گفت
که ایں طائفه مردمِ آبی اند | که پوشیده از چرخِ دولابی اند
به نیروے من سوے تو رانده اند | چو دیدند حیراں فرو مانده اند
۱۵ که ایشاں که در آب ماهی وشند | همه تا بدیں جاے کمتر کشند
منم ترجماں کاندریں حسبِ حال | بگفتارِ خود می کنندم سوال

۹- سن، م: به- گشت نظارگی- سن ۲: بیکبارگی- ۱۵- سن و م ۲: بنه

که ای بیوفا مردم ناسپاس | که لطف خدا را نه حق شناس
جهان را بدیدی ز بر تا بزیر | نگشتی ازین گشت بیهوده سیر
زچندین به خشکی و تری خرام | چه حاصل شدت جز تماشای خام
دل هر دم از پرده بیرون شود | چو قوت ز شکم داری افزون شود
۵ دد و دام چون یافت مقدار خود | فراهم نشینند پس کار خود
اگر پیل زرفست گر گرگ و شیر | صبوری کند چون شکم گشت سیر
همه جانور چون بود بیغمی | به فتنه نکوشد مگر آدمی
که چون توشه کم شد ملولی کند | وگر پر شود بوالفضولی کند
کند هر چه اندیشه در روی گم ست | ز مردم بتر باز هر مردم ست
۱۰ سکندر که گفتار شان گوش کرد | سخن را فرو خورد و خاموش کرد
دگر روز بدستوری رهنمای | زمانه ز پیکر تهی کرد جای
دگر بار در جنبش آمد سروش | باطراف دریا در افتاد جوش
سیه روزنی گشت پیدا ز دور | که پنهان شد از چشم بیننده نور
دونده چو برق از قوی پیکری | نه در خشکی این نوع نی در تری
۱۵ مثالی ز گفتار شایان نداشت | دو روز و دو شب رفت پایان نداشت
زبس طرفه کامد نمودار او | عجب ماند بیننده در کار او

۳- س ل ب: زین تمنای خام

دگر رہ بشورید دریا چناں　　کہ رفت از کفِ مردِ دانا عناں
عجب ہیکلے دیگر از آب ریخت　　بسے زاں عجب تر کہ دیدہ نخست
گزشت از نظر کوہِ دریا خرام　　تمام از پئِ ہیچ روزش تمام
کہ قافے بود ار چہ بے سنگ بود　　کہ در قعرِ دریاش رہ تنگ بود
۵ چو رفت آں قیامت بہ پردہ درون　　قیامت وشے دیگر آمد بروں
پس از ہفتہ دید پایانِ او　　کہ گم گشت دریا در آئینِ او
چو یکسو گزشت آں شگفتِ خیال　　شگفتی دگر گشت جنبش سگال
بشورید دریا چناں تا بدیر　　کہ زیر و زبر شد زبر تا بزیر
جہانے زپیشِ نظر شد نہاں　　دگر گشت پیدا جہاں در جہاں
۱۰ زجنبید گاہے کہ رفتند پیش　　پدیدارِ دیگر بمقدار بیش
بہر جانبے کو گزرگاہ داشت　　شکم بر ثریٰ پشت بر ماہ داشت
بقدرِ دو ہفتہ دراں چار سوے　　جہاں بود تیرہ ازاں تیرہ روے
جہاندار با آں دلِ زورمند　　فروماند بے طاقت و مستمند
سلامت در افتادہ بودش زپاے　　بہمت ہمی داشت خود را بجاے
۱۵ میانجی دراں معرضِ عمر کاہ　　چو شکلِ دگر دید سیمائے شاہ
بخندید در پردہ کردش سوال　　کہ چوں دیدی ایں پردۂ پرخیال

۳-م۲ ÷ پنجروز تمام - ۶ - س۲ ÷ در ایوان او - ۷ - م۱ ÷ چو یکسر گزشت آں شگفت از خیال

بخاطر ہنوز ایں تمنا کنی ۔ کزیں گونہ گفتے تماشا کنی

شہ ارچہ بدل داشت بیش از زیر اقبال ۔ ہراسے کہ بود ست جائے ہراس

ہم از عاجزی پشت را خم نکرد ۔ ز نیروے دل ذرۂ کم نہ کرد

بدو گفت کاے پرنہاں پردہ دار ۔ دریں پردہ دیگر چہ داری بیار

بپاسخ سروشِ پسندیدہ گفت ۔ کہ دانستہ را ہر تو نہ تواں نہفت

چنیں پرورشم گشت ز الہامِ غیب ۔ کت از نقدِ ہستی تہی گشت جیب

سبک شو کہ جائے گرانیت نیست ۔ زمانے فزوں زندگانیت نیست

تو دانی کہ در زیرِ دریا شدن ۔ بسے سہل باشد ز بالا شدن

ورا از و عدۂ رفتہ گیری شمار ۔ ز صد روز ماندست باقی چہار

سہ ماہ زیرِ دریا شدہ رہگراے ۔ سہ شب چوں رہ رسیدن بجاے

جہاندار ازاں پاسخِ ہولناک ۔ بہ بیہوشی آمد ز بیمِ ہلاک

دلش داد گویندۂ راہ بیں ۔ کہ ترساں بود مردِ کوتاہ بیں

ازینجا کہ در دستِ امیدِ جہاں ۔ بروں تا نیائی نیابی اماں

ہنوزت بسے دل فروزی بود ۔ جمالِ عزیزانت روزی بود

وگر دل بنظّارہ داری ہنوز ۔ بدریا دروں کامگاری ہنوز

پس از رہ نوشتن بچندیں شتاب ۔ چہ دیدی دو ہفتہ دو سہ گرمِ آب

بود جانور کاید اندر خرام ۔ تمامش نہ بینی بسالِ تمام

همان دیده کاندیشه در وی گم است | نه اندازهٔ دیدنِ مردم است
دلاور تو بودی درین داوری | که دل داد بر دیدنت یاوری
زمان سیل و دریا ز اندازه بیش | همان به که خالی کنی جای خویش
تو با آنکه دیدی عجب‌ها بسی | من از تو ندیدم عجب‌تر کسی
۵ دگر باشدت زین عجب‌تر نیاز | یکی دیده بربند و بگشای باز
ملک گوش بر گفتِ همدم نهاد | بفرمانِ او دیده بر هم نهاد
چو بگشاد چشم و چپ و راست دید | همان دید چشمش که میخواست دید
چو دیده شگفته بهارے بر آب | برون جست از برج چون آفتاب
بدریا درون ماهیِ خورده دم | برون آمده یونسے از شکم
۱۰ چو الیاس و خضر آگهی یافتند | سوے مونسِ خویش بشتافتند
کشیدند قاروره را بر زبر | نه قاروره بل کانِ یاقوت و زر
بواجستنِ وترِ دریا نواز | دهانِ صدف را کشادند باز
متاعے که در دُرجِ گنجینه بود | مُصوّر خیالے در آئینه بود
چنان یوسفے گشت یعقوب رنگ | بر آمد چو یوسف ز زندانِ تنگ
۱۵ گرامی تنش باز مانده ز زور | نمک وار بگداخته زآبِ شور
بزرگان که دیدند دیدارِ او | بماندند در حیرت از کارِ اُو

---

۸ - م ا : به چه بیند شگفته بهارش بر آب

شدندش به تعظیم آئیں پرست — بسے بوسه دادند بر پا و دست

نهادند بالش ز مشکیں حریر — بر آمد ملک تکیه زد بر سریر

بدریا ز رنج و وبالے که دید — بپرسیدمی گفت حالے که دید

نیوشندگاں چوں صدف جمله گوش — دہن ہا چو سوراخِ گوہر خموش

دریں بود کز چرخِ فیروزه وش — سروش آمد و مژده داد خوش

که فرماں بریں گونه دارم ز غیب — که زودت رسانم تمنا بجیب

زہے کامدی ہژده ساله تمام — شبے درمیاں کن بمنزل خرام

بگو تا بر آہنگِ راهِ دراز — ز ہر سوئے در جنبش آید جہاز

یقیں گشته بود ارچه از جانِ پاک — که خاکش دواند ہمی سوئے خاک

ولے چوں دلش سوئے دیدار بود — غمِ جاں نه چنداں اش دشوار بود

ہمانجاں سوئے راه جویانِ خویش — برسمِ ره آورد می برد پیش

اسیرے که تیمارِ ہجراں خورد — مکن باورش گر غمِ جاں خورد

بزنداں دروں مرگ با دوستاں — به از عمرِ صد ساله در بوستاں

حکایتِ مردے که عمر از برائے وفائے دوستاں خواست و بیوفائی نخواست

شنیدم یکے را ز اہلِ امید — بجا دیدیِ عمرِ نوشد نوید

بشارت رسان را خبر جست باز　　که با من که ماند چو مانم دراز

بگفتا که از مردم هم‌نفس　　نماند کسی هم تو مانی و بس

نیوشندهٔ راز بگریست زار　　که باید چنین زندگانی بکار

نشسته من و دوستان برگذر　　بود هر زمان مردنی تازه تر

بروی عزیزان توان شاد زیست　　چو این نیست بس زیستن بهر چیست

سکندر که گیتی خداوند بود　　بهم صحبتان دیر پیوند بود

چنان تاختی گرد عالم چو باد　　که یادش نبودی ز پیوند و زاد

چو هنگام رفتن فراز آمدش　　بدیدار خویشان نیاز آمدش

ازان مژدهٔ خوش که دادش سروش　　سرشکش ز شادی برآمد بجوش

بران گریه کز شادمانی بود　　نمش چشمهٔ زندگانی بود

سرشکی که صافی کند سینه را　　بشوید ز دل دردِ دیرینه را

بفرمود فرمان دهِ تخت گیر　　که در جنبش آرند چوبین سریر

برین عزم لنگر ز دریا کشند　　سرِ بادبان بر ثریا کشند

بفرمانِ فرمانروای جهان　　روان گشت کشتی ز جای چنان

پلِ چوب در جنبش آمد بر آب　　عجب کاب آهسته پل در شتاب

شبا روز از رفتنِ بی درنگ　　چو بر آبِ دریا زده دیده زنگ

دوم روز کز چرخ در گشت روز　　نگون گشت خورشیدِ گیتی فروز

شتابنده کشتی بهر سو قطار ‌ ‌ ‌ که پیدا شد از دور دریا کنار

فرومانده بینندهٔ رهگرائے ‌ ‌ ‌ بحیرت دران کارِ حیرت فزائے

که راهے بران دوریِ دیریاز ‌ ‌ ‌ چگونه برین زودی آید باز

همه کس درے از تعجب کشاد ‌ ‌ ‌ مگر پاک دینان و پاک اعتقاد

۵ کسے را که باشد یقین رهنمائے ‌ ‌ ‌ دو عالم دو گامش بود زیرِ پائے

شگفتے که دارد حوالت بغیب ‌ ‌ ‌ تو عیبش کنی کفر باشد نه عیب

دران لحظه کامد به فرخندگی ‌ ‌ ‌ بدان مردگان مژدهٔ زندگی

بهر پیکرے تازه گشت آب و رنگ ‌ ‌ ‌ فراخی درآمد بدلهاے تنگ

چو دیدند صحرانشینان ز دور ‌ ‌ ‌ درفشان درفشِ سکندر ز دور

۱۰ شکسته دلان را فزون گشت زور ‌ ‌ ‌ بدلهاے لشکر درافتاد شور

به گلزارِ امید باران رسید ‌ ‌ ‌ نشاطے بامیدواران رسید

ز هر جانبے آدمی خیل خیل ‌ ‌ ‌ شتابنده شد سوے دریا چو سیل

ز انبوهِ خلقے ز هر بوم و مرز ‌ ‌ ‌ کرانه چو دریا درآمد به لرز

همی تاختند هر غم کشِ ممتحن ‌ ‌ ‌ طلبگارِ گم کردهٔ خویشتن

۱۵ سکندر چو بر شطِ دریا رسید ‌ ‌ ‌ خروشِ سپه بر ثریا رسید

رسیدند گردن کشانِ سپاه ‌ ‌ ‌ همه آرزومندِ دیدارِ شاه

۳- س ۲: آمد فراز - ۴- س ۱: همه کس درین در تعجب فتاد - ۹- س ۲: ز نور - ۱۰- م ۲: بدریاے

چو گشتند شاد از نشاطِ حضور — نهادند بر خاک تارک ز دور

هماں پورِ اسکندر اسکندروس — همیں آمد و خاک میداد بوس

چو چشمِ پدر در جگر گوشه دید — دلِ خسته را از جگر توشه دید

نظر سوے او کرد و بگریست زار — بداں ساں کہ بر گلبن ابرِ بہار

ستاره فشاں چشمۂ آفتاب — سوے برجِ خاک آمد از برجِ آب

برآمد ز دریاے زنگار گوں — چو ابرے کہ آید ز دریا بروں

ز سر تازه شد سرو آزادِ کهن — درآمیخت شمشاد با سرو بن

ز هر دیده سیلے بصحرا رسید — کزاں سیل طوفاں بدریا رسید

همه تشنۂ شاهِ دریا نشاں — بدل تشنه و ز دیده دریا فشاں

چو دیدند باغے خزانی شده — سهی سرو از و خیزرانی شده

بیفزود در پوست خونش چو مشک — نهالش بدریا و در دل گشت خشک

بگریه تهِ پایش قدحِ سم زدند — براں شاخِ پژمرده شبنم زدند

چو آسوده گشتند لختے ز جوش — درآمد بسر هاے شوریده هوش

جهاندار منزل بحجرگاه جست — ز صحرا سوے بارگه راه جست

عماری کشاں پیش بردند مهد — نشست اندراں شاهِ فرخنده عهد

ملوک از لبِ آب تا بارگاه — نثار افگناں می نوشتند راه

طبقهاے گوهر درآمد بموج — سرِ تودهاے گهر شد باوج

چناں شد زمیں پر ز لولوی پاک — کہ با قعرِ دریا قریں گشت خاک
دُر و لعل چنداں فرو ریختند — کہ دریا و کاں باہم آمیختند
پناہندہ زاں بخششِ راستیں — نہ دامن تہی داشت نے آستیں
درآمد بدینگونہ گیتی پناہ — چو خورشید در سایۂ بارگاہ
برآمد برا ورنگِ شاہنشہی — سوے بالش آورد پشتِ مہی
رہِ بار بر عالمے تنگ داشت — کہ در عالمے دیگر آہنگ داشت
بفرمود کز خاصگانِ سرائے — بجز خاصگاں کس نماند بجاے
رقیبانِ خلوت بروں تاختند — ز آیندگاں پردہ پرداختند
بروں رفت ہر کس ز پیشِ سریر — جز آناں کز ایشاں نباشد گزیر
چو نامحرم از بارگہ گشت باز — کشایندۂ راز بکشاد راز
چنیں گفت با پیشوایانِ کار — کہ مارا دگرگونہ شد روزگار
نگوں می شود کوکبِ تابناک — فرو می رود آفتابم بہ خاک
مراغہ بسے کردہ شد بر سریر — بسیفورِ رومی و چینی حریر
کنوں گاہ آں ست کا ریم پشت — ز دیباے نازک بخاکِ درشت
فرو ریخت شاخِ اُمیدم ز بر — دماغِ رعونت بروں شد ز سر
زمانہ بکیں دست بر من کشاد — چہ باشد چراغے بطوفانِ باد
درآمد بگلزارِ من برگ ریز — ز باغم بہ سر گلبنِ رستخیز

سرم را چو خوابِ قیامت بود — کنون گرچه بیدار گردم چه سود
زہم صحبتاں ہر کہ راہنگری — کند تا گہِ مرگ یاری گری
زمین چون پی بندِ زمانم دہد — کہ یارد کزاں بند امانم دہد
سرافرازیِ مرد چنداں بود — کہ گلدستۂ عمر خنداں بود
۵ چو قالب تہی گردد از جانِ پاک — چہ بر فرشِ دیبا چہ بر روئے خاک
دریں دم کہ از شغلِ ایں کارگاہ — بملکِ دگر می زنم بارگاہ
ز چنداں بزرگی بدرگاہِ من — بجز حسرتے چیست ہمراہِ من
چو من دامنِ عمر در خوں زنم — دزیں کوچہ گہ خیمہ بیروں زنم
مرا در سہ تدبیر یاری کنید — دریں ہر سہ کار استواری کنید
۱۰ نخستیں وصیت دریں داوری — بفرزندِ خود بایدم یاوری
کہ در قصرِ من اوست رخشندہ باغ — ہم از گوہرِ من فروزد چراغ
دوم آں کہ بر عزمِ صحرائے راز — ق چو در مہدِ عصمت کنم پا دراز
درآندم کہ غلطم بصندوق پست — زصندوق بیروں کنندم دو دست
کہ تا چوں بخانہ گرایم زراہ — کند ہر کہ بیند بہ عبرت نگاہ
۱۵ کہ چوں من ولایت ستانے شگرف — ق ز قطعِ زمیں تا بدریائے ژرف
بفیروزی از چرخِ فیروزہ فام — ۲ بضبطِ خود آورد عالم تمام
جہاں دادا از زورِ بازوئے من — ۳ ہمہ نقدِ خود در ترازوئے من

۱۷- سل ۱: جہاں دیدہ

ز چندین زر و گوهر بی‌شمار ‌ ‌ ‌ تهی‌دست رفتم سر انجام کار

بگویند تا خلق نظّارگی ‌ ‌ ‌ ببینید این روز بیچارگی

تمنّا به پیشی ز دل کم کنند ‌ ‌ ‌ نه بر من که بر خویش ماتم کنند

کسی کو مرا بیند ار کس بود ‌ ‌ ‌ نمودار من پند من بس بود

۵ سوم آن که چون نوبت آن شود ‌ ‌ ق ‌ ‌ که تن در دلِ خاک نهان شود

در اسکندریه که جائی من ست ‌ ‌ ۲ ‌ ‌ بنا کرده رسم آرای من ست

گرایندم از تخت زر در مغاک ‌ ‌ ۳ ‌ ‌ ودیعت سپارند خاکی به خاک

دو سه روز در زندگی داشت بهر ‌ ‌ ‌ همی زد نفس با بزرگانِ دهر

به هر کار کاسود رایش بر آن ‌ ‌ ‌ وصیت همی کرد با مهتران

۱۰ چو با استواران قوی کرد عهد ‌ ‌ ‌ ز ایوانِ خاکی برون برد مهد

نهان گشت خورشیدش اندر نقاب ‌ ‌ ‌ فرو رفت چشمش به زندانِ خواب

دلِ مهربانان در آمد به جوش ‌ ‌ ‌ کشیدند چون ابرِ گریان خروش

چو گردد گل از بوستان گوشه‌گیر ‌ ‌ ‌ ز مرغانِ بستان برآید نفیر

سهی سرو گردد چو در خاک پست ‌ ‌ ‌ دلِ باغبانان در آرد شکست

۱۵ جریده کشایانِ تاریخ ساز ‌ ‌ ‌ بچندین نمط بسته‌اند این طراز

چو کردم بهر نامه باز جست ‌ ‌ ق ‌ ‌ چنان بود نزدیکِ بعضی درست

---

۴ - س ۱: پند او - ۵ - س ۲: پنهان - ۸ - س ۱: شمر

که رخشنده خورشید گیتی خرام ‏ برآمد ز دم فروزنده شام

گرہے دگر کرد و انداختن تق ‏ که در تیغ بازی شتابنده تاق

چو خاکی شد اندام چون عندلیش ‏ سپر زد در دست تیغ اندیش

اگر راست گوئی نجویند کال ‏ چنین بود از راست گوینده کال

که با شاه دانا حکیمان از ‏ ز راز نگ گشت بنده باز

که روزے کشاید سپهر کهین ‏ که زین شه دهستان زمین

جهان خورد و خوارت بود نزد پاک ‏ لیس نزد دان زشوی خرد نپاک

چو این نکته با نسل گوشی مداشت ‏ خوشنده در دل خیرگی نداشت

بروزے که آن نوبت آمد فراز ‏ دلیک بود باشکر رزم ساز

برابر شد از تیغ با همسرے ‏ شکستے در افتاد بر شاه برے

چو لشکر در افتاد و لشکر شکست ‏ خراشنده تیر از خراسے بجست

خدنگے که گردد به پولاد غرق ‏ رسید از کمین ناگهانش چو برق

بسے طرف جوشن بدو نیم زد ‏ ز پولاد بگذشت و بر سیم زد

شد آزرده زان خار گلهای او ‏ سرایت بجان اشت آزار او

چو بیهوشی از دست بردش زمام ‏ فرود آمد از تازی تیزگام

ز تن کرد خفتان زرین رها ‏ برآورد چون گنج را اژدها

ز خود رفت و شیری فراموش کرد ‏ دران بیخودی خواب خرگوش کرد

وشتاقان بہ پیرامنش تاختند | ز درعِ زرش سایبان ساختند
چو زان خوابِ خوش ہوش باز آمدش | ز خفتن بخوردن نیاز آمدش
بسے باز جستند کم بود خورد | مگر بر یکے زردۂ بود زرد
ز بہرِ خورش کام گیرد درشت | کہ نتواں فرو بردنش جز بمشت
چنیں توشہ را در چنیں جایگاہ | بتعظیم بردند در پیشِ شاہ
جہاندار بگذشت ازاں گوشہ | ربود از براے عدم توشہ
چو ناخوردہ بر آب لب ساز کرد | نظر زیر و بالاے خود باز کرد
زمین و سپہر از زرِ ناب دید | نمودارِ زماں ہم بر آں آب دید
سرِشکِ قرہ در گشاد آمدش | ز گفتارِ گویندہ یاد آمدش
شنیدم سماں وزاں زمیں تنگناے | بدروازۂ غیب شد رہنماے
دریں ماجرا گفت ہر کس بسے | نبود استواری بگفتِ کسے
بتحقیق چوں جستند ایں خیال ق | بریں جملہ کردند تحقیقِ حال
کہ بر شطِ دریاے مغرب ز دہر | بروں آمد از آب و شد خاک بہر
بہر سو کہ خاکی کنی پاے خویش | رود عاقبت خاک بر جاے خویش
چو خاکِ تو دامِ زمین ست و بس | زمیں دامِ خود چوں گذارد بکس
چو رخشندہ شد گوہرِ تابناک | ودیعت سپردند در گنجِ خاک

بسے دست بردیم بالا و پست ‎ ‎ برین در کلیدے نیامد بدست

کجا دانه دارد به خشخاش در ‎ ‎ که چون می دهد کشت خشخاش بر

کجا هفت دریا حد مردم ست ‎ ‎ که در قطره هستی خود گم ست

بیا ساقی آں جام دریا دروں ‎ ‎ کزو گوهر مردم آید بر دل

بده تا نشاطے بروں آردم ‎ ‎ برد سنگ و گوهر بروں آردم

بیا مطرب آں مایهٔ دل خوشی ‎ ‎ که صوفی کند زو ملامت کشی

بگو تا دمے خرقه بازی کنم ‎ ‎ بے دلق خود را نمازی کنم

گفتار در دور مدام شیشه سرنگون که پیمانها همه را
پر کند و یاد کردن حریفان رفته را که از گردش
روزگار زود پیش ازین بخواب گشتند و چنان خفتند
که سر در صبح قیامت بر کنند و ما نیز چنان خفتیم که
ایشان و گوش مالیدن خواب آلودگان غفلت را
تا بر سر این چاه بے بن پاے بهوش نهند

اگر دانشے داری اے نیک رای | بیکے گردِ اندیشۂ خود گرای

نگہ کن درین چرخِ دولاب گرد | کہ چون ہر زمان می برد آبِ مرد

چہ دلہا کز آسیبِ غم گرد خورد | چہ سرہا کہ در خاکِ خواری سپرد

کس این ماجرا از وی نہ پرسید باز | کزین رہ نوشتن چہ داری نیاز

۵ چہ مشکل ست کین در ظلمات و نور | زگردندگی نیست یک لحظہ دور

رواقے بر آوردن از خاک و آب | چو شد ساختہ باز گردد خراب

خیالے بہر پیکرے ریختن | طلسمے بہر گنج انگیختن

مبین دلکش این منظرِ شیشہ فام | کہ در شیشہ گرد او جہان را تمام

چو گرد او جہان را بشیشہ درون | تو از شیشۂ او کے آئی برون

۱۰ سراپاے این مادرِ فتنہ زاے | کہ بینی پر از چشمِ گیتی نماے

ہمہ چشمہا یش کہ بیش و کم ست | نہانی بنظارۂ عالم ست

زچندین نظرہاے عالم فروز | ببین تا چہ دیدی و بینی ہنوز

جہان غرقِ نادیدہ دریاے شور | کہ بالاست آب و تہش چاہِ گور

بسا حالِ مردم کہ گشت و گذشت | کہ از حالِ خود چرخ موئے نگشت

۱۵ بسا نو کہ کہنہ شد از روزگار | جہان کہنہ و ہمچنان برقرار

بیکے کم شد و دیگرے خاست نو | کہ ہست این جہان جاے کشت و درو

۳- س ۱: از گشت خورد - ۱۳- س ۲: بالاش کو زِ تہش جاے گور

درین کشتن و باز کردن درود | ندانم غرض باغباں را چه بود

یکے باز کن پرده زین خاکِ زرد | که دیباے چین بینی اندر نورد

بر آں لاله و گل که در گلشنے ست | بنا گوش و رخسار سیمی تنے ست

بسا دیده کز سرمه آزاد گشت | که ناگه ز خاکِ سیه باد گشت

۵ بسا در که گم شد درین خاکِ پست | که از خاک جز خاک نامد بدست

بسا تن که او بارِ صندل نه برد | که در زیر انبارِ گل شد چو مرد

بناے کش از گل بر آری بر آب | بسے بر نیاید که گردد خراب

چو در کیسه مردم این نقدِ خاص | ز تاراجِ دزداں ندارد خلاص

بیا تا کنیم آں چناں رخت پیچ | که جز نامِ نیکو نداریم هیچ

۱۰ معشوقِ یک شب چه باشیم شاد | که مهمانِ غیری شود بامداد

مکن میلِ این خاک چون ناکساں | که پیوند او نیست جز با خساں

مباش از نواے فلک ناشکیب | که چشمش چو هندوست آهو فریب

کشنده که بر آهو آواز راند | ز تن جانِ او را به آواز خواند

صفیرے که صیاد زد گرد دام | ز مرغ ارغنونِ اجل یافت نام

۱۵ جهاں مایه ندهد مگر شوم را | که ویرانه میموں بود بوم را

چه باید ازاں دانه خرسند بود | که با جاں بهم بار خواهد بود

---

۴ - س ۲ : خورده گشت - ۹ - م ۲ : که جز نام باقی نمانیم هیچ ۱۲ - م ۲ : که آں لحن هندوست آهو فریب

۱۶ - م ۱ : بداں داده

جهان را چو نیکو شناسد کسے | متاعِ جهان را بجوید بسے
درین خوان که حلوا اش خارِ کستر ست | جگر اول و شور باپستر ست
همان طفل را مادرِ دستگیر | بخون پرورد اوّل انگه بشیر
منه دل درین باغِ ابله فریب | که خر زهره را نام کرد ست سیب
۵ ندانم کسے راز دانندگاں | که خواند در و لوحِ پایندگاں
دو ره دارد این تنگنائے دراز | که در رفتن و آمدن هر دو باز
ازین هر زماں تو برے میرود | یکے آید و دیگرے میرود
درین مرحله بار نتواں نهاد | درِ مرگ را خار نتواں نهاد
چه سازی رواقے کز اں رفتنی ست | عمِ کالبد خور که جاں رفتنی ست
۱۰ چه باید بر آراستن منظرے | که خواهد شدن منزلِ دیگرے

حکایت لقمانِ حکیم که نهصد ۹۰۰ سال عمرِ او بود تا آفتاب برسرِ دیوار رسید و سایهٔ دیوار گذشت

شنیدم که لقمانِ دانش پژوه | که آمد زبس زندگانی ستوه
۱۵ دراں عمر کز نهصد ۹ افزونش بود | قد از حجره یک نیمه بیرونش بود
عمارت نکرد آنقدر در خراب | که ایمن بود زابر واز آفتاب

---

۲ - س ل ۲ ؛ زیر ما - ۵ - م ؛ ندانم کسے راز آئندگاں + که خوانند در لوحِ پایندگاں
۷ - م ا ؛ در دهر زمانے سرے میرود

فرا و انش گفتند برنا و پیر | که مردم ز مسکن ندارد گزیر
بگفتا که از بهر اندک نزول | نشاید شدن میهمانِ فضول
چو در خانه مهمان فضولی کند | دلِ میزبان زو ملولی کند
اساسے چه باید بعیوق برد | که فردا به بیگانه خواهی سپرد

آرام یافتنِ دوران سکندر از شربت واپسین و سر باز زدن اسکندروس که پسر اسکندر بود از افسری و تختِ برتری و رختِ خود بصحرا بر انداختن و من صحبت با خارهاے بیابان دوختن و بالش یافتنِ نهالِ دوعوس که هم از شجرهٔ سکندر بود و بیانِ تفاوتِ فوت و دفنِ سکندر و اختلافِ مورخان و در اختلاف ایشان جرح از تاریخ

دُر افشانِ این گنج دانِ کهن | چنین داد گوهر ز گنجِ سخن
که چون گوهرِ تاجِ اسکندری | ز دریا بر آمد به نیک اختری
از انجا بصحرا علم بر کشید | ز صحرا بصحراے دیگر کشید

قدم تا بزد بر سرِ خاک و آب | نکرد آب و خاکش برفتن شتاب

دلش گر ز خرد بود بنیاے حرف | درین اوری داشت فرِّ شگرف

که چوں این جهاں سر بسر کرد رام | بشد کاں جهاں نیز گیرد تمام

دراں روز کز چاشنی هاے دهر | شد آمیخته شربت او بزهر

همه منتظر بهرِ عیش و نشاط | که دورِ فلک در نوشت این بساط

بزرگاں که بودند داناے راز | حدیثِ نهفته نگفتند باز

همی داشتندش به پرده نهاں | که غوغا بود مرگِ شاهنشهاں

نقاب از غرض بر نینداختند | نهانی همه چاره می ساختند

سگالش بخفت اندراں کار بود | که بر خاکِ در خفته ناچار بود

چو دیدند شه را بخوابی چناں ق | بداں تیرگی آفتابے چناں

رسیدند پیرانِ روشن ضمیر | گشادند ز اندامِ نازک حریر

گریباں بافسوس کردند چاک | بر آب و چشمش بشستند پاک

فشاندند بر یاسمینش گلاب | سرشتند مشکش بکافورِ ناب

خزِ نیلگوں بر وے انداختند | بمهدِ زرش خوابگه ساختند

ز تدبیرِ شه چوں فراهم شدند | نهانی به تدبیرِ عالم شدند

نشستند فرمانروایانِ ملک ق | باندیشه با نیک رایانِ ملک

که افسر به پورِ سکندر دهند | همه گنجِ دریا به گوهر دهند

چو بودند هر یک خردمند چیست ق بعهد استوار و به پیمان درست

نگشتند یک جو ز پیمان و عهد بفرمودۂ شاہ کردند جهد

بفرزندِ فرزانۂ سرفراز پیامِ سکندر نمودند باز

که ما را چو شد فرض بر جان و تن وفاے ولی نعمتِ خویشتن

۵ تو بنشیں بجاے پدر بر سریر که ما بندگانیم فرماں پذیر

اگر دست گیری سر افگنده ایم وگر تیغ رانی همت بنده ایم

ازاں بوے پاکی که در دینِ ماست نمک گنده کردن نه آئینِ ماست

بزرگی و شاهی بر آزادگاں نیاید جز از پادشازادگاں

شرف مسندِ کامیابی بود اسد خانۂ آفتابی بود

۱۰ مپندار خود را که خورد ست سال که بختت بزرگ ست و فرخنده فال

بخوردی مداں پایۂ خود بزیر که لابد بود بچۂ شیر شیر

به طفلی مبیں در شرِ روزگار که بس باشدش دولت آموزگار

محیط ار چه عالم نوازی کند در و ماهیِ خورد بازی کند

بکوه ار چه شیب و فراز ست تنگ کفِ دشت داں زیرِ پاے پلنگ

۱۵ سبک کو به آب ست جولاں پذیر به نزدش چه طوفان و چه آبگیر

بزرگی نه زیباست بر بدنژاد که برگاؤ نتواں عماری نهاد

---

۹ – نسخۂ ب: شنا...

چو دولت بشاہیں دہد دستگاہ   غلیواز راکس ندوزد کلاہ

بپاسخ ملکزادۂ ہوشیار   فشانداز صدف لولوئے شاہوار

چنیں گفت کاے دوستدارانِ من   ق   بہ پیوندِ اخلاص یارانِ من

شکے نیست کاں زادہ باشد تمام   کہ آبائے خود را کند زندہ نام

نہ دودہ کہ دودے بود تیرہ داغ   کہ بر دودماں برنیارد چراغ

بود بے خلف مملکت کاستہ   کہ تاج از گہر گردد آراستہ

وے ہمتم را ز اکلیل و تخت   قضائے پدر عبرتے داد سخت

نہ من زانجہاں بادشا برترم   کزیں ضربت آزاد ماند سرم

سکندر جہاں مقبلِ کائنات   چو لب تشنہ میرد ز آبِ حیات

زچندیں زمیں کو تہِ پائے سود   بجز چار گز بہرۂ او چہ بود

ازاں گنج کز روئے عالم سترد   نگر تا سرانجام با خود چہ برد

چہ کار آید آں ملکِ حسرت فزائے   کہ شہ میرد و ملک ماند بجائے

چرا باید آں تاج بر سر نہاد   کہ پیش از تو صد چوں تو دیگر نہاد

شہی گرچہ جویانِ عزّ و علاست   بصورت بزرگی بمعنی بلاست

بلا بر بزرگاں بود بیشتر   کہ خورداں نیایند پیشِ نظر

زنی تیر بر پیل صد بے شکے   کہ بر پشہ نتوانی از صد یکے

چو خواہی کہ خوش خسپی اے نیکبخت   ز کنجے کہ غوغاست بربند رخت

گلیمے کہ با تن بود سازگار | بہ از بستر پرنیاں پر زحنار
چہ زیباست ایں نطعِ رنگیں بزیر | نشینندہ را گر گزارند دیر
چو ایں نطعِ دیرینہ پیراستیم | نشستیم و آں گاہ برخاستیم
چو گیتی ندارد وفا با کسے | گدائی بہ از بادشاہی بسے
چہ گردیم با شاہدے ہم نفس | کہ او را وفا نیست با ہیچکس
بسا عمر کز پانصد افزوں نمود | چہ بگزشت گوئی دمے ہم نبود
ہمہ سطحِ ایں عرصۂ گردناک | بچشمِ خرد چیست یکمشت خاک
نہ دانا تواں گفتن آں طفل وش | کہ گردد ببازیچۂ خاک خوش
بزرگاں بسے کوشش انگیختند | زہر گونہ رنگے در آمیختند
میسر نہ شد ایں تمنائے خام | کہ آں مرغِ وحشی در آید بدام
چو حلوائے دم پختہ دودے نداشت | سخن ہر چہ گفتند سودے نداشت
بمعذوریِ خویش بر حسنِ عہد | دگر مہدئے را سپردند مہد
یکے را ز خویشانِ تاج و سریر | بآرایشِ فتنہ کردند میر
جوانے خردمند بسیار ہوش | بدیدار مردم بمعنی سروش
باختر بلند و بگوہر تمام | بلند اخترش کرد در غوش نام
دلِ ہمگناں یافت بروے قرار | کہ ہم داد گر بود و ہم ہوشیار
ہماں پورِ اسکندر اسکندروس | رہا کرد ملکے چو زیبا عروس

زپیوندِ ہستی بروں برد تن | بدنبالِ گم گشتۂ خویشتن
رواں گشت داخترِ تابناک | یکے سوے صحرا دگر سوے خاک
چو پوینده برداشت گامِ فراخ | نشیننده بر آسماں برد شاخ
ازاں سایہ گستر درختِ بلند | پناہندہ آزاد گشت از گزند
۵ کرم غالب و ظلم فرسود گشت | جہاں ایمن و شکر آسود گشت
بہ کہتر نوازی و دیں پروری | ز سر نو شد آئینِ اسکندری
بکار آمد آئینِ کار آگہاں | شد ایمن ز غوغاے غارت جہاں
جہاں زنده شد ایمنی را نفس | کہ مرگِ سکندر ندانست کس
جہاں برگرفت از سلامت نقاب | سرِ فتنہ را حاجت آمد بخواب
۱۰ چو شد لشکرے بے سر آرام گیر | رواں گشت فرمانِ فرماں پذیر
عزاے سکندر درآمد بکار | ہمہ رازِ پوشیدہ گشت آشکار
نشستند نکہفتہ بے خورد و خواب | ز غم سینہ پُر خون و دیدہ پُر آب
ہمہ کس ہمی بود گریاں چو میغ | دریغے کہ بود دست جاے دریغ
ہماں مرغِ نو بر سرِ سرو بن | بنالید بر سرو زادِ کہن
۱۵ چو از شرطِ ماتم بپرداختند | شتابنده را برگِ رہ ساختند
بتعظیم صندوقِ صاحب رحیل | نہادند بر کوہِ ژنده پیل

---

۵ - س۲: بہ ملک - ۱۲ - س۲: و سینہ کباب

برآمد به بیل آن تنِ ارجمند | چو خورشید بالائے کوہِ بلند
بجنبید کشور به لرزید خاک | شد از نعلِ اسپان زمین چاک چاک
خرامنده گشتند ازان مرز بوم | پس از روزگارے برآهنگ روم
به صحرا و کهسار بے گاه و گاه | چو بادِ صبا می نوشتند راه
۵ سه ماه روز تا شب به پیوستگی | نبود اندران جنبش آهستگی
چنین تا هلالِ علمها ز دور | اصطرلابے یونان درافگند نور
باسکندریه درآمد سپاه | ز آیندگان تنگ شد کوی و راه
به بُرجے که سر داشت با مشتری | روان کرد صندوقِ اسکندری
خبر یافت بانوے پرده نشین | که در پرده شد خسرِو روم و چین
۱۰ نگه کرد چون در دران درجِ پاک | بغلطید چون دانه بر روے خاک
ز سوزِ جگر گوشه جانش بسوخت | همه مغز در استخوانش بسوخت
دگرگونه شد رنگِ رخسارِ او | بخیری بدل گشت گلنارِ او
ز سر تا قدم خونش آمد بجوش | رمید از تنش تاب و از مغز هوش
شبا روز آگاهی از خود نداشت | غمِ عالم از نیک و از بد نداشت
۱۵ زمانے کزان حیرت آمد بخویش | دلے یافت صد جا ز اندیشه ریش
ز آشفتگی گشت لرزان چو بید | ز تارک همی کند موئے سپید

---

۶ — س ۲: به شور

زبس غم که باسینه کاهی گریست | برانده وِ او مرغ و ماهی گریست
ز آزارِ گلبرگ برگ بر بنش | بخون غرق می شد سرِ ناخنش
خراشے که هر دم برخساره کرد | سمن را چو صد برگ صد پاره کرد
چناں می کشید آهِ سینه خراش | که میزد بخورشید دمه دورباش
۵ چو هنگامِ آں شد که از بار جاے | کند میهمان عزمِ خلوت سراے
ز اسبابِ کار آنچه می خواستند | بر آئینِ شاهاں برآراستند
درخشنده دُرجِ درِ شاهوار | نهادند بر تختِ گوهر نگار
دراں مرقدِ گوهریں شد بجاں | محیطے شده غرق چوں دُر در آب
گرفته مهی در ثریا شرف | کشاده دو سو چوں ثریا دو کف
۱۰ کشیدند بیروں نثار افگناں | بصحرا دُرِ شاهوار افگناں
کسے کا گهی یافت کاں رخ چیست | تماشاے او کرد و بر خود گریست
پیاده همه مهترانِ سپاه | خراماں چو سیاره در گردِ ماه
ز غم همگناں را جگر سوخته | ولیکن بمسمار لب دوخته
کسے را بفریاد یارا نه بود | که غم بود لیک آشکارا نه بود
۱۵ یکے آں که بر رسم و راهِ سراں | نه شیون بود شیوهٔ مهتراں
دوم آں که چوں مرده شد زنده نام | دراں زندگی هست مردن حرام

---

۸ ـ م ۲ : غرق در درناب ـ س ۲ : غرق دریاے آب

چو نام آورانند پایندگاں
ندارد کسے ماتمِ زندگاں

کسے کز جہاں نام جوئیدہ نیست
گرش عمرِ خضر ست ہم زندہ نیست

بیک چشم زد باچناں عز و ناز
بخاکش سپردند و گشتند باز

دگر گونہ فرمود پیرِ کہن
ز آرام گاہِ سکندر سخن

مرا گفتِ او باورا فتاد و بس
کہ از دیدہ زد بر شنیدہ نفس

کہ اسکندرِ خفتہ را جائے خواب
درونِ جزیرہ است بر شطِ آب

جزیرہ کہ اسکندروں شد بنام
بدریائے مغرب بر آہنگِ شام

چو کشتی دراں شطِ دریا رسد
زیارت کند ہر کہ آں جا رسد

من آں جا بکشتی فراز آمدم
بوسیدم آں خاک و باز آمدم

چو شد جائے خفتن بخاک اندروں
چہ اسکندریہ چہ اسکندروں

غرض چوں سکندر فرو شد بخاک
بر آمد ز ہر سینہ گردِ ہلاک

کس از جوئے خویش آب خوردے نداشت
کز آں خاک در سینہ گردے نداشت

کسے کو کند بر سرِ مردہ شور
بود ہمرہِ او ولے تا بگور

چو او شد بخاک آں کہ دل ریش تر
نیارد کہ گامے نہد پیشتر

بود اندریں کارگاہِ ہلاک
ہمہ عزتِ آدمی تا بخاک

چو خفت اندراں حجلۂ در نہاں
سکندر نہان ست و جا کر نہاں

بیا ساقی آں بادۂ بے خمار
فرو شوئے زیں جانِ خاکی غبار

که چون گم شود جانِ غمناکِ من ‎ ‎ نریزد کسے جرعہ بر خاکِ من

بیا مطرب آواز برکش بلند ‎ ‎ برون برغم از سینہائے نژند

زسر نو کن آئینِ عشّاق را ‎ ‎ بغلغل درآر این کہن طاق را

گفتار اندر مرتّب شدنِ این سفینۂ بحر درون بر رہنمونیِ معلمِ ہمت و بادِ قبول روان کردن وقت نجات طلب نمودن و برگزشتنِ عمر در سودائے این بحور بادبان ندامت از دمِ حسرت برکشیدن و قدرے از کرانہ گرفتن حوالی و خلہ کردنِ حواری و در ماندن از آب و کنار برآشنا چون خاشاکِ بحر از آب در کنار ریختن و الواحِ شکستہ و حرفِ نادرستِ این سفینہ بر امیدِ مرحمت درچشمہائے انصاف مستتر گردانیدن

مرا خضرِ ہمت خبر داد دوش ‎ ‎ ز رازے کش از دولت آمد بگوش

که اے گوہر آماے گنجِ سخن | نوآئین کنِ کیمیاے کہن
از انجا که اقبال یارِ تو بود | فلکؔ ر ونق انگیزِ کارِ تو بود
سخن ر ا بجاے ز دی بارگاہ | که از فرقِ انجم فگندی کلاہ
خضر وار زاں موجِ آبِ حیات | بعمرِ تو آمد نوشته برات
۵ سپاسِ خداے کن اندر ضمیر | که بر بهترین پایه دادت سریر
زباں خیر مردم که رمز سیت پاک | رقم کردۂ غیب بر لوحِ خاک
زجائے که زینساں بکاری رسید | به پیغمبراں نامه دارے رسید
ازاں نامه حرفے بصحرا افتاد | که غلغل بنادان و دانا فتاد
ازاں نیمه تنها بهر خاص و عام | دگر نیمه تنها تو بردی تمام
۱۰ زہے عرصۂ گنجداںِ چنیں | که در وے نگنجد جہانِ چنیں
تعالیٰ اللہ آں کردگارِ جہاں | که در قطرۂ کرد دریا نہاں
ولت ایں جہاں چوں بشاہی گرفت | بر آں زن که آں نیز خواہی گرفت
چو دنیا گرفتی سوے دیں گراے | که دولت بدیں ہر دو ماند بجاے
درے زن که راہِ رہائی دروست | چراغِ ترا روشنائی ازوست
۱۵ مرا کامد ایں از دولت بگوش | خجالت ز مغزم بر آورد جوش
بحیرت فرو رفتم اندیشه ناک | سر از خاکساری فروشد بخاک

۴ - م ۲ - بعمر ابد تو نبشتی برات - ۱۶ - م و س ۱ : فگندم بخاک

دلم ہرچہ کرد از تقاضائے تن | پشیماں شد از کردۂ خویشتن
دمے چوں گزشت آرزو بیش بود | ہوس ہم بر آں رغبتِ خویش بود
بسے خواستم کیں تنِ ارجمند | بزندانِ عصمت کنم شہر بند
نشینم بجائے کہ مردم کم ست | کشم دامن از ہر کہ در عالم ست
۵ ہمہ ہستیِ خود بیک سو کنم | بہ بیغولۂ نیستی خو کنم
بدارم ز دریوزۂ خلق دست | کنم بر سریرِ قناعت نشست
بدوشِ کسے نفگنم بارِ خویش | نہ لیسم مگر خاکِ دیوارِ خویش
نہ بینم بآسایش و رنجِ کس | نہم دل بدرویشیِ خویش و بس
بجز سندسے از جو برآرم خمیر | گلیمینہ را نام سازم حریر
۱۰ نیاز ارم از طعم از حرص بود | مرا قالیں از قولِ من بس بود
من و ملکِ تجرید و گنجِ ہنر | فلک زیرِ پا بوریا زیرِ سر
رحیق آب از اشکِ گلگوں کنم | سفالینۂ خاک پر خوں کنم
چو نوشم ز خونابۂ دل شراب | ہم از پہلوے خود تراشم کباب
چو افتد دل از پختگی در گداز | صدا در دہم قدسیاں را بہ راز
۱۵ سپہر ار بطفلی در آید ز پس | بہ کہتر نوازی برآرم نفس
ز پرہیزگاری علم بر زنم | دماغِ ہوس پیشہ را سر زنم

۱۲۔ س[۲]: سفالینہ را دل پُر از خوں کنم۔ ۱۴۔ م[۲]: صلا

درم نفس گردن بتابد زراه | بسیلی کنم گردنش را سیاه
ورق بشکنم عقلِ پدرام را | دباغت دہم قالبِ خام را
باندیشه دل را نیازی کنم | تن از آبِ دیده نمازی کنم
بحوضِ صفا ریزم این مشتِ خاک | زحیضِ جنابت کنم غسل پاک
۵ نه بینیم چو طاؤس در رنگِ خویش | نشینم چو سیمرغ با ننگِ خویش
به بیداریِ مغز را بسپرم | مبادا که آید ببالین سرم
درم حاجت افتد پئے تکیه گاه | نهم سر برانوے خورشید و ماه
قدم بر سرِ چرخِ نیلی زنم | دم از دولتِ جبرئیلی زنم
خورم چون خضر شربتِ زندگی | چو عیسی کنم عمر بخشندگی
۱۰ کنم سرمه در چشمِ عین الیقین | زنم شانه در زلفِ حبل المتین
ولی چون ندارم ز توفیق نور | زمن کے شود ظلمتِ نفس دور
عنانم جنیان در گرفت ست دیو | که نگزارد ار خود برآرم غریو
ضمیرم به تشویشِ دیوان اسیر | فرشته ز دیوانِ من در نفیر
تنِ من که زندانِ جان کرده اند | شیاطین درو خانمان کرده اند
۱۵ بسا فتنه کز بہرِ جان در تن ست | ملک عاجز و قلعه پُر دشمن ست
ز بادِ ہوس خرمنم جو بجو | متاعم ببازارِ غفلت گرو

---

۶ - م وسل ب - به بیدار مغزے فلک بسترم

دریغا که وقت از میان میرود — خیالِ چنین رایگان میرود

نه کشتی کز و خوشهٔ برکشم — جوے در ترازوے محشر کشم

نه نقدے که بازارگانی کنم — بسودِ ابد کامرانی کنم

زمن صحبتِ چون منے دور باد — به نفرینِ من خلق معذور باد

۵ مرا بار بر دوش و سیلاب سخت — چگونه بمنزل توان برد رخت

درین ره عنان در کشیدن خوش ست — که پل رخنه و بارگی سرکش ست

چه فرخ شد آن رهروِ تندرست — که پیش از شدن باره را کرد چست

سبک چون شوم من که پا در گل ست — خر اندر وحل تاختن مشکل ست

ازین خاک آلوده چون بر شوم — که هر چند جنبم فروتر شوم

۱۰ درون نفسِ دشمن سرافراخته — برون سوے شیطان کمین ساخته

چو خواجه به یغما دهد خانه را — چه چاره ز تاراج بیگانه را

عسس را چو با دزد یاری بود — به گنجینه چون استواری بود

سگے کز رمه شد هم آهنگِ گرگ — گزندش دهد گوسپندِ بزرگ

درون سوے شهوت گرائی کنم — برون دعویِ پارسائی کنم

۱۵ لبم شسته ز آلایشِ می دهن — دلم همبران مستیِ خویشتن

تن از شاهدان گشت کوتاه دست — نشاطِ نظر همچنان بت پرست

۱۵ـ م۲: دلم همبر از هستیِ خویشتن

درین ره قدم پاک چون خیزدم — که دامانِ تر قطره می ریزدم

مبین کامشب از جیبِ من قطره زاد — که این قطره طوفان شود بامداد

چرا من بران قطره بازی کنم — که تن از سبوی نمازی کنم

تنِ من نه با شستن آسوده تر — که هر چند شویندش آلوده تر

۵ جنابت مرا گز درون رُخ نمود — برون گر بدریا بشویم چه سود

مگر چون برون آیم از آب و خاک — بطوفانِ آتش کنم غسلِ پاک

چنین کز مئے فتنه گشتم خراب — مگر سر بمحشر برآرم ز خواب

هوا گرم و من تشنه و ناصبور — بیابان و خرمانده و راه دور

مسافر که دور اُفتد از جاے آب — شود تشنه تر در تمناے آب

۱۰ نبودی گرم زورِ بازوے پیر — جوانی برآوردے از من نفیر

ولی دولتِ من که هست از نخست — مرا کرد پیوندِ پاکان درست

که هر بار کالوده شد دامنم — رسید ابرِ رحمت به پیرامنم

زہے تریِ من ز غایت برون — که آلوده دامنم بدریا درون

اگر سنگ گوهر نگردد ز تاب — توقف ز سنگ ست نه از آفتاب

۱۵ اگر لاله را نیست رنگ و نگار — خیانت بر او نه نه بر نوبهار

هوا گر بطوفان رساند نوید — نه بیند کسے میوه بر شاخِ بید

۲- بیت ست بهم - م و س۲ : که هر چند تر گردد آلوده تر ۱۵ - م۱ : بوے بکار - م۲ : جنایت

بصحرا نه هر خوشه پر شود — بدریا نه هر قطره در شود

چراغ هدایت بدلهای کور — بود کشتن دانه در خاک شور

بسر چشمهٔ زندگی تاختم — رسیدم بدو لیک نشناختم

به تزویر نقشی برآراستم — میسر نشد آنچه می خواستم

بجایی که زر ناید اندر شمار — زر اندوده را چه باشد عیار

طمع گر بهای نظم دروغ — چنین کرد کام مرا بی فروغ

زبانم که جایش بکام من است — قفای مرا تیغ گردن زن است

مرا بین که هر دم ز سودای خام — چنین دشمنی را رسانم بکام

به پنجاه نزدیکم آمد حیات — هنوزم نشد توبه زین ترهات

سخن گرچه هر لحظه دلکش تر است — چو بینی خموشی از آن خوشتر است

همه وقت کم گفتن از روی کار — گزیده است خاطر درین روزگار

در فتنه بستن دهن بستن است — که گیتی به نیک و بد آبستن است

بلب دوختن غنچه را زندگی است — چو بشگفت از آن پس پراگندگی است

پشیمان ز گفتار دیدم بسی — نگشت از خموشی پریشان کسی

۱۵ رهائی همه جا بکم گفتن است — دراز رشته ایمن بناسفتن است

شنیدن ز گفتن به ار دل نهی — که تن پر شود هر دم از وی تهی

---

۱۴ - س ۲ : پشیمان ۱۶ - م ۲ : کزین پر شود مردم از وی تهی

دریں رہ قدم پاک چوں خیزدم | کہ دامانِ تر قطرہ می ریزدم

مبیں کامشب از جیبِ من قطرہ زاد | کہ ایں قطرہ طوفاں شود بامداد

چرا من براں قطرہ بازی کنم | کہ تن از سبوے نمازی کنم

تنِ من بہ ناشستن آسودہ تر | کہ ہرچند شویندش آلودہ تر

۵ جنابت مرا گر ز دروں رخ نمود | بروں گر بدریا بشویم چہ سود

نگر چوں بروں آیم از آب و خاک | بطوفانِ آتش کنم غسلِ پاک

چنیں کز مے فتنہ گشتم خراب | مگر سر بہ محشر برآرم ز خواب

ہوا گرم و من تشنہ و ناصبور | بیابان و خس راندہ و راہ دور

مسافر کہ دور اُفتد از جاے آب | شود تشنہ تر در تمناے آب

۱۰ نبودی گرم زورِ بازوے پیر | جوانی برآوردے از من نفیر

ولی دولتِ من کہ ہست از نخست | مرا کرد پیوندِ پاکاں درست

کہ ہر بار کالودہ شد دامنم | رسید ابرِ رحمت بہ پیراہنم

زہے تریِ من ز غایت بروں | کہ آلودہ مانم بدریا دروں

اگر سنگ گوہر نگردد ز تاب | توقف ز سنگ ست نز آفتاب

۱۵ اگر لالہ را نیست رنگ و نگار | خیانت برو نہ نہ بر نوبہار

ہوا گر بطوفاں رساند نوید | نہ بیند کسے میوہ بر شاخِ بید

---

۲ - بیت ۴ - م و س۲ : کہ ہرچند تر گردد آلودہ، تر ۱۵ - م۱ : بوے بکار - م۲ : جنایت

بصحرا نه هر خوشه پر شود | بدریا نه هر قطره در شود
چراغ هدایت بدلهای کور | بود کشتن دانه در خاک شور
بسر چشمهٔ زندگی تاختم | رسیدم بدو لیک نشناختم
به تزویر نقشی بر آراستم | میسر نشد آنچه می خواستم
۵ بجای که زر ناید اندر شمار | زر اندوده را چه باشد عیار
طمع گر بهای نظم دروغ | چنین کرد کام مرا بی فروغ
زبانم که جایش بکام من ست | قفای مرا تیغ گردن زن ست
مرا بین که هر دم ز سودای خام | چنین دشمنی را رسانم بکام
به پنجاه نزدیکم آمد حیات | هنوزم نشد توبه زین ترهات
۱۰ سخن گرچه هر لحظه دلکش تر ست | چو بینی خموشی ازان خوشتر ست
همه وقت کم گفتن از روی کار | گزیده ست خاطر درین روزگار
در فتنه بستن دهن بستن ست | که گیتی به نیک و بد آبستن ست
بلب دوختن غنچه را زندگی ست | چو بشگفت ازان پس پراگندگی ست
پشیمان ز گفتار دیدم بسی | نگشت از خموشی پریشان کسی
۱۵ رهائی همه جا بکم گفتن ست | در از رشته ایمن بنا سفتن ست
شنیدن ز گفتن به از دل نهی | که تن پر شود هر دم از وی تهی

---

۱۴ — س ۲ ب: پشیمان ۱۶ — م ۲ ب: کزین پر شود مردم از وی تهی

صدف زان سبب گشت گوہر فروش | کہ از پاے تا سر ہمہ گشت گوش

ہمہ تن زبان گشت شمشیر تیز | بخون ریختن زان کند رستخیز

گر از رشتہ دوزند راہِ سخن | بہ از دُر فشاندن بگاہِ سخن

مرا خود ضروری فتاد این شمار | کہ بازوے عیشم تہی شد ز کار

۵ جوانیم تا رغبت انگیز بود | بوصفِ بتان خاطرم تیز بود

غزل را چنان جلوہ دادم بکام | کہ بستم غزالانِ صحرا تمام

کنون مشکم آغازِ کافور کرد | ز مشکین خطان طبع کافور خورد

درستم شد از کشتِ این بوستان | کہ کافور خیزد ز ہندوستان

دریغا کہ دورِ جوانی گذشت | زمانِ مے و کامرانی گذشت

۱۰ چراغِ طرب را فرو برد نور | نشاطِ حریفان ز دل گشتہ دور

دل از رغبتِ عیش سیراب شد | مزاج از رعونت عنان تاب شد

فرو ماند آوازِ ساقی ز نوش | سلامِ صراحی بروں شد ز گوش

خرد پختہ شد ز آتشِ طبعِ پیر | ہوس پختنِ خام رفت از ضمیر

بہ پژمردن آمد گلِ تازہ روے | دماغِ شگوفہ تہی شد ز بوے

۱۵ بخیری بدل گشت گلنارِ من | سپیدہ دمید از شبِ تارِ من

تہی گشت گنج و خزینہ خراب | کلیدِ خزینہ فرو شد بخواب

۶- مٰ ب: بدام - ۱۰- مٰ ب: فرو مرد

گرفته شد از من تبان رنفس | ستم چون تو ان برد معشوق کس
نگاری که بی من دلش بود تنگ | کنون بر دل او گرانم چو سنگ
همه زیب مرد از جوانی بود | چو آن نیست کے زندگانی بود
چو آسیب پیری دهد گوشمال | بگردد همه حال مردم زحال
۵ شود تیره در چشم مردم ضیا | گهی سرمه خواهد گهی توتیا
تن از گردش دهر مسکین شود | شکم پر چین و روی پر چین شود
جوانان ز صحبت گرانی کنند | کهن گشتگان همعنانی کنند
جوانی که در سلک پیران بود | گل تازه در باغ ویران بود
دگر کهنه با نو بران دم زند | سر و سلبت از خنده درهم زند
۱۰ مباش از سفال کهن آب کش | که از کوزهٔ نو خورند آب خوش
مخوان سعل بر گل خط دل نواز | که منشور عمر ست عنوان راز
چو پیری غرور جوانی شکست | ز امید واری فرو شوی دست
چو گلبن ز سبزی برد امید | به هیزم فروشان رساند نوید
چو در شاخ بستان نماند تری | تبر زن در آید بجولان گری
۱۵ همه سبزه بود و گل و یاسمین | که خاشاک و خس بینی اندر زمین
فریب جوانی مخور ز نیهار | که ده روز باشد نشاط بهار

---

۶ - م ا: کوتبس - س ا ب: کوتش

مبین غنچۂ باغ را خندہ ناک — کہ افتد بآسیب بادے بخاک

بہ پیری نکو ناید الّا دو چیز — یکے گوشہ گیری دگر توبہ نیز

ندانی چو تو اے جواں حال پیر — نظر کن بہ پیرانِ عبرت پذیر

پس از توبۂ من کہ در ہیچ ساز — روا نیست با لعبان انماز

دگر گوشۂ خالی کنم بہر بود — چو بازارِ دل نیست خالی چہ سود

بہ پیغولہ بودن کسے را رواست — کش از گلشنِ قدس برگ و نواست

مرا سینۂ پُر ز غولانِ مست — بفارغ دلی چوں توانم نشست

نکردم گہے جاے عزلت پسند — مگر بہرِ سود اے ناسود مند

متاعے کہ بربستم از کنج و کاخ — دلم تنگ بود و دروغ فراخ

کلوخے و سنگے کہ بینی بخاک — دمے نیست خالی ز تسبیحِ پاک

تبرزاں کلوخم من اندر نہفت — کز آلودگی ترکِ تسبیح گفت

چو اوّل زبانم بہ بدخو گرفت — کنوں کے تواں خوے نیکو گرفت

دلِ من کہ ہستی بہ تزویر ساخت — کجا ذوقِ تسبیح داند شناخت

کسے کو بدکّانِ انگوزہ زیست — چہ داند کہ در رختِ عطّار چیست

ہر آں مرغ کز خار خورد آیدش — چو خرما نہی دل بدرد آیدش

کلاغے کہ در گردِ گلخن بود — ز ریحانِ باغش چہ روشن بود

دلِ خاصگاں اندو حرزِ خاص — کہ من زایں ضلالت ندارم خلاص

من اینجا کنم نقدِ خود را عیار | خود آں جا بیامرزد آمرزگار

چو رحمت شود نامہ شوے گناہ | چہ باشد بدریا دو حرفِ سیاہ

جوانی شد و پیری آغاز گشت | دریغا کہ ایں نیز خواہد گذشت

کشیدم زلالِ خضر زیں سواد | کہ تا چوں بمیرم رسم بر مراد

خوش آں کس کہ چوں برگِ رہ کرد ساز | بہ میراث بگذشت عمرِ دراز

بر د مرگ را نام جو رِ کسے | ولے نامِ ہر کس نماند بسے

نماند بسے نامِ بے مائرگاں | کہ نتواں زدن سکۂ رائگاں

درمنہ کہ در نام دارد درم | درم ریز چوں گل شدہ ست از کرم

ہمہ کس پئے خفتن افسانہ خواست | شنیندہ چوں خفت افسانہ خاست

چہ ہشیار و بیدار فرزانۂ | کہ او خفت و ماند ازوے افسانۂ

بر آں کس بود زندگانی حرام | کہ او را نماند پس از مرگ نام

نمرد آں کسے کز جہاں نام برد | کہ مردِ نکو نام ہرگز نمرد

ربودن بنام از جہاں گوے را | میسر نشد جز سخن گوے را

چو دیدم کہ ترکِ جہاں گفتنیست ق | مرا نیز چوں دیگراں خفتنیست

خیالے دریں نامہ کردم نگار | کہ ماند ز من در جہاں یادگار

مگر از تماشاے ایں بوستاں | درودے رسد بر من از دوستاں

مر ایں نامہ را از اتفاقِ صواب | شد آئینہ ہاے سکندر خطاب

دریں دم کہ پایانِ ایں پیکر ست | ز تاریخ ہفصد یکے کمتر ست

۶۹۹ھ

گر آری همه قیمتش اندر عدد — چهار الف [۴۴۵] و پنجه شد و چار صد

قیامت اگر چند گه پس بود — قیامت جهان را همین بس بود

سزد گر بزرگانِ گوهر شناس — سخن را بانصاف دارند پاس

چو زین هلیله صاف نوشی کنند — فرومانده را عیب پوشی کنند

زر از دهشتِ بار نتوان گذشت — گل از زحمتِ خار نتوان گذشت

خریدارِ دُر گرچه باشد بسے — سفالینه را هم ستاند کسے

بصیر آن بود دیدهٔ پیش را — که سُرمه کند چشمِ درویش را

متاعے که گرم ست بازارِ او — همه جا بیابی خریدارِ او

بجز رختِ کاسد ز بے مایگاں — که کالا بدست آوری رایگاں

چو حلوا و پالوده برخواں بود — همه خلق ناخوانده مهماں بود

چو در سفره لوزینه باشد بسے — مگس را بخواندن نیاید کسے

بجز تحفهٔ طبع زاے مرا — نگر بهرِ خود دید راے مرا

وگر باز گیری تو پیوندِ خویش — مرا خود عزیز ست فرزندِ خویش

پسر گرچه کور ست ازین خانه دور — بچشمِ پدر شب چراغ ست و نور

سزد گرچه آوازِ خر خنده را — بود ارغنوں گوشِ خربنده را

برو بادِ بخشایشِ داد گر — که برمن به بخشش گمارد نظر

چو آید به نظّارهٔ ایں عروس — بکابینِ احساں کند فرق بوس

جهان راست نورِ نظر زین سواد — دو دو هر که احول بود کور باد

رُخے را کہ چوں ماہتاباں نہاد | بخالِ سیہ عیب نتواں نہاد
بچیں میوۂ بہ زشاخِ بہی | کہ نبود رطب ز استخوانِ تہی
برِ پختہ چوں بر درختاں بجاست | تو گر خام جوئی خیانت کراست
چو پستہ یکے دل کن و باش نغز | نہ بادام ساں چشم سخت و دو مغز
۵ ہنر جوے و در عیب جوئی مکوش | ترا نیز عیب ست بر خود بپوش
بغیبت چناں باش از فتنہ دور | کہ شرمندگی ناردت در حضور
ہزار آفریں بر وفا پرورے | کہ نکشاید از بے وفائی درے
بدم گوئی آں گاہ عذر آوری | پسندیدہ کے باشد ایں داوری
نہ بس مہربانی بود بر اسیر | کہ خونش بریزی و شوئی بشیر
۱۰ دریں پُر صدا گنبدِ مینوی | سخن ہر چہ گوئی ہماں بشنوی
چو بد گفتی آزاد منشیں بسے | کہ روزے ترا نیز گوید کسے
چو خواہند گفتن جوابت برے | بحل کردمت ہر چہ خواہی بگوے
مرا تا سرِ سیر بر جاے ہست | بسر کوبیِ دشمنم پاے ہست
اگر با کسے تلخ گویم زبے | شکر نیز دانم فشاندن زنے
۱۵ مبیں زہرِ زنبور در نوکِ نیش | کہ ہست انگبیں نیز ز اندازہ بیش
کسے کو مقابل بر آرد غبار | بہ تسنیمِ خلقش کنم شرمسار
دراز پس زند سکۂ ناصواب | ہم از خوے بد باز یابد جواب

۱۲- سس: بحل کن و ۱۴- م۱: چوے - م۲: شکر نیز افشانم از چوب نے